پاکستان میں عربی زبان

ڈاکٹر مظہر معین

مرکز الشیخ زاید الاسلامی
جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	پاکستان میں عربی زبان
نام مصنف	:	پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین
ناشر	:	پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
کمپوزر	:	محمد الیاس
طبع اوّل	:	جنوری ۲۰۰۳ء/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۱۵۰ روپے

Shaikh Zayed Islamic Centre,

University of the Punjab,

Lahore, Pakistan.

انتساب

عربی زبان و خط سے وابستہ

ہر مسلم و غیر مسلم کے نام

فہرست

❁ ابتدائیہ — پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت — 9

❁ تعارف تصنیف — جسٹس (ر) میاں محبوب احمد — 11

❁ تعارف کتاب — پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک — 19

❁ عرض مؤلف — 25

۱- باب اوّل — 27

پاکستان میں عربی زبان و رسم الخط

پس منظر (۶۴۴ء - ۱۹۴۷ء)

۱- خلافت راشدہ میں سندھ 32

۲- فتح مکران درخلافت معاویہؓ 34

۳- فتح سندھ درخلافت ولید بن عبدالملک 36

۴- محمد بن قاسم: فاتح سندھ 37

۵- سندھ درخلافت عمر بن عبدالعزیز بن مروانؒ 38

۶- سندھ در خلافت بنو عباس 39

۷-سندھ میں عربی زبان وثقافت 40
۸-غزنوی عہد 45
۹-عصر غزنوی میں عربی "دفتری زبان" 47
۱۰-عربی اور فارسی 51
۱۱-عربی زبان وخط کی دائمی اہمیت 53
(عصر غزنوی تا اختتام سلطنت مغلیہ)
۱۲-برطانوی عہد میں عربی زبان وخط 55
۱۳-عربی ادب کا مجموعی جائزہ 57
۱۴-خلاصہ باب اوّل 59
۱۵-حواشی باب اوّل 63

۲— باب دوم 67

پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان

أ- قدیم نظام تعلیم میں عربی زبان 69
(اللغة العربية فى النظام التعليمى القديم)

۱-مدارس عربیہ اسلامیہ 69
۲-مشترکہ نصاب تعلیم کی ضرورت 82
۳-مدارس عربیہ اور جدید نظام تعلیم 85
۴-خلاصہ کلام 86

ب- جدید نظام تعلیم میں عربی زبان 87

(اللغة العربية فى النظام التعليمى الجديد)

۱- پرائمری تعلیم میں عربی زبان 91

۲- ثانوی تعلیم میں عربی زبان 92

۳- جامعی تعلیم میں عربی زبان 95

۴- پاکستان میں عربی مجلات وجرائد 108

۵- عربی زبان کی متفرق تعلیم واشاعت 119

۶- عربی ندوات ومؤتمرات 121

۷- خلاصہ بحث 126

۸- حواشی باب دوم 129

۹- ضمیمہ: سرکاری نصاب تعلیم برائے دینی مدارس، پاکستان (۲۰۰۲ء).. 133

۳- باب سوم 169

پاکستان میں عربی زبان کا مقام

۱- پاکستان کو عربی دان بنانے کی تحریک 171

۲- یادداشت بحوالہ لسان شریعت (۱۹۹۰ء) 179

۳- علامہ اقبال اور عربی زبان 190

۴- خلاصہ کلام 192

۵- حواشی باب سوم 193

ضمیمہ (۱)- یاد داشت
بسلسلہ "عربی زبان" (۱۹۸۵ء) 197

ضمیمہ (۲)- یاد داشت
بحوالہ "لسان شریعت" (۱۹۹۰ء) 203

ضمیمہ (۳)- سفارشات قومی کمیٹی 221
برائے تدوین نصاب عربی،
ہائر ایجوکیشن کمیشن،
اسلام آباد (اکتوبر ۲۰۰۲ء).

ضمیمہ (۴) -إعلام (نوٹیفکیشن) 227
عربی و اردو بحیثیت دفتری
و تعلیمی و عمومی زبان
کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب،
لاہور، پاکستان.
از: یکم جنوری ۲۰۰۳ء/
۲۷ - شوال ۱۴۲۳ھ.

۴- خلاصہ کتاب 229

۵- مراجع و مصادر 238

ابتدائیہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کے معروف قول: ''تعلموا العربية فإنها من دينكم'' (عربی سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے) کے مختصر مگر جامع الفاظ سے امت مسلمہ کے لیے عربی زبان کی حیثیت واہمیت کا تعین ہمیشہ کے لیے ہو جاتا ہے۔ السنۂ سامیہ میں عربی ہی واحد زبان ہے جو حقیقی معنوں میں زندہ ہے یعنی ربع مسکون کے ایک بڑے حصے میں عملاً لکھی پڑھی اور بولی جاتی ہے اور اقوام متحدہ کی مسلمہ زبانوں میں اس کی حیثیت تسلیم کی جا چکی ہے، جبکہ عبرانی عملی طور پر دیگر السنۂ سامیہ کی طرح مردہ زبانوں کی صف میں شامل ہو چکی تھی جسے یہود نے توریت کی زبان ہونے کے باعث اسرائیل میں بڑی جدوجہد سے زندہ کیا اور مختلف تراجم کے ذریعے اس کے ذخیرے میں اضافہ کیا۔ یہود کی کوشش اہل اسلام کے لیے چشم کشا ہونی چاہیے اور عربی زبان کو جو قرآن وحدیث کی زبان ہے اور بحمد للہ پہلے ہی سے ایک زندہ اور توانا زبان ہے، فروغ دینے کے لیے ہماری کوششیں بہتر سے بہتر ہونی چاہئیں۔

ڈاکٹر مظہر معین، صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، وطن عزیز میں عربی زبان و ادب کے کہنہ مشق اساتذہ میں شامل ہیں اور تقریباً ربع صدی سے ''شعبہ عربی'' میں تدریس وتحقیق کی خدمات نہایت کامیابی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے شب و روز کا ایک طویل عرصہ نہایت دردمندی سے پاکستان میں عربی زبان کی ترویج کے بارے میں غور وفکر پر صرف کیا ہے جس کا نتیجہ ان کے متعدد عربی و اُردو رشحات قلم کی صورت میں وقتاً فوقتاً سامنے آتا رہا ہے۔ چنانچہ ان کے پچیس تحقیقی مقالات میں سے بارہ عربی مقالات کا موضوع عربی زبان ہی ہے نیز ان کی دو اہم اردو تصانیف ''اسلام اور ذات پات'' اور ''عصر جدید میں عربی زبان'' میں سے ثانی الذکر عربی زبان کی عالمگیر حیثیت ہی کے حوالہ سے تصنیف کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی زیرِ نظر کتاب ''پاکستان میں عربی زبان'' بھی ان کے اسی مدت العمر تفکر و تدبر کا نچوڑ ہے۔ ان کی یہ کتاب پاکستان میں عربی زبان اور رسم الخط کے پس منظر سے لیکر پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان کی عملی حیثیت تک، قدیم طرز کے مدارس اور جدید طرز کے کالجوں اور سکولوں ہر دو کے گہرے مشاہدے پر مبنی ہے۔ انہوں نے تمام علمی مباحث اور عملی مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور اس تناظر میں پاکستان میں عربی کا مقام متعین کرنے اور اس مقصد کے حصول کے لیے جہات عمل کا تعین کرنے کی پر خلوص کوشش کی ہے۔

میں اس کتاب کا خیر مقدم کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس کرتی ہوں اور شیخ زاید اسلامی مرکز، جامعہ پنجاب، لاہور کی ۲۰ سالہ تقریبات کے ضمن میں مرکز کی طرف سے اس کی اشاعت کو مرکز کے لیے ایک اعزاز تصور کرتی ہوں اور تہہ دل سے ڈاکٹر صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس مؤقر نتیجہ قلم کو مرکز کے اشاعتی پروگرام کے لیے مختص فرمایا۔

جناب وائس چانسلر لفٹیننٹ جنرل (ر) ارشد محمود، جو ''بورڈ آف گورنرز، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب'' کے چیئرمین بھی ہیں، نے ''پاکستان میں عربی زبان'' کی اشاعت کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہی کی سرپرستی سے ہمارے تمام اشاعتی منصوبے تسلسل کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم اس کے لیے ان کے شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ مؤلف اور ''شیخ زاید اسلامی مرکز'' کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور پاکستان میں عربی زبان کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں اس پیش کش کو علماء و مشائخ، اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقات اور دیگر خواص و عوام میں قبولِ عام عطا فرمائے۔ آمین۔

جمیلہ شوکت

(پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت)
ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر
جامعہ پنجاب، لاہور

تعارف تصنیف

جسٹس میاں محبوب احمد
سابق چیف جسٹس ''لاہور ہائی کورٹ'' لاہور،
و ''وفاقی شرعی عدالت'' اسلام آباد.

الحمد لله رب العالمين
و الصلوة والسلام على أفصح العرب و العالمين
وعلى آله و أصحابه أجمعين.

خلاق عالم کی کائنات صدرنگ میں تاج اشرفیت کی سعادت حضرت انسان ہی کو حاصل ہے۔ شرف و کرامت کے معرکہ اولین میں علم و زبان ہی نے آدم کا پلہ بھاری کر دیا تھا۔

زبان اظہار ضمیر کا سب سے قوی ذریعہ ہے۔ ''الإنسان بأصغريه القلب واللسان'' (انسان کی شخصیت کا دارومدار اس کے دو چھوٹے اعضاء دل اور زبان پر ہے) کے مصداق خارجی حیات میں اعتبار زبان ہی سے اعتبار شخصیت کا تعین ہوتا ہے۔ دل بڑی چیز ہے لیکن زبان دلوں پر بھی جادو کر دیتی ہے۔

زبان کیا ہے؟ زبان دانی کیا ہے؟ یہ سوال آفرینش آدم ہی سے افراد و اقوام کے لیے مشغلہ فکر و جہد رہا ہے۔ اس سوال کے مثبت و منفی پہلو افراد کی زندگیوں پر اثر انداز

ہوتے رہے ہیں۔ اختلاف زبان نے میدان زبان کو بہت وسعت دی ہے۔ ہر خطہ و قوم کے مختلف احوال نے نئی زبانوں کو جنم دیا ہے۔مرورایام کے ساتھ ساتھ زبانیں جنم لیتی رہیں اور فنا کی گھاٹی میں اترتی رہیں۔ یہ تغیر فطرت ہے۔لیکن فطرت کے دوامی اصولوں سے قریب ترین رہنے والی زبان عربی ہمیشہ ہی حیات جاوداں کی امین رہی ہے۔یہ زبان نہ صرف خودزندہ رہی، بلکہ دیگر زبانوں کے لیے بھی زندگی بخشی کا فطری کردارادا کرتی رہی ہے۔کلام خداوندی کی قبولیت سے پہاڑ کانپتے تھے،لیکن کتنی بڑی سعادت ہے اس زبان کی کہ رموز کلام خداوندی اس زبان نے اپنے معجزاتی وجود میں بے تکلف سمو لیے۔

"إنا أنزلناه قرآناً عربياً لعلكم تعقلون".

(بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا تا کہ تم سمجھ سکو)

پھر کلام خداوندی کے شارح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس بھی عربی مبین ہے۔

ابتدائے کائنات سے لیکر بعثت محمدی علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم تک عربی زبان کی اپنی لسانی اور علاقائی تاریخ ہے۔لیکن تنزیل کتاب کے ساتھ ہی یہ زبان دماغوں پر چھا گئی، دلوں میں اتر گئی، زبانوں پر جاری ہوئی اور خطوں کو عبور کرتی ہوئی آفاق عالم پر چھا گئی۔علوم ریزی کرتی گئی، تہذیبوں پر غالب آتی گئی، مغرب ومشرق نے اسے مان لیا شمال وجنوب نے باجگزاری کی، زبان وقلم نے سراطاعت خم کردیا اور ہر زمان ومکان کا ہر گوشہ اس زبان کی کرامت آفرینی سے بہرہ ور ہوا۔

بطور مسلمان اور قانون کے طالب علم کی حیثیت سے مجھے عربی زبان کی ضرورت اور علمی اہمیت کا پورا احساس تھا،لیکن قسمت کی یاوری کہ مجھے مولانا سلیمان اشرف بہاری کی کتاب "المبین" کے مطالعہ کا شرف نصیب ہوا تو مجھے عربی زبان کی لسانی

عظمت کا نہ صرف اعتراف کرنا پڑا، بلکہ مجبور ہو کر یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ :-

ع ۔ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں ۔

اور یہ میری ہی خوش اعتقادی نہیں، حقیقت میں راسخ فی العلم علماء کی رائے بھی یہی ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا یہ قول پڑھا تھا:-

''لایقبل الرجل بنوع من العلوم مالم یزیّن علمه بالعربیة''
(آدمی کو کسی بھی علم میں قبولیت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنے علم کو عربیت سے مزین نہ کرے)۔

عربی زبان کی قبولیت نفس لسانیات کا بدیہی تقاضا ہے۔ اس لیے مستشرقین باوجود عناد و بغض کے عربی زبان کی خدمت میں مصروف رہے، اور ہیں۔

یہ قصہ ٔ حقیقت ہے، گمان کا افسانہ نہیں ہے کہ ہم جس خطہ ارضی پر بس رہے ہیں، وہ قبل از اسلام ہی مشرف بہ عربیت ہو چکا تھا۔ پھر نعمت اسلام نے اس شرف کو مزید ترقی دی۔ عرب فاتحین نے برصغیر میں بالعموم اور ارض پاکستان میں بالخصوص اپنے تہذیبی اور لسانی اثرات مقامی تمدن پر مرتب کیے۔

پھر غزنوی دور میں یہ سلسلہ اپنے انداز سے جاری وساری رہا۔ ہندوستان میں مختلف مسلمان حکومتوں کے مختلف ادوار میں سرکاری وغیر سرکاری سرپرستی میں عربی زبان کا رسوخ گہرا ہوتا چلا گیا اور سلطنت مغلیہ تک اس رسوخ کو کچھ زک نہیں پہنچی۔ لیکن جونہی فرنگی استبداد نے پنجے گاڑے تو عربی زبان کی اہمیت اور ترویج کو شریفانہ سلیقے سے گھٹانے کی پر زور سرکاری تحریک وجود میں آئی۔ مگر شاباش دیجیے اپنے پاک طینت اسلاف کو، کہ انہوں نے قرآن وحدیث کی زبان اور تعلیم کی حفاظت کے لیے جس کاوش وایثار کا مظاہرہ کیا، وہ

نہایت قابل تحسین ہے۔

خالق کائنات کے فضل واحسان سے پاکستان وجود میں آگیا تو اس کے بنیادی نظریے کے تقاضے یہی تھے کہ اس ملک وقوم کی زبان عربی ہی ہونا چاہیے تھی۔لیکن کالے انگریز نے گورے انگریز کا حق نیابت ادا کر دیا اور شمس نصف النہار کو گمان و بے یقینی کی دھول سے چھپانا چاہا، لیکن یہ کب ممکن تھا۔لالہ کی حنابندی فطرت کرتی رہی اور خدائے بے نیاز نے ڈاکٹر مظہر معین کو یہ توفیق بخش دی کہ وہ " **پاکستان میں عربی زبان** " کے نام سے اِک گلدستۂ لالہ و یاسمن اور چمپا و گلاب باندھیں کہ جس سے ہمارے لسانی وجود کو معطر کیا جائے۔ وہ اس کوشش میں صرف جذباتی ہی نہیں ہیں، بلکہ علمی دلائل اور تاریخی شواہد کے پُر زور بازوں کا سہارا لے کر میدان بحث میں اترے ہیں۔ان کی یہ کتاب عربی زبان کی بنیادی اہمیت کے بارے میں ایک ثقہ اور مدلل دستاویز ہے۔جس میں انہوں نے وطن عزیز کے حوالے سے وہ تمام مباحث جمع کر دیے ہیں جو عربی اور پاکستان کی لزومیت پر محیط ہیں۔

انہوں نے ایک کامیاب وکیل کے انداز میں جغرافیائی، سیاسی، تمدنی اور ثقافتی پہلوؤں کے علاوہ علاقائی احتیاجات اور جملہ تاریخی عوامل کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان میں عربی زبان کی تنفیذ کا مربوط مقدمہ اہل علم اور ارباب بست وکشاد کی دہلیز انصاف تک پہنچانے کی دلسوز اور امکانی کوشش کی ہے۔

کتاب کا ہر باب محض روایتی یا جذباتی بیان وتحریر سے دور نظر آتا ہے۔ ہمارے ہاں اہل فکر ودانش کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ پاکستانی ثقافت اور قضیۂ زبان کو صرف سطحی اور غیر حقیقی معروضی ماحول میں دیکھنے کے عادی ہیں۔اسی سبب سے پاکستان میں لسانی فتنے جنم لیتے ہیں اور اہل دانش آج تک پاکستان کے لسانی مسئلے میں قوم کو فکری یکجہتی سے آشنا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر میں بعثت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہی عربی زبان کا تعارف موجود تھا۔ اس سلسلے میں غیر متنازعہ تاریخی شواہد موجود ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد عرب فتوحات کے سلسلے سے لیکر مغلوں کے آخری دور تک برصغیر اور قرب و جوار کے علاقوں میں عربی زبان کی حیثیت اور اہمیت کسی نہ کسی حوالے اور پہلو سے برقرار رہی اور بالآخر نوزائیدہ زبان اردو نے عربی زبان کو اپنے وجود میں صدری حیثیت کے طور پر سمولیا۔

چنانچہ پورے برصغیر میں رابطے کی مضبوط ترین زبان اردو کے ذریعے عربی زبان کی حیثیت مسلّم رہی، بلکہ جن جن علاقوں کے باشندوں نے اسلام قبول کیا، عربی زبان نے وہاں کی علاقائی زبانوں پر بھی پوری قوت سے اثر ڈالا اور یوں برصغیر کی لسانی مرکزیت پر عربی زبان کا فطری اور عملی رسوخ بڑھتا چلا گیا۔ لیکن آہ تاریخی بدقسمتی کا وہ لمحہ جب فرنگی نے برصغیر میں استبداد کے پنجے گاڑے اور مسلمانان ہند کی لسانی اور مذہبی مرکزیت کو منتشر کرنے کے لیے غیر فطری انداز اپنائے گئے۔

ڈاکٹر مظہر معین نے باب اوّل میں "پاکستان میں عربی زبان و رسم الخط" کے عنوان سے اس موضوع پر تاریخی حوالے سے یہ حقیقت ثابت کی ہے کہ تاریخ کا لسانی بہاؤ عربیت کی ایزادیت کی جانب ہی رہا ہے۔ خلاصہ کلام میں انہوں نے بجا طور پر یہ حقیقت رقم کی ہے کہ:-

> "عربی رسم الخط نہ صرف گزشتہ چودہ سو سال سے "ارض پاکستان" کی تمام قدیم و جدید زبانوں اور بولیوں کا مشترکہ رسم الخط ہے، بلکہ ان کے الفاظ و اصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے اور برصغیر میں "ارض پاکستان" ہی وہ واحد خطہ ہے جسے بطور خاص "منطقة اللسان والخط العربی" (عربی زبان و رسم الخط کا

خطہ) قرار دیا جاسکتا ہے"۔

فطرتی اثرات، فطرتی مقاصد کے حصول میں نہایت بنیادی معاون ہوتے ہیں ۔ پاکستان میں عربی زبان کی تعلیم کے سلسلہ میں اگر چہ سرکاری طور پر مکمل سرپرستی حاصل نہیں رہی، لیکن جزوی طور پر پاکستانی نظام تعلیم میں عربی کی تعلیم یک گونہ جاری رہی اوراس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے مدارس میں دینی تعلیم کا ذریعہ عربی زبان ہی رہی ہے۔ ڈاکٹر مظہر معین نے "پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان " کی ترویج اوراس کی تفاصیل کو باب دوم میں بیان کیا ہے جو روایتی شماریات نہیں ہیں، بلکہ قارئین پڑھنے کے بعد اندازہ کرسکیں گے کہ پاکستان کے سرکاری نظام تعلیم کے علاوہ مدارس دینیہ اور مساجد کی ملحقاتی درسگاہوں میں عربی شناسی اور عربی زبان کی ترغیب کا جو ماحول میسر آتا ہے، وہ ازخود ایک مثبت نوید انقلاب ہے۔

ادبی اور تحقیقی دنیا میں عربی مجلات اور اخبارات کی باقاعدہ اشاعت کا ذکر بھی اس باب میں موجود ہے۔جس سے پاکستان میں عربی زبان کے ادبی وتحقیقی پہلو پر اطمینان بخش صورت نظر آتی ہے۔

تیسرے باب میں "پاکستان میں عربی زبان کا مقام " کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ یہ باب دراصل احوال ماضیہ اور حقائق واقعیہ کی پوری آئینہ بندی ہے جس کو پڑھنے کے بعد پاکستان میں عربی زبان کی سرکاری حیثیت تسلیم کروانے کے لیے جو علمی وقانونی ذرائع اختیار کیے گئے، ان کی تفصیلات سامنے آتی ہیں ۔اور کتاب کا منطقی اختتام اس دعوت ومطالبے پر منتج ہوتا ہے کہ پاکستان کی سرکاری، تعلیمی اور قومی زبان عربی کو قرار دیا جائے۔

بطور خاص دسمبر ۱۹۹۰ء میں "شریعت بل کمیٹی" کو پیش کی جانے والی یاد داشت بہت ہی اہم ہے۔جس کے نتیجے میں "شریعت بل کمیٹی" نے اپنی سفارشات میں

عربی زبان کو خصوصی اہمیت دی اور ''نفاذ شریعت ایکٹ'' میں عربی زبان کی تعلیم دینا ان مقاصد میں شامل کرلیا گیا جن کے لیے ریاست مؤثر انتظام کرے گی۔

قارئین کرام:

متن کتاب سے پوری آگاہی کے بعد کسی بھی ذی شعور پاکستانی مسلمان کی رائے عربی زبان کی تدریس وتنفیذ کے حق میں بہت ہی مثبت اور واضح نظر آئے گی۔ انسانی فطرت و معاشرت میں کسی بھی قانون کا وضع کرنا دراصل فلاح کی بقا اور متعلقہ افراد کے حقوق کا مثبت و جائز تحفظ ہوتا ہے جس میں امور کے بنیادی حقائق اور حالات کی موجودگی کے علاوہ مستقبل میں پیش آمدہ معاملات کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

عربی زبان کی تدریس وتنفیذ کے سلسلے میں قانون سازی کے لیے کسی بھی فکری و نظری اور علمی روکاوٹ کے علاوہ مقامی و بین الاقوامی تحفظات کا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ ہمارے دینی، دستوری اور ریاستی امور اپنے فکر و عمل میں عربی زبان کو اردو کے ساتھ ساتھ قومی، علمی، سرکاری اور تعلیمی زبان بنانے کا شدید تر تقاضہ رکھتے ہیں اور حقیقی لحاظ سے کسی بھی پہلو سے معقول مناقشت اور مخالفت کا جواز نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر مظہر معین روایتاً نہیں، حقیقتاً لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے عربی کے مقدمہ کی دستاویز جن خوبصورت وثائق سے تیار کی ہے، وہ اتنے مضبوط اور دلنشین ہیں کہ عوامی عدالت سے لے کر دستوری و قانونی ایوانوں تک پذیرائی حاصل کریں گے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو ہر میدان کے ارباب بست و کشاد تک پہنچایا جائے تاکہ قانونی و حکومتی ایوان اس روشن حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ پاکستان کا روشن لسانی مقدر داخلی اور خارجی طور پر عربی مبین سے وابستہ ہے۔ لسانی پہلو سے داخلی

استحکام اور خارجی دنیا میں ربط پائیدار کے لیے عربی زبان کا سرکاری وقومی تحفظ نہایت ضروری ہے۔

محبوب احمد

لاھــور: ۶ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

(محبوب احمد)

۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء

تعارف کتاب

پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک
(پروفیسر ایمریطس عربی وسابق وائس چانسلر)
(پنجاب یونیورسٹی، لاہور واسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

نحمده و نصلي على أفصح العرب خاتم النبيين
وعلى آله و أصحابه و أتباعه أجمعين.

عربی زبان قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی ہر زمان ومکان میں دائمی ومشترک زبان کی حیثیت سے گزشتہ چودہ صدیوں سے منفرد ابدی و عالمگیر مقام کی کی حامل چلی آرہی ہے۔ نیز عالم عرب واسلام کی اکثر زبانوں کا ماضی وحاضر کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ لہذا عصر جدید میں عربی زبان کو تمام مسلم ممالک کی سرکاری، قومی اور لازمی تعلیمی زبانوں میں شامل کرنے کی تحریک بھی فیصلہ کن شکل اختیار کر چکی ہے۔ چنانچہ ساٹھ سے زائد مسلم ممالک میں سے بیس سے زائد عرب مسلم ممالک میں عربی زبان کو یہ مقام حاصل ہو چکا ہے اور بقیہ مسلم ممالک میں بھی مختلف دینی، ثقافتی اور بین الاقوامی اسباب وعوامل کی بناء پر عربی زبان ثانوی زبان یا تیسری بڑی زبان کی حیثیت سے وسیع پیمانے پر فروغ پذیر ہے، اور اگر عربی زبان میں نماز وقرآن پڑھنے والے مسلمانان عالم کے حوالہ سے دیکھا جائے تو عصر جدید میں ایک تا ڈیڑھ ارب مسلمان عربی زبان وخط سے شناسا و وابستہ ہیں۔

چنانچہ جنوب مشرقی ایشیا (انڈونیشیا، ملائیشیا، برونائی، مالدیپ، بنگلہ دیش) اور وسط ایشیا (پاکستان، افغانستان، ایران، ترکیہ وبلاد ترکستان) سے عالم عرب نیز مشرقی و مغربی افریقہ کے انگریزی وفرانسیسی دان غیر عرب مسلم ممالک تک عربی زبان واحد مشترکہ دینی اور افریقی رابطہ زبان کی حیثیت سے دیگر ملکی وغیر ملکی زبانوں کے ہمراہ عظیم الشان خصوصی اہمیت اور روز افزوں مقام کی حامل قرار پا چکی ہے، جس کا ایک ناقابل تردید ثبوت ''اسلامی کانفرنس'' (۵۶ رکن ممالک و۳۴ مبصر) اور افریقی اتحاد کی تنظیم (۵۰ سے زائد رکن ممالک) میں عربی زبان کی انگریزی وفرانسیسی کے ہمراہ سرکاری حیثیت نیز اقوام متحدہ (۱۸۰ سے زائد ممالک) کی سرکاری زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی، روسی، ہسپانوی، چینی) میں عربی زبان کی شمولیت ہے، جب کہ عالم عرب و اسلام اور براعظم افریقہ کے بطور مجموعی ۱۵ سے زائد ممالک کی لاتعداد چھوٹی بڑی زبانوں میں سے کسی اور زبان کو یہ عالمگیر مقام وحیثیت ابھی تک حاصل نہیں۔

اس علمی و دینی، لسانی وثقافتی اور علاقائی وعالمی تناظر میں ''شعبہ عربی'' جامعہ پنجاب کے استاد پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین نے ۲۵ تحقیقی مقالات (عربی: ۱۵، اردو: ۱۰) نیز ''اسلام اور ذات پات'' اور ''عصر جدید میں عربی زبان'' جیسی علمی کتب کی تصنیف کے بعد اپنی ۲۵ سالہ تدریسی وتحقیقی کاوشوں کے تسلسل میں ''پاکستان میں عربی زبان'' کے زیر عنوان دوسو سے زائد صفحات پر مشتمل جو کتاب تحریر فرمائی ہے، وہ گزشتہ چودہ صدیوں میں ''ارض پاکستان'' میں عربی زبان وخط کے شاندار ماضی، حوصلہ افزا حال اور روشن مستقبل کی عکاس ایک مختصر وجامع علمی وتحقیقی دستاویز ہے۔ اس کا خلاصہ ونتیجہ تمام تر تاریخی وجغرافیائی شواہد اور دینی وثقافتی مظاہر واشارات کی رو سے یہی ہے کہ ''ارض پاکستان'' کا ماضی، حال اور مستقبل عربی زبان وخط سے وابستہ ومربوط ہے۔ لہذا پاکستان میں سرکاری، قومی، تعلیمی اور عمومی لحاظ سے عربی زبان کو بنیادی اہمیت اور دستوری مقام دینا ناگزیر ہے۔ نیز عربی، اردو اور علاقائی زبانوں کے سہ لسانی ڈھانچہ کو عربی زبان وخط کی اساس پر مربوط و

مستحکم تر بنا کر ہی ہم ایک ایسی ''پاکستانی زبان'' کی تدریجی تشکیل کو حتمی شکل دے سکتے ہیں جو عربی، اردو اور مقامی زبانوں کے اختلاط سے وجود پذیر ہو اور ہماری دینی و عالمی نیز قومی و علاقائی ضروریات کی کماحقہ کفیل ہو اور نہ صرف ہمیں عالم عرب و اسلام سے مربوط تر کر سکے، بلکہ غیر ملکی زبانوں سے حتی الامکان بے نیاز کرنے کا باعث ہو۔

چنانچہ باب اوّل میں ''پاکستان میں عربی زبان و خط کا پس منظر'' بیان کرتے ہوئے پہلی صدی ہجری کی خلافت اسلامیہ کے تحت فتح مکران (۴۴ھ در خلافت معاویہؓ) اور فتح سندھ و ملتان (۹۲ھ، بقیادت محمد بن قاسم در خلافت ولید بن عبدالملک) سے پانچویں صدی ہجری تک عربوں کے دورِ حکومت میں عربی زبان و خط کی سرکاری و عمومی حیثیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پھر عصر غزنوی سے سلطنت مغلیہ کے زوال تک (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) نو صدیوں پر محیط طویل مسلم دورِ حکومت میں عربی زبان و خط پر مبنی سرکاری زبان ''فارسی'' کے ہمراہ عربی زبان و خط کی دینی و تعلیمی اور ثانوی سرکاری حیثیت واضح کی گئی ہے۔ نیز بعد ازاں برطانوی دورِ حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) میں عربی و فارسی کے زوال اور انگریزی کی سرکاری و تعلیمی برتری کے دور میں دینی مدارس کی عربی و اسلامی خدمات اور عربی زبان و خط پر مبنی نیز فارسی و ہندی سے مخلوط اردو زبان کے ''ارض پاکستان'' میں فروغ و نفاذ کے حوالہ سے ضروری اشارات و مباحث قلمبند کیے گئے ہیں۔

باب دوم میں ''پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان'' کے زیر عنوان قیام پاکستان (۲۷ رمضان ۱۳۶۵ھ/۱۴، اگست ۱۹۴۷ء) کے بعد نصف صدی سے زائد عرصہ میں (۱۹۴۷ء-۲۰۰۲ء) مدارس عربیہ اسلامیہ اور عمومی نظام تعلیم میں عربی زبان کی صورتحال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور عربی مجلات و جرائد کی اشاعت نیز عربی زبان کی تعلیم و اشاعت کے سلسلہ میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر مختلف النوع تعلیمی و عمومی اقدامات کا علمی و تحقیقی حوالہ جات کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے تیسرے اور آخری باب میں ''پاکستان میں عربی زبان کا مقام'' کے زیرعنوان قیام پاکستان سے اکیسویں صدی کے آغاز تک نصف صدی سے زائد عرصہ میں عربی زبان کو اردو کے ہمراہ سرکاری وقومی زبان نیز مختلف مراحل تعلیم میں لازمی تعلیمی مضمون قرار دلوانے کے سلسلہ میں کی جانے والی جدوجہد کی داستان مربوط علمی پیرایہ میں قلمبند کی ہے اور اس حوالہ سے تمام ضروری دستاویزات وضمیمہ جات کو بھی شامل کتاب کر دیا ہے جو مستقبل قریب میں مذکورہ اہداف و مقاصد کے حصول میں قانونی و دستوری حوالوں سے نہایت مدد ومعاون اور انتہائی فیصلہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔

کتاب کی زبان عمدہ اور اسلوب علمی وتحقیقی ہے۔کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کی گئی۔جذباتیت، سطحیت اور طول لاطائل سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے۔درحقیقت یہ اپنی نوعیت کی ایک ایسی منفرد اور جامع تصنیف ہے جس نے پاکستان میں عربی زبان کے ماضی و حال و مستقبل کے حوالہ سے بیش قیمت مگر منتشر ومتفرق مواد ودستاویزات کو یکجا کر کے ایک مربوط تحقیقی مقالہ اور علمی تصنیف کی شکل دے دی ہے۔اس طرح عربی زبان کا مقدمہ پوری تیاری کے ساتھ ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے لڑنے کی کوشش کی گئی ہے، جس کی بنیاد پر عربی زبان کو اردو کے ہمراہ سرکاری وقومی زبان نیز تمام مراحل تعلیم میں لازمی مضمون اور ذریعہ تعلیم قرار دلوانا علماء دین، ماہرین دستور وقانون، منتخب نمائندگان، تعلیم یافتہ طبقات اور عامۃ الناس کے لیے آسان تر ہو گیا ہے۔اس حوالہ سے وفاقی ''شریعت بل کمیٹی'' کو دوسو سے زائد علماء واساتذہ ومحققین کی جانب سے پیش کردہ ''یاد داشت'' بسلسلہ عربی زبان (دسمبر ۱۹۹۰ء) بطور خاص قومی وتاریخی اہمیت کی حامل اور عربی زبان کی دستوری حیثیت کے تعین کے سلسلہ میں ایک اہم سنگ میل قرار پاتی ہے۔

پس اگر ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کا سرکاری دین ''اسلام'' ہے تو اس کا لازمی تقاضا یہی ہے کہ قرآن وسنت کی زبان (لسان اسلام) کی سرکاری حیثیت بھی دستوراً تسلیم کی جائے، اور اگر امت مسلمہ ہر زمان ومکان میں ناقابل تقسیم ''امت واحدہ'' ہے، تو

ناگزیر ہے کہ اس ''امت مسلمہ'' یا ''مسلم قوم'' کی مشترکہ قومی زبان کو ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے دستور میں قومی زبان تسلیم کیا جائے۔ نیز اگر اردو اور تمام علاقائی زبانوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ عربی زبان کو دستور پاکستان میں ان تمام زبانوں کی لسانی بنیاد تسلیم کرتے ہوئے سرکاری، قومی اور علاقائی سطح پر وہ تمام حقوق نہ دیئے جائیں جو اردو اور علاقائی زبانوں کے لیے مخصوص ہیں۔

اسی یادداشت میں مذکور برونائی و مالدیپ سے ایران وصومالیہ تک مختلف مسلم ممالک میں عربی زبان کے سرکاری ودستوری مقام کے حوالہ سے یہ بات بھی واضح رہے کہ عربی زبان کی تائید وترویج سے اردو یا علاقائی زبانوں کی حق تلفی قطعاً مقصود نہیں، بلکہ انہیں عربی زبان وخط کی بنیاد پر علمی ولغوی حوالہ سے مستحکم ومربوط تر بنانا مطلوب ہے۔ لہذا پاکستان میں عربی کو ''اردو کے ہمراہ'' سرکاری وقومی زبان قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اس کے متبادل کے طور پر نہیں۔ واضح رہے کہ اردو اور بنگلہ ماضی میں بیک وقت پاکستان کی دو قومی زبانیں (۱۹۵۶ء-۱۹۷۱ء) رہی ہیں نیز اردو اور سندھی زبان سندھ میں بیک وقت سرکاری زبانیں (۱۹۷۳ء-۲۰۰۲ء ...) ہیں۔ پاکستان ہی میں اب تک اردو اور انگریزی دو سرکاری زبانیں بیک وقت نافذ العمل چلی آرہی ہیں۔ غیر عرب افریقی مسلم ملک چاڈ میں عربی وفرانسیسی دونوں سرکاری زبانیں ہیں اور کینیڈا میں انگریزی اور فرانسیسی بیک وقت سرکاری زبانیں ہیں۔ وعلی ہذا القیاس.

حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان وخط، اردو، سندھی اور دیگر علاقائی زبانوں نیز ان کے رسم الخط کی بنیاد ہیں، ان سے متحارب ومتضاد نہیں۔ پس عربی زبان کی سرکاری وقومی وتعلیمی حیثیت تسلیم کرنا درحقیقت تمام پاکستانی زبانوں اوران کے رسم الخط کو تقویت واستحکام فراہم کرنا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور پاکستان کے خواص وعوام میں اس مختصر و جامع کتاب کو وسیع پیمانے پر پذیرائی عطا فرمائے۔ نیز عربی زبان کو سرکاری وقومی و تعلیمی زبان کی حیثیت سے دستوری تحفظ دلوانے میں ممد ومعاون اور فیصلہ کن ثابت فرمائے۔ آمین۔

(ذوالفقار علی ملک)

لاہور: ۶ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء

عرض مؤلف

نحمده و نصلي على جميع الأنبياء والمرسلين لاسيّما خاتم النبيين ، وعلى أزواجه و أولاده و أصحابه و أتباعه أجمعين.

أما بعد:-

برصغیر پاک و ہند میں ''ارض پاکستان'' کو یہ خصوصی حیثیت حاصل ہے کہ پہلی صدی ہجری کی عربی الاصل خلافت اسلامیہ میں فتح مکران (۴۴ھ) سے فتح سندھ وملتان (۹۲-۹۴ھ) کے بعد وہ بقیہ برصغیر سے منقطع ہو کر جزو خلافت امویہ ثم عباسیہ قرار پائی اور یہاں عربی زبان وخط نیز اسلامی دین وثقافت نے غلبہ وفروغ پایا۔

عربوں اور عربی دانوں کے تقریباً چار صدیوں پر محیط دور حکومت (۶۴۴ء-۹۹۸ء...) کے بعد غزنوی عہد سے مغلیہ سلطنت کے زوال تک (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) عربی زبان اپنے مستقل بالذات علمی ودینی وجود کے علاوہ پہلوی اور عربی کے امتزاج سے تشکیل شدہ اور عربی رسم الخط کی حامل 'فارسی'' زبان کی لسانی بنیاد کی حیثیت سے بھی خصوصی اہمیت کی حامل رہی۔

فارسی کے بجائے انگریزی کے سرکاری وتعلیمی وعمومی غلبہ کے برطانوی دور حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) میں نیز بعد ازاں، عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ و اصطلاحات سے پُر ''اردو زبان'' کی لسانی اساس کے طور پر بھی عربی زبان فروغ پذیر رہی۔

حتی کہ قیام پاکستان کے بعد کے آزاد مسلم دور حکومت (۱۹۴۷ء-۱۹۷۱ء-۲۰۰۲ء...) میں بھی عربی زبان نہ صرف قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی

دائی ومشترک زبان کی حیثیت سے پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں میں بتدریج فروغ پذیر ہے، بلکہ پاکستان کی سرکاری وقومی زبان ''اردو'' نیز تمام علاقائی زبانوں کا رسم الخط اور الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے۔

اس طرح عربی زبان ورسم الخط چودہ صدیوں سے ''ارض پاکستان'' میں مسلسل رائج وغالب چلے آرہے ہیں۔ یہ تفوق وامتیاز برصغیر کے کسی دوسرے علاقہ کو حاصل نہیں۔ ارض پاکستان ہی کو صدیوں سے عرب ومسلم مؤرخین '' السند'' اور (دھلی سے پرے) بقیہ برصغیر کو '' الھند'' کے دو مختلف ومستقبل بالذات علیحدہ ناموں سے موسوم کرتے چلے آئے ہیں۔

اس دینی وثقافتی تناظر میں ''پاکستان میں عربی زبان'' کے زیرعنوان تحریر شدہ یہ کتاب چند ایسے ابواب کا مجموعہ ہے جو ماضی وحاضر میں پاکستان کے حوالہ سے عربی زبان کی علمی ودینی اور قومی وثقافتی صورت احوال نیز مستقبل کے امکانات کا مختصر ومربوط انداز میں احاطہ کرتے ہیں۔

یہ کوشش علمی وتحقیقی وعمومی حوالوں سے کس حد تک منفرد اور قابل توجہ واستفادہ ہے، اس کا اندازہ، اپنی جانب سے تمام تر سعی وجہد کے باوجود، علماء ومحققین نیز دیگر قارئین محترمین کی آراء وتنقیدات کی روشنی ہی میں بہتر لگایا جاسکے گا۔ وما توفیقی إلا باللہ العظیم.

مظہر معین

باب اوّل

پاکستان میں عربی زبان ورسم الخط

پس منظر

(۴۴ھ-۱۳۶۶ھ/۶۶۴ء-۱۹۴۷ء)

پاکستان میں عربی زبان ورسم الخط

چوہدری رحمت علی کا تجویز کردہ نام (۱) ''پاکستان'' تاریخی طور پر پنجاب، افغانیہ (سرحد) کشمیر، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل برصغیر کے اس ''شمال مغربی علاقہ'' کا نام ہے جسے عربوں کی تاریخ میں بطور مجموعی ''بلاد السند'' کا نام دیا جاتا ہے'' جب کہ (دھلی سے پرے) بقیہ برصغیر ''الہند'' کے نام سے موسوم ہے۔

بحیرہ عرب، (مسقط وعمان) ایران وافغانستان اور بلاد ترکستان سے متصل یہی خطہ تاریخی، جغرافیائی، ثقافتی اور عمومی لحاظ سے پہلی صدی ہجری سے پندرھویں صدی ہجری (۴۴-۱۴۲۳ھ.../۶۴۴ء-۲۰۰۲ء) تک مسلسل عربی زبان وخط اور اسلامی دین وثقافت کا خطہ قرار پاتا ہے۔

''ارض پاکستان'' میں عربی زبان وخط کی تاریخ کو چھ ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:-

۱-عربوں کا عہد خلافت	(۶۴۴ء-۷۱۲ء-۱۰۲۵ء)
۲-غزنوی عہد حکومت	(۹۹۸-۱۱۸۶ء)
۳-عصر سلاطین	(۱۱۸۶-۱۵۲۵ء)
۴-مغلیہ عہد حکومت	(۱۵۲۵ء-۱۸۵۷ء)
۵-برطانوی عہد حکومت	(۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء)
۶-قیام پاکستان کے بعد	(۱۹۴۷ء-۲۰۰۲ء)

ساڑھے تیرہ سو سال سے زائد عرصہ پر محیط اس طویل دور میں موجودہ مکران و سندھ وملتان وغیرہ میں ابتدائی چار صدیوں میں عربی اقتدار کے تحت عربی زبان سرکاری و

عمومی زبان کی حیثیت سے رائج وفروغ پذیر رہی۔

بعد ازاں غزنوی دور حکومت (۹۹۸ء-۱۱۸۶ء) کی ابتداء میں عربی، متحدہ پنجاب وسرحد وکشمیر کے علاقوں میں بھی غزنویوں کی سرکاری ودینی زبان کی حیثیت سے رائج وفروغ پذیر رہی۔

تاہم کچھ عرصہ بعد پہلوی وعربی کے امتزاج سے تشکیل شدہ، عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر ''فارسی زبان'' نے سرکاری زبان کی حیثیت اختیار کر لی اور عہد غزنوی سے مغلیہ سلطنت کے زوال (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) بطور مجموعی ساڑھے آٹھ سو سال سے زائد عرصہ تک فارسی زبان سرکاری ودرباری زبان کی حیثیت سے رائج رہی، جب کہ عربی زبان بھی علمی ودینی زبان کی حیثیت سے مسلم حکمرانوں کی سرپرستی میں فارسی کے ہمراہ سرکاری وتعلیمی وثقافتی دوائرحیات میں عظیم الشان حیثیت کی حامل رہی اور ہر تعلیم یافتہ مسلمان بیک وقت عربی وفارسی زبانوں پر قدرت رکھتا تھا۔

برصغیر میں برطانوی حکمرانوں کے مؤثر عہد حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) میں عربی وفارسی کی جگہ انگریزی زبان بطور سرکاری وتعلیمی زبان رائج ہوئی، مگر ساتھ ہی عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر ''اردو زبان'' نے ''ارض پاکستان'' میں عربی وفارسی کے تسلسل کو سرکاری وتعلیمی وعمومی لحاظ سے برقرار رکھا۔

یہ اردو زبان بنیادی طور پر مسلم عہد حکومت میں عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور سنسکرت کے اختلاط سے تشکیل شدہ وہ لشکری زبان تھی جو عربی رسم الخط اور عربی اسلامی تشخص کی حامل، نیز مذکورہ تمام زبانوں سے اخذ واستفادہ پر مبنی تھی۔ اس کی گرائمر اور ساخت ''ہندی زبان'' سے ماخوذ ہے۔

یہی اردو زبان انگریزی کے ہمراہ متحدہ پنجاب، سرحد، بلوچستان اور ریاست جموں وکشمیر کی مشترکہ سرکاری وعمومی زبان کی حیثیت سے رائج رہی ہے۔ نیز صوبہ سندھ کی سندھی زبان اور اس خطہ کی دیگر تمام علاقائی زبانیں اور بولیاں (پنجابی، پشتو، بلوچی،

بروھی، کشمیری، بلتی، شینا وغیرہ) بھی عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ و اصطلاحات سے پُر ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد کے دور (۱۹۴۷ء-۲۰۰۲ء) میں بھی انگریزی کے ہمراہ اردو زبان پاکستان کی سرکاری وقومی زبان کی حیثیت سے اور موجودہ پاکستان پر مشتمل صوبہ ''مغربی پاکستان'' (۱۹۵۵ء-۱۹۷۰ء) نیز پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان، اور ریاست جموں وکشمیر (آزاد و مقبوضہ) کی صوبائی وتعلیمی وعمومی زبان کی حیثیت سے رائج چلی آرہی ہے اور پاکستان کی تمام موجودہ علاقائی زبانوں (پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، بروہی، فارسی، کشمیری، بلتی، شینا، وغیرہ) کا بھی نہ صرف رسم الخط عربی سے ماخوذ ہے، بلکہ الفاظ و اصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی الاصل ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ عربوں کے تقریباً چار سو سولہ دور حکومت کے بعد بھی عربی زبان کے مستقل بالذات علمی ودینی وجود کے علاوہ ''ارض پاکستان'' میں فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی، کشمیری اور دیگر علاقائی زبانوں اور بولیوں کے مشترکہ عربی رسم الخط اور مشترکہ عربی الاصل ذخیرہ الفاظ و اصطلاحات کے لسانی وثقافتی حوالہ سے بھی عربی زبان و خط مسلسل رائج وفروغ پذیر چلے آرہے ہیں۔ کم وبیش یہی صورت حال پاکستان کے مسلم ہمسایہ ممالک، ایران وافغانستان اور کسی حد تک بلاد ترکستان کی ہے۔

اس تاریخی وجغرافیائی وثقافتی تناظر میں قدیم مکران وسندھ وملتان سمیت جملہ مناطق پاکستان میں عربی زبان وخط اور عربی اسلامی فتوحات کے حوالہ سے مختصر تاریخی اشارات آئندہ صفحات میں درج ہیں:-

خلافت راشدہ میں سندھ

اسلامی عہد میں عربوں کا سندھ کے ساتھ تعلق ۱۵ھ/۶۳۶ء میں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے عہد میں قائم ہوا۔ عُمان کے گورنرعثمان ابن ابی العاص الثقفی نے اپنے بھائی مغیرہ کو جہاز دے کر بھیجا کہ وہ سندھ اور ہندوستان کے ساحلوں کا سیاسی اور دفاعی جائزہ لے۔ چنانچہ دیبل، بڑانچ، تھانہ اور مغربی ساحل کے دوسرے شہروں کا جائزہ لے کر مغیرہ کا جہاز محفوظ لوٹ آیا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس نئی مہم کی خبر دی گئی تو وہ گورنر کے اس فعل پر سخت ناراض ہوئے۔ سلطنت کے استحکام اور بحری مہم کے خطرات کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے اس بحری مہم کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اپنے گورنر کو ان سادہ لیکن سخت لفظوں میں تنبیہ کی:۔

یا أخا ثقیف حملت دوداً علی عود وإنی أحلف باللہ

أن لو أصیبوا لأخذت من قومک مثلهم.

ترجمہ: اے ثقفی! تو نے اس بحری مہم کے ذریعے بڑا خطرناک اقدام کیا اور اگر ان لوگوں میں سےکوئی بھی اس مہم میں کام آجاتا تو قسم اللہ کی، میں اس کا بدلہ تیرے قبیلے سے ضرور لے لیتا۔

ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کی عائد کردہ پابندیاں سیاسی اور انتظامی وجوہ کی بنا پر تھیں۔ عرب سلطنت کی حدود بہت وسیع ہو چکی تھیں۔ اس وسیع سلطنت کا انتظام وانصرام ضروری تھا۔ عرب افسر بنیادی طور پر سپاہی تھے۔ انتظامی امور کا بندوبست بھی انہیں کے سپرد تھا اور اس کے باعث یہ لازم تھا کہ نئے علاقوں کے حصول کے بعد مزید تربیت یافتہ

کارکن درکار ہوتے۔ مزید برآں ایران کے لوگ عرب فاتحین کے ساتھ کلی طور پر خوش نہ تھے اور جب بھی موقعہ ملتا تو وہ مصیبت کھڑی کردیتے تھے۔ اس لئے اسلامی سلطنت کی مزید توسیع روک دی گئی اور عرب نئے مفتوحہ علاقوں کے انتظام میں لگ گئے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں عراق کے گورنر عبداللہ بن عامر کریز نے ایک شخص حکیم بن جبلہ العبدی کو ہند کی سرحدوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ مکران کے ساحلی علاقے کے راستے سندھ اور ہند پر حملے کے امکان کا جائزہ لیا جائے۔ جب ابن جبلہ کرمان واپس آیا، تو گورنر نے اسے مدینہ بھیجا تاکہ وہ براہ راست اس تحقیق کے نتائج کی خلیفہ کو اطلاع دے۔ اس نے حضرت عثمانؓ کو بتایا:۔

''یا أمیر المؤمنین! مَاؤھَا وَشَلٌ، وتَمرُھَا دَقَلٌ ولِصُّھَا بَطَلٌ. إن قَلَّ الجَیشُ بِھا ضاعوا وَإِن کثروا جَاعُوا''.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! وہاں پانی کم یاب ہے، ردی قسم کی کھجور ہوتی ہے اور ڈاکو بڑے دلیر ہیں۔ اس لیے اگر تھوڑی فوج بھیجی جائے تو وہ ضائع ہو جائے گی اور اگر بڑی فوج روانہ کی گئی تو وہ بھوک سے تباہ ہو جائے گی۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں سندھ پر لشکرکشی نہیں کی گئی۔

تاہم چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں سندھ کی سلطنت پر سرحدی حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت علیؓ کے حکم سے حارث بن مرۃ العبدی نے سندھ پر حملہ کر کے قیقان تک علاقہ فتح کرلیا۔

فتح مکران درخلافت معاویہؓ (۴۱-۶۰ھ)

پھر مہلب بن ابی صفرہ اور اس کے بعد عبداللہ ابن سوار العبدی نے امیر معاویہؓ کے عہد میں سندھ پر حملے کیے اور موجودہ بلوچستان کے علاقے قیقان تک فتوحات حاصل کیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مہلب بن ابی صفرہ نے یلغار کرتے ہوئے بنوں اور لاہور (بنہ اور لاہور، بقول البلاذری یہ دونوں شہر ملتان اور کابل کے درمیان ہیں) پر قبضہ کرلیا اور مال غنیمت سے لدا پھندا واپس ہوا۔

مکران کی مکمل فتح امیر معاویہؓ ابن ابی سفیان کے عہد میں سنان بن سلمہ بن المحبق الھذلی کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس فتح کے باعث عربوں کا سندھ کی بادشاہت کے ساتھ بلاواسطہ آمنا سامنا ہوا۔ راشد بن عمرو الجدیدی، منذر بن جارود العبدی اور ابن حری الباہلی نے جو امیر معاویہؓ کے عہد میں یکے بعد دیگرے سرحد ہند کے گورنر بنے، حملوں کو از سرنو شروع کیا اور کئی مقامات پر دشمنوں کو شکست دے کر اہم علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ (۲)

فتح مکران (۴۴ھ) کے حوالہ سے مؤرخ اسلام شاہ معین الدین ندوی کا قدرے تفصیلی بیان ملاحظہ ہو:-

سندھ کی فتوحات

”سندھ میں مسلمانوں کا قدم خلافت راشدہ ہی میں پہنچ چکا تھا۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں دو سمتوں سے ہندوستان پر فوج کشی ہوئی۔ ایک قدیم راستہ سندھ سے، دوسرے خیبر کی راہ سے۔ عربی مؤرخوں نے ان دونوں کو باہم اس قدر مخلوط کر دیا ہے، پھر

اس زمانہ کا جغرافیہ اور قدیم نام اتنے بدل گئے ہیں، کہ آج دونوں کو علیحدہ کر کے دکھانا مشکل ہے۔

خیبر کے راستہ سے سب سے اوّل سن ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ نے فوج کشی کی اور کابل کو طے کر کے ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا۔ سرحدی علاقہ کے باشندوں نے مزاحمت کی۔ مہلب انہیں شکست دیتے ہوئے قیقان (قلات) کی طرف بڑھے۔ یہاں چند ترک سواروں کا مقابلہ ہوا۔ یہ سب مارے گئے اور مہلب مال غنیمت لے کر لوٹ گئے۔

مہلب کے بعد عبداللہ بن عامر نے عبداللہ بن سوار عبدی کو سرحدی علاقہ کا حاکم بنایا۔ انہوں نے بھی قیقان پر حملہ کیا اور یہاں کے گھوڑے مال غنیمت میں حاصل کر کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں پیش کیے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر واپس آئے۔ اس مرتبہ جنگ میں کام آ گئے۔

ان کے بعد سنان بن ابی سنان ہذلی کا تقرر ہوا۔ انہوں نے مکران کے صوبہ کو جو باغی ہو گیا تھا، دوبارہ فتح کر کے یہاں نظام حکومت قائم کیا۔

پھر ان کی جگہ راشد بن عمرو ازدی مقرر ہوئے۔ انہوں نے بھی قیقان پر حملہ کیا اور کچھ کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی کہ ''مید'' قوم کے مقابلہ میں کام آ گئے۔

اور ان کے بعد پھر سنان بن سلمہ آئے۔ یہ بڑے مدبر اور منتظم تھے۔ انہوں نے دو سال میں متعدد فتوحات حاصل کیں اور آخر بدھا کے معرکے میں مارے گئے۔

ان کے بعد زیاد کا لڑکا عباد ان کا قائمقام ہوا۔ یہ سیستان کے راستہ سے ''سنارود'' سے ''رود'' کے کنارے کنارے ''ہندمند'' (ھلمند) ہوتا ہوا کش پہنچا۔ اور رود

کوعبور کر کے قندھار پر حملہ آور ہوا۔ اہل قندھار نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے لیکن فتح انہی کے ہاتھ میں رہی اور قندھار پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

قندھار کی فتح کے بعد زیاد نے منذر بن جارود کو سندھ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ انہوں نے ''بوقان'' اور ''قیقان'' کے علاقہ میں فوجیں پھیلا دیں۔ اسی دوران میں ''قصدار'' کے باشندے باغی ہوگئے۔ منذر نے انہیں قابو میں کرلیا۔

ان کے بعد حری بن حری باہلی آئے۔ انہوں نے بہت سی فتوحات حاصل کیں اور یہ سلسلہ برابر قائم رہا''۔ (۳)

فتح سندھ در خلافت
ولید بن عبدالملک
(۸۶-۹۶ھ)

امیر معاویہؓ کی موت کے بعد سندھ پر حملوں کے بارے میں کوئی قطعی تاریخی شہادت نہیں ملتی۔

عبدالملک بن مروان نے زمام حکومت سنبھالنے کے بعد حجاج بن یوسف کو عراق کا وائسرائے مقرر کیا۔ حجاج نے انتظام وانصرام سلطنت کے پیش نظر سندھ کے علاقے میں بھی نئے گورنر اور والی مقرر کیے۔

اس کے بعد جلد ہی ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں عربوں کی فتوحات کا دائرہ سندھ میں بڑی تیزی سے وسیع ہونے لگا۔ (۴)

حجاج نے دو فوجیں سندھ پر حملہ کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے روانہ کیں،

جن کے سپہ سالار بالترتیب عبیداللہ ابن نبہان اور بریل ابن طہفۃ البجلی تھے۔ یہ فوجیں دیبل تک بڑھتی چلی گئیں، لیکن ان دونوں فوجوں کو کامیابی نہ ہو سکی اور ان کے سپہ سالار مارے گئے۔

محمد بن قاسم : فاتح سندھ

حجاج نے اس کے بعد تیسری فوج اچھی طرح کیل کانٹے اور سامان جنگ سے لیس کر کے محمد بن قاسم الثقفی کے زیر کمان سندھ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجی۔ محمد بن قاسم وائسرائے کا چچازاد بھائی تھا۔ محمد بن قاسم شیراز سے ایک خاصی بڑی فوج کے ساتھ چلا اور مکران کے مقام پر اسے تازہ دم فوج کی کمک ملی۔ منجنیقیں سمندر کے راستے روانہ کی گئیں جو کہ بری فوج کے دیبل پہنچنے کے روز ہی وہاں پہنچ گئیں۔ دیبل کا محاصرہ کر لیا گیا اور جب دیبل فتح ہو گیا تو مسلمانوں نے ہندو آبادی کو امان دی، البتہ راجہ داہر کا گورنر وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔

اس کے بعد عرب فوجوں نے فاتحانہ پیش قدمی شروع کر دی۔ وہ بیرون (نیرون)، سہوان، سدوسان اور راوڑ کو فتح کرتے ہوئے برہمن آباد تک پہنچ گئے اور خون ریز جنگ کے بعد برہمن آباد کو بھی فتح کر لیا گیا۔

پھر یہ فوج ظفر موج سندھ کے دارالحکومت الرور کی طرف روانہ ہو گئی۔ چند ماہ کے محاصرے کے بعد اہل شہر نے ہتھیار ڈال کر صلح کر لی۔

اس کے بعد ملتان کی طرف پیش قدمی ہوئی۔ بڑے معرکے کے بعد کہیں جا کر ملتان فتح ہوا اور بڑا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ملتان سے محمد بن قاسم نے قنوج کی طرف ہراول دستے کے طور پر ایک فوج روانہ کی اور یہ فوج موجودہ راجستھان کے شہر اجودھیاپور کے

مضافات میں پہنچ گئی۔

اس اثناء میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کا انتقال ہو گیا اور نئے حکمران کی سیاسی حکمت عملی، محمد بن قاسم کی معزولی اور اس کی عراق میں طلبی نے فتوحات کے اس دھارے کو روک دیا۔ اور بعد کے عرب گورنروں نے مفتوحہ علاقوں میں اپنی سرگرمیوں کو محدود کر دیا۔(۵)

سندھ در خلافت
عمر بن عبدالعزیز بن مروانؒ
(۹۹-۱۰۱ھ)

۷۱۷ء میں جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے یہاں کے راجوں، ٹھاکروں اور زمینداروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جس کا بڑا خوشگوار اثر ہوا۔ ساتھ ہی انہوں نے دریائے راوی کے آس پاس کے علاقے اور سندھ کے شمالی علاقہ سے متصل قصبہ کچھ پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد جنید بن عبدالرحمان سندھ کا گورنر بنا۔ اس نے جھالاوار، مرمد یعنی مارواڑ سے آگے گجرات تک فوج کشی کی۔ اس کے بعد بھروج پر حملہ کر کے اسے فتح کیا۔ نیز اس کے ایک سردار حبیب ابن مرہ نے جنوبی راجپوتانہ اور مالوہ پر یورش کی اور کئی ریاستوں کو ختم کر دیا۔

جنید کے حاکم خراسان مقرر ہونے پر تمیم بن یزید کو گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ اگرچہ اس کی لاپرواہی سے کئی ایک علاقے مسلمان کے ہاتھوں سے نکل گئے،

لیکن جب محمد بن قاسم کا بیٹا عمرو سندھ کا گورنر ہوا تو اس نے وہ تمام علاقے جو

اس کے پیشرو کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے دوبارہ فتح کیے۔ اس نے محفوظ اور منصورہ کے ناموں سے دو نئے شہر بھی بسائے۔ (۶)

سندھ در خلافت بنو عباس
(۱۳۲ھ-۶۵۶ھ)

اموی خاندان کے خاتمے (۷۵۰ء) اور عباسی خاندان کے دور خلافت کی ابتداء سے سندھ میں گورنر دمشق کی بجائے بغداد سے مقرر ہونے لگے۔ قریبا'' ایک سو سال تک سندھ کا نظم و نسق دار الخلافت بغداد کے ماتحت رہا۔

۸۷۰ء میں خلیفہ معتمد نے یعقوب بن لیث کو خراسان، بجستان اور کرمان کی امارت کے ساتھ ساتھ سندھ کی حاکمیت بھی تفویض کی۔ ''ارلی ہسٹری آف انڈیا'' میں ارنسٹ۔ اے۔ سمتھ لکھتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں نے کابل کو فتح کر لیا تھا۔

کچھ ہی عرصے کے بعد مرکز کی کمزوری کی وجہ سے سندھ میں ملتان اور منصورہ کی دو خود مختار ریاستیں وجود میں آ گئیں۔

عمر بن عبدالعزیز ہباری آخری (۸۸۰ء) حاکم تھا جو خلیفہ بغداد کی طرف سے مامور ہوا۔ اس کے بعد یہ خاندان خود مختار ہو گیا۔

دسویں صدی عیسوی میں فرقہ ء باطنیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں سندھ کے حکمرانوں میں اسماعیلیوں کا اثر پھیلا اور ۹۸۳ء میں قرامطہ نے ملتان پر قبضہ کر لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سندھ میں کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں وجود میں آ گئیں۔ چنانچہ یہاں کے دربار مخلوط طرز کے ہونے لگے یعنی سندھی اور عربی۔ دربار میں ایک وزیر ہوتا اور دوسرا امیر الامراء۔ (۷)

سندھ کی انتظامی تقسیم

ابتدا میں سندھ کے سارے صوبے کے لیے صرف ایک ہی گورنر مقرر کیا جاتا تھا، لیکن بعد میں ملتان، منصورہ، قصدار، توران، مکران اور دوسرے خطوں کے لئے، جن میں وادی سندھ کو تقسیم کیا گیا تھا، علیحدہ علیحدہ گورنر مقرر کیے گئے۔ (۸)

سندھ میں عربی زبان و ثقافت

سندھ کے باشندوں نے وادی میں عرب حکومت کے ابتدائی مراحل میں مسلمانوں کی ثقافت کو اپنا لیا تھا۔ انہوں نے عربوں کے رسم و رواج، عادات، لباس حتیٰ کہ ان کی زبان کو جو ازمنۂ وسطیٰ میں مہذب دنیا کی بین الاقوامی زبان کا درجہ اختیار کر چکی تھی، اختیار کر لیا۔ (۹)

۷۱۱ء/۹۲ھ میں محمد بن قاسم دیبل پر حملہ آور ہوا تو تاریخ میں پہلی مرتبہ عرب و ہند کے سیاسی تعلقات کا آغاز ہوا۔ دیبل سے لیکر ملتان کے اوپر تک کے سارے علاقہ پر عرب مسلمانوں کی حکومت مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم ہوگئی اور یہ حصہ نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ ثقافتی اور تمدنی لحاظ سے بھی برصغیر سے کٹ کر خلافت اسلامیہ کا جزو بن گیا۔ سندھ پر عربوں کی حکم رانی کچھ اوپر ڈھائی سو سال رہی۔ جیسا کہ ابھی اشارہ ہوا، اس دور کی اسلامی فتوحات کی نمایاں خصوصیت سیاسی اقتدار کی حیرت انگیز، تیز رفتار، غیر متزلزل توسیع نہیں بلکہ سیاسی اقتدار کے جلو میں دین اسلام، عربی زبان و ادب اور اسلامی علوم و فنون کی دلربائی اور کارفرمائی ہے۔ عرب پہلے ہی اپنی زبان پر کیا کم نازاں تھے، اسلام نے ''لسان عربی مبین'' کو وہ شرف اور توانائی بخشی کہ اس کی برتری تمام مسلمانوں کے لیے ایک حقیقت بن گئی۔ عام دستور کے مطابق سندھ میں عرب فاتح عربی زبان اور دین اسلام کا سرمایہ لائے۔ (۱۰)

زبان اور رسم الخط

عربوں نے سندھ میں اپنی زبان کو رائج کیا جو ساری وادی کی سرکاری زبان بن گئی۔ یعنی تمام سرکاری خط و کتابت اسی میں ہوتی تھی اور یہاں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی زبان کو استعمال کرتا تھا۔ یہ صورت حال سندھ پر عربوں کی حکومت کے تمام عرصہ میں قائم رہی۔ جو عرب جغرافیہ دان اس وادی میں آئے، انہوں نے لکھا ہے کہ ملتان اور اس کے گرد و نواح میں عربی اور سندھی دونوں زبانیں بولی جاتی تھیں۔ (۱۱)

عربی رسم الخط

امیر معاویہؓ کے عہد میں عربی نثر کا آغاز ہوا۔ قدیم عربوں کی تاریخ میں امیر معاویہؓ کی دلچسپی کے باعث زمانہ قبل از اسلام کے عربوں کے بارے میں مختلف کہانیوں کا ایک مجموعہ ترتیب دیا گیا۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر معاویہؓ ایک شخص عبید بن شریح الجرھمی سے خاص طور پر متاثر تھے۔ یہ شخص ''عرب بائدہ'' کا نمائندہ تھا، جس کو پرانے زمانے کی کہانیاں بیان کرنے کے عوض ایک خاصی بڑی پنشن دی گئی۔ ان کہانیوں کی بنیاد بالخصوص ان واقعات پر تھی جو ''عہد نامہ عتیق'' میں درج تھے، نیز پرانے قصے اور کہانیوں اور بہادری کی داستانوں پر جو ابتدائی ایام سے عہد بہ عہد باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی رہیں۔

کہا جاتا ہے عبید نے قدیم عرب کی تاریخ پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے ''کتاب الملوک و اخبار المدائن '' المسعودی کے وقت میں بکثرت پڑھی جاتی تھی۔

عربی کی تحریر بھی غیر واضح اور اعراب اور نقاط سے معرا ہوتی تھی۔ اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسی باقاعدہ تحریر کی تشکیل کی جائے جس کو مفتوحین پڑھ اور سمجھ سکیں۔

اس بات کا سہرا عراق کے مشہور وائسرائے حجاج بن یوسف کے سر ہے کہ اس نے عربی ابجد میں اعراب و اشکال و نقاط کی علامات کے استعمال کو ترقی دے کر ہم شکل حروف کے اوپر اور نیچے علامتیں وضع کر کے، عربی ابجد کو وسعت دی۔ (۱۲)

سندھ میں خط کوفی

عربی کا کوفی رسم الخط سندھ میں بھی عربوں کے زمانے میں رائج تھا۔ کیونکہ یہ عرب گورنروں کے دور کے کتبات پر بھی ملا ہے۔ کراچی کے قریب بھمبور میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے ایک مسجد کا ایسا کتبہ ملا ہے جس سے مسجد کی تاریخ تعمیر ۱۰۹/۷۲۷ھ معلوم ہو تی ہے۔ ہاتھی دانت کی ایک لوح شاہ داد پور کے قریب بھمبور کے کھنڈرات کے نزدیک بلاس نے دریافت کی ہے جس پر کوفی رسم الخط میں "(بسم) اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا ہوا ہے۔

محسوس ہوتا ہے کہ کوفی رسم الخط عربوں نے اپنی فتوحات کے ابتدائی زمانے میں رائج کر دیا تھا۔ محمد بن قاسم الثقفی نے سندھ کے حکمران راجہ داہر کو جو خطوط لکھے تھے، وہ بھی یقیناً اسی رسم الخط میں تھے جس کے نمونے دیبر گھنگھرو کے مقام سے دریافت ہوئے ہیں اور انہی سے اس امر کی شناخت ہو سکی ہے کہ وہ مقام قدیم زمانے میں برہمن آباد تھا۔ اسی طرح کچھ نمونے بھمبور کے کھنڈرات سے بھی ملے ہیں۔

غزنوی دور کا شہرہ آفاق مصنف البیرونی بیان کرتا ہے کہ اس عہد میں سندھ میں

تین رسم الخط ''اردناگری''، ''ملواری'' اور ''سندھاب''، مروج تھے۔ اردناگری رسم الخط ''سدھاماتریکا''، اور ''ناگرہ'' کا مرکب تھا جو بھاٹیہ اور شمالی سندھ کے کچھ علاقوں میں مروج تھا۔ ملواری (مالوستھان) میں جو کہ جنوبی سندھ کا ساحلی علاقہ ہے، اور سندھاب یا سندھاوا، سندھ کے وسط میں المنصورہ کے علاقے میں رائج تھا۔ (۱۳)

عربوں کے لسانی و ادبی اثرات

الفہرست کا شہرہ آفاق مصنف ابن ندیم لکھتا ہے کہ سندھ میں لکھا جانے والا رسم الخط بائیں سے دائیں کو لکھا جاتا تھا جو عربی رسم الخط کے برعکس ہے کیونکہ عربی رسم الخط دائیں سے بائیں کو لکھا جاتا ہے۔ تاہم یہ رسم الخط بدھوں اور ہندوؤں تک محدود تھا، جب کہ مسلمان عربی رسم الخط استعمال کرتے تھے جو اس وقت سے وادی سندھ کے لوگوں کی زندگی اور ادب کی ترجمانی کا ذریعہ رہا ہے۔

عربوں کی زبان کا بھی سندھ کی زبان پر بڑا گہرا اثر ہوا کیونکہ سندھ کے لوگوں کی روزمرہ کی زبان میں بیشتر عربی الفاظ ملتے ہیں۔ مثلاً:-

فوط	(Poti)	تلھ	(Thalho)
غنو	(Ghuno)	اجرک	(Ajrak)
خمیس	(Khamis)	فوم	(Thum)
بصل	(Basar)	سٹھ	(Sit)
نخ	(Nukd)	رواء	(Rawa)
اوتی	(Otio)	تعویذ	(Tavith)
غاشیہ	(Gasho)	بقال	(Vakal)
قفل	(Kufl)	مودی	(Maudi)

... وغیرہ.

عربوں کا اثر سندھ کی ادبیات پر بھی کافی گہرا ہے۔ ''بیت'' اور ''شعر'' جو سندھی شاعری کی ایک غالب صنف ہے، خالصتاً عربی نام رکھتی ہے۔ سندھی لوک ادب یا سندھی عوامی ادب بھی انہی بنیادوں پر تخلیق کیا جاتا اور بیان کیا جاتا ہے جو عربی ادب کی بنیادیں ہیں۔ مدح، منقبت، مناجات، مولود، مناظرہ اور واقعاتی بیت تمام خالصتاً عربی ماخذ سے اخذ کیے گئے ہیں اور عربی بحروں میں لکھے اور گائے جاتے ہیں۔

اس عہد میں سندھ میں مروج رسم الخط کے نمونے بھی بھمبور کے کھنڈرات سے لیے گئے ہیں جو عربی اور سندھی رسم الخط کی آمیزش ہے۔ (۱۴)

عربی ہندسے

سندھ میں استعمال ہونے والے ہندسے بھی وہی تھے جو عرب دنیا میں استعمال ہوتے تھے۔ (۱۵)

عربوں کا ثقافتی اثر

ثقافتی اعتبار سے بھی سندھ پر عربوں کے اثرات کافی نمایاں ہیں کیونکہ ایشیا میں یہ واحد ملک ہے جس نے فاتحین کی ثقافت وتہذیب کو پورے انہماک اور ذوق وشوق سے قبول وجذب کیا۔ یہاں کے عرب دنیائے عرب کے ساتھ جو گہرا رابطہ رکھتے تھے، وہ وادی سندھ کے لیے ثقافتی اعتبار سے بہت اہم تھا۔ سندھ کے علاقے نے اپنے دور کی غالب ثقافت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ لیکن یہ صرف عرب حکومت کے دور تک ہی محدود تھا۔

عربوں کے بعد ترکوں، منگولوں اور افغانوں کے دور حکومت میں کچھ اسلامی قدریں غائب بھی ہوگئیں، اگرچہ اسلامی تہذیب کی بنیادی روایات ایسی گہری ہوچکی تھیں کہ وہ بالآخر ہند اسلامی تہذیب کے روپ میں جلوہ گر ہوئیں، جن کا آخری ثمر پاکستان ہے۔ (۱۶)

غزنوی عہد
(۹۹۸ء۔۱۱۸۶ء)

غزنویوں کے عہد تک افغانستان تہذیبی اور سیاسی اعتبار سے گویا برصغیر ہی کا ایک جزو تصور کیا جاتا تھا۔نت نئے سرحدی مسائل سے نجات پانے کی خاطر پنجاب کے راجا جے پال نے ایک جرار لشکر تیار کیا اور وادی لمغان میں جا پہنچا۔لیکن جے پال کو ایک طرف سبکتگین اور محمود کے عساکر نے بے حال کر دیا اور دوسری طرف طوفان برف و باراں نے۔مجبوراً اس نے مصالحت کی پیشکش کی۔

جے پال نے اپنی راجدھانی او ہند پہنچ کر عہد فراموش کر دیا۔اس لیے سبکتگین کو گوشمالی کی خاطر حرکت میں آنا پڑا۔اب جے پال نے دہلی، اجمیر، قنوج اور کالنجر وغیرہ کے راجاؤں سے مدد طلب کی اور انہوں نے مدد بہم پہنچائی بھی، مگر اس کے باوجود شکست کھائی اور لمغان اور پشاور پر سبکتگین کا قبضہ ہو گیا۔(۱۷)

سبکتگین کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل تخت نشین ہوا۔مگر ۹۹۸ء میں اس کے دوسرے بیٹے محمود نے غزنی کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔تخت نشینی کے وقت محمود کی عمر تیس سال (۳۰) تھی۔محمود بڑا جری، بہادر اور اعلیٰ منتظم تھا۔اس کے معاصر اور مابعد کے مؤرخ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔(۱۸)

محمود ۱۰۰۱ء/۳۹۲ھ میں برصغیر کی حدود میں داخل ہوا اور اس نے پے در پے ہندو راجاؤں کے خلاف کئی جنگیں لڑیں۔

۱۰۲۲ء/۴۱۳ھ تک محمود نے پنجاب کو باقاعدہ سلطنت غزنی کے ساتھ ملحق کر لیا تھا۔اب یہ سارا علاقہ بلاواسطہ اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا اور شمالی ہند میں لاہور نے ایک اسلامی مرکزی شہر کی حیثیت سے پھولنا شروع کر دیا۔اسے علماء، صوفیہ اور مبلغین نے اپنا مسکن بنا لیا۔علاوہ ازیں جاگیروں اور ملازمتوں کی خاطر بھی قبیلوں کے قبیلے غزنی، کابل اور بلخ وغیرہ سے آ کر پنجاب میں آباد ہونے لگے۔

۱۰۲۴ء۔۱۰۲۵ء میں محمود نے سومنات پر حملہ کیا۔اس تیرتھ کی حفاظت اور مدافعت کے لیے ہندوستان کے بہت سے راجاؤں کا لاؤ لشکر موجود تھا، مگر محمود نے سب کو نابود کو دیا۔اس حملے نے پورے ہندوستان کو ہلا کر رکھ دیا اور محمود کی ہیبت کا ڈنکا بج گیا۔

۱۰۲۶ء۔۱۰۲۷ء میں محمود نے سندھ کے جاٹوں کی سرکوبی کے لیے کاروائی کی اور بڑی حکمت عملی اور بہادری سے کام لے کر جاٹوں کی قوت کو بالکل تباہ کر دیا۔ازاں بعد وہ زیادہ عرصہ ایران و عراق کے مسائل میں مصروف رہا۔اس کا ۱۰۳۰ء/۴۲۱ھ میں انتقال ہوا۔

محمود کا شمار بلاشبہ دنیا کے عظیم فاتحین میں ہوتا ہے۔اس کی سلطنت کی وسعت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک طرف غور، خوارزم، خراسان، طبرستان، بلادنیم روز، پارس، عراق، جبال اور طخارستان تھے، تو دوسری جانب موجودہ سارا مغربی پاکستان، بلکہ قدرے اس سے بھی زیادہ۔وہ وسیع علاقے اس میں شامل نہیں جن کو مسخر تو کر لیا مگر انہیں سلطنت کا حصہ نہ بنایا گیا، مثلاً سومنات، بنارس، نگرکوٹ، متھرا، اجمیر وغیرہ۔(۱۹)

غزنوی فتوحات اور مسلم آبادی

ان یورشوں نے آج کے مغربی پاکستان میں مسلمان آبادی کو بڑھانے میں بڑی مدد کی۔ازاں بعد غلاموں کے عہد حکومت میں چنگیز اور ہلاکو کی تاخت و تاراج کے باعث جو لوگ ایران، کابل، خوارزم، غور، خیوا، کاشغر، لاچین وغیرہ سے بھاگے اور آ کر اس برصغیر میں پناہ گزین ہوئے، ان کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔گویا اس علاقے کی مسلم اکثریت جہاں صوفیاء، مبلغین اور سلاطین اور امراء کی مرہون منت ہے وہاں سلجوقی، غوری اور چنگیزی حملہ آوروں کی بھی احسان مند ہے۔"طبقات ناصری" اور "تاریخ فیروز شاہی" اور اولیاء کرام کے ملفوظات و سوانح کو اس اعتبار سے دیکھیں تو بہت کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔(۲۰)

عصر غزنوی میں
عربی "دفتری زبان"

یہ تو ظاہر ہے کہ غزنوی خاندان کے زمانہ آغاز تک اسلامی حکومتوں کی دفتری زبان بالعموم عربی تھی۔ علاوہ ازیں عربی علمی زبان بھی تھی اور دینی زبان بھی۔ پھر دربار خلافت بغداد میں تھا۔ اگرچہ خلفاء کا سیاسی اقتدار ضعیف ہو چکا تھا، مگر پھر بھی انہیں ایک نیم سیاسی اور نیم روحانی سیادت میسر تھی۔ خلعت اور سند استقرار خلیفہ کی جانب سے آجاتی تھی۔ خطاب جو خلیفہ کی طرف سے ارزانی ہوتے تھے، انہیں بڑے امتنان کے ساتھ قبول کر لیا جاتا تھا۔ خلیفہ وقت کا نام سکے اور خطبے میں شامل ہوتا تھا۔

مشرق میں عربی کے دفتری زبان ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اگرچہ غیر عرب خود مختار ریاستیں وجود میں آگئی تھیں، اس کے باوصف فارسی یا ترکی نے ابھی وہ ترقی نہ کی تھی کہ دفتری امور کی انجام دہی سے عہد برا ہو سکیں۔ سامانیوں نے بخارا میں فارسی زبان کی پرورش شروع کی تھی اور فارسی کی ترقی کا آغاز ہو گیا تھا۔ سامانیوں کے بعد غزنویوں نے فارسی زبان کی سرپرستی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شعراء کی زبان ایک طرح سے فارسی ہوگئی۔ تاریخ نویسی بھی متاثر ہوئی۔ اگر ابونصر عتبی نے اپنی کتاب "الیمینی" عربی میں تصنیف کی تھی تو ابوالفضل بیہقی نے اپنی مبسوط تاریخ جو تیس جلدوں پر مشتمل بتائی جاتی ہے، فارسی میں قلم بند کی تھی۔ گردیزی کی "زین الاخبار" بھی فارسی میں ہے اور یہ دونوں مؤرخ محمود کے معاصر اور اس کے دبیروں میں شامل تھے۔

صاف نظر آرہا ہے تھا کہ تسلط کے زوال کے جلو میں عربی زبان کو بھی انحطاط سے دوچار ہونا پڑے گا، تاہم ایسی تبدیلیاں آناً فاناً ممکن نہیں ہوتیں۔ چنانچہ محمود کی حکومت

کے دوران میں دفتری کاروبار عموماً عربی میں ہوتا رہا۔

محمود کا پہلا وزیر ابوالعباس فضل بن احمد اسفرائنی تھا۔ وہ عربی میں مہارت نہ رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے مراسلت وفرامین عربی کے بجائے فارسی میں لکھوانے شروع کئے۔ (۲۱)

ابوالعباس کے بعد جب خواجہ احمد بن حسن المیمندی (یا المیوندی) وزیر بنا تو اس نے مراسلات اور فرامین کی زبان پھر سے عربی قرار دے دی۔ ڈاکٹر ناظم ''آثار الوزراء'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ احمد بن حسن میمندی ۱۰۱۴ء/۴۰۵ھ میں وزیر بنا اور ۱۰۲۵ء/۴۱۶ھ میں معزول ہوکر قلعہ کالنجر (جنوبی کشمیر) میں محبوس ہوا۔

پھر سلطان مسعود نے جب حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو ۱۰۳۰ء/۴۲۲ھ میں میمندی کو دوبارہ قلمدان وزارت عظمیٰ سونپ دیا گیا۔

۱۰۲۵ء/۴۱۶ھ اور ۱۰۳۰ء/۴۲۲ھ کے مابین ابوعلی حسن بن محمد بن عباس المعروف بہ حسنک میکال وزیر اعظم رہا۔ اس کے دور میں بھی دفتری زبان عربی ہی رہی۔

سلطان مسعود بن محمود تو عربی کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس لیے قیاس یہ چاہتا ہے کہ اس کے زمانہ سلطنت میں دفتری زبان عربی ہی رہی ہوگی۔

فرخ زاد (۱۰۵۳ء/۴۴۵ھ ۔ ۱۰۵۹ء/۴۵۱ھ) نے اپنے عہد کے اواخر میں ابوبکر بن ابی صلاح کو اپنا وزیر بنالیا۔ ابوبکر قبل ازاں تقریباً تیس (۳۰) برس برصغیر پاک و ہند کے محروسہ علاقوں میں گورنر، وزیر اور متصرف رہ چکا تھا۔ (۲۲)

خواجہ احمد بن حسن المیمندی سے کر ابوبکر بن ابی صالح تک جو لوگ بھی وزیر

رہے، وہ عالم اور فاضل تھے۔ مثلاً احمد بن عبدالصمد الشیر ازی الکاتب جسے سلطان مسعود نے خواجہ احمد بن حسن کے بعد خوارزم سے بلوا کر وزارت سونپی تھی، اس کے بعد الوزیر طاہر المستوفی اور عبدالرزاق بن احمد بن حسن المیمندی، الوزیر حسین بن مہران وغیرہ۔ بلکہ ابوبکر بن ابی صالح کے بعد الوزیر ابو سہل خجندی اور الوزیر عبدالحمید بن احمد بن عبدالصمد اور الصاحب الکبیر قوام الملک نظام الدین ابونصر ھبۃ اللہ جیسے ارباب علم وفضل مسند وزارت پر جلوہ گر ہونے اور ان میں سے کسی کے بارے میں یہ مذکور نہیں کہ وہ عربی نہ جانتے تھے۔ بلکہ ان میں سے ہر کسی کو کسی نہ کسی بلند علمی لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً ''الفاضل الأجل'' یا ''فصیح بے نظیر'' وغیرہ (اس ضمن میں دیکھیے لباب الالباب)۔

آخری بادشاہ کا وزیر الصاحب نصر اللہ بن عبدالعزیز بن عبدالحمید عربی میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے بہرام شاہ کی حکومت کے زمانے میں ''کلیلہ ودمنہ'' کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور وہ خود عربی میں شعر بھی کہتا تھا۔ تاہم یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آیا غزنوی سلاطین نے آخر تک سرکاری ودفتری زبان عربی ہی رکھی یا اسے فارسی میں بدل دیا تھا۔ ممکن ہے کچھ مدت تک عربی اور فارسی دونوں ساتھ ساتھ چلتی رہی ہوں۔

ملتان اور منصورہ کے علاقوں میں پہلے بھی عربی رسمی زبان رہ چکی تھی اور غزنویوں کی آمد کے بعد وہی سلسلہ قائم رہا، بلکہ ممکن ہے کہ سندھ کے نواح میں غزنویوں کے بعد بھی کچھ عرصے تک عربی ہی متداول رہی ہو۔ اس لیے کہ ان علاقوں میں عربی نسبتاً زیادہ راسخ تھی اور شمالی علاقوں کے مقابل بہت پہلے سے وہاں رائج تھی۔ مثلاً ابن حوقل نے اپنے ''سفرنامے'' میں لکھا ہے کہ ملتان اور منصورہ کے لوگ (مقامی) زبان اور عربی میں گفتگو کرتے تھے۔ یہ چوتھی صدی ہجری یعنی دسویں صدی عیسوی کے نصف کی بات ہے۔

پھر اسی صدی کے اواخر میں جب ملتان میں دیلمیوں کو عروج حاصل ہوا تو وہاں

عربی کی جگہ فارسی نے لینا شروع کر دی۔ مگر منصورہ کی ریاست میں کاروباری زبان سندھی بھی رہی اور عربی بھی۔ سندھی سے مراد بہر حال وہ سندھی نہیں جو آج کے سندھ میں بولی جاتی ہے، بلکہ وہ مقامی زبان مقصود ہے جو منصورہ میں مروج تھی۔

یاد رہے کہ عرب مؤرخین برصغیر پاک و ہند کے جملہ مفتوحہ مسلم علاقوں کو ''سندھ'' ہی کہا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک برصغیر کے دو حصے تھے۔ وہ اس سارے علاقے کو جو دیبل سے لے کر جہلم کی پہاڑیوں تک پھیلا ہوا تھا، ''سندھ'' ہی کہتے تھے اور بلا امتیاز، اس پورے علاقے کی بولیوں کو ''سندھی'' کا نام دیتے تھے۔ (۲۳)

❀❀❀

عربی اور فارسی
(۹۹۸ء-۱۸۵۷ء)

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ عربوں کے عہد حکومت میں عربی سرکاری درباری زبان تھی۔ تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) کے عربی کتبے جو بھمبور سے برآمد ہوئے ہیں، ان سے اس کی شہادت بھی مل گئی ہے۔ عام دستور کے مطابق عرب والیان سندھ بھی وقت کے مشہور شعراء سے روابط رکھتے تھے۔ مطیع بن ایاس، ہشام التغلبی کے دربار میں حاضری دینے سندھ آیا۔ اس نے اپنی محبوبہ 'روق' کے نام جوابیات لکھی ہیں ان میں یہاں کے خوفناک درندوں اور عجیب حیوانات کا ذکر کیا ہے۔ حکمران طبقہ کی زبان ہونے ہی کا یہ نتیجہ تھا۔ ابن حوقل اور مقدسی کی شہادت کے بموجب چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں منصورہ، ملتان اور دیبل کے بازاروں میں عربی اور سندھی دونوں زبانیں بولی جاتی تھیں۔ (۲۴)

چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کے نصف آخر میں سندھ کے سیاسی خلفشار نے انقلاب کی شکل اختیار کی۔ ملتان اور منصورہ میں اسماعیلی برسر اقتدار آئے۔ پھر انہیں کے ہم مشرب ''سومرہ'' نے زمام حکومت سنبھالی۔ (۲۵)

چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کے ربع آخر میں غزنویوں نے شمال مغرب سے خروج کیا۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں اسلامی عربی ثقافت و معیار فضیلت اور اوس کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کی درآمد اور ترویج کا ایک نیا راستہ کھلا۔ اس راستہ سے علم و ثقافت کی جو نہر تعمیر ہوئی اور جس نے مسلسل آئندہ کئی صدیوں تک ہندوستان کے کونے کونے کو سیراب کیا، اس کا منبع خراسان و ماوراء النہر تھا۔ وسط ایشیا کا یہ علاقہ اسلام کا اہم علمی و ثقافتی مرکز بن چکا تھا اور عراق و شام کی وراثت اور ہمسری اس کو زیب دیتی تھی۔

عـــربیۃ اور منقول پر یہاں بھی تعلیم کی اساس تھی۔ البتہ مقامی ضروریات کے مطابق عربیۃ میں کچھ تغیرات شامل ہوگئے تھے۔ اسی طرح زمانے کی رفتار کے ساتھ منقول کے عام ارتقائی مدارج نے یہاں فروغ پایا تھا۔ عربیۃ کو نصاب تعلیم میں جو مقام شروع میں حاصل تھا، وہ اب بھی بدستور تھا۔ صرف اتنا تھا کہ روزمرہ بول چال میں خالص عربی اپنی جگہ چھوڑ چکی تھی۔ اس کے نتیجہ میں پہلوی اور عربی کی آمیزش سے جو جدید فارسی وجود میں آئی تھی، وہ شعر وانشاء میں اپنی جگہ بنا رہی تھی۔ لیکن ایک طرف تو جدید فارسی وزن، بحر، قافیہ، اصناف سخن، صنائع بدائع میں عربی کی تابع تھی اور عربی کو اپنے لئے قوت و شوکت اور جمال و زینت کا سرمایہ مانتی تھی، دوسری طرف مجلسی ادب سے ماورا بلند پایہ علمی تصنیف کے میدان میں عربی کی فوقیت مسلّم تھی۔ (۲۶)

فارسی ابتداء میں بول چال اور مجلسی ادب میں استعمال ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ حکومت کے کاروبار میں بھی استعمال ہونے لگی۔ قصیدہ و شعر سے آگے بڑھی تو تاریخ نویسی اور کچھ عربی سے تراجم کے لئے استعمال ہوئی۔ مکتب کے بچوں کی آسانی کے لیے ابتدائی عربی قواعد اور چند فقہ کی درسی کتابیں بھی فارسی میں لکھی گئیں، لیکن عـــربیۃ کی علمی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بابر کے ساتھ ساتھ ترکی زبان بھی ہندوستان میں چل پڑی، تاہم بیشتر مغل شہزادوں اور شہزادیوں کی تعلیم میں عربی کو پہلا اور فارسی کو دوسرا مقام حاصل رہا۔ اکبر کے عہد میں سنسکرت اور ہندو فلسفہ کا دریچہ کھلا، لیکن جو علماء اس نئی پونجی کو بازار علم میں لائے، وہ خود عربی کے سرمایہ دار تھے۔ شروع ہی سے جب بھی موقع ہوا، سنسکرت کا مقابلہ عربی سے ہی کیا گیا۔ (۲۷)

عربی زبان و خط کی دائمی اہمیت
عصر غزنوی تا اختتام سلطنت مغلیہ
(۹۹۸ء - ۱۸۵۷ء)

اوپر کے بیان سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ دور غزنوی سے لے کر سلطنت مغلیہ کے اختتام تک عربی کی کیا حیثیت رہی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طویل عرصہ میں جو بھی سیاسی اور اجتماعی تغیرات ہوئے اور جو بھی علمی اثرات باہر سے آئے یا مقامی فضا میں ابھرے، ان سے عربیۃ کی مسلمہ حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ عربیۃ ہر دور میں بدستور علم، ثقافت اور فضیلت کی کلید بنی رہی۔ اتنا تو ہوا کہ مختلف ادوار میں مختلف علوم پروان چڑھے لیکن ہر دور میں ہر علم کے حصول کے لئے عربیۃ بنیادی شرط تھی۔ جہاں علوم دینیہ ہوں گے وہاں عربیۃ سے استغناء غیر متصور ہے۔ دونوں کا تعلق عضوی ہے۔ (۲۸)

صدیوں کے اس طویل عرصہ میں کوئی وقت بھی ایسا نہ تھا جب ایک مسلمان کو جو عربیۃ اور منقول سے بہرہ ور نہ ہو، کسی لحاظ سے بھی عالم فاضل یا مثقف اور تعلیم یافتہ ہی کہا جا سکے۔ فتح اللہ شیرازی جیسے معقول کے ماہر بھی عربیۃ اور منقول میں کچھ بہت پیچھے نہ تھے۔ مہندس اور طبیب کا بھی یہی حال تھا۔ فارسی کے شاعر ادیب بھی عربیۃ اور منقول کے مایہ دار تھے۔ ایسی صورت میں عربی کا واحد ذریعہ علم ہونا تحصیل کمال اور سہولت تحصیل ہر دو لحاظ سے قرین مصلحت تھا۔

ہر عالم عربی کے متعلق وہی عقیدہ رکھتا تھا جو البیرونی کا تھا۔ مادری زبان جو انسان محض سلیقہ کی بناء پر محدود ضرورتوں کے لیے استعمال کرتا ہے، تحصیل علم کے لئے آسان نہیں ہوتی تاوقتیکہ صدیوں کی کاوش سے اس میں علمی بیان کی مسلسل روایت اور علوم کی ترقی کا ساتھ دینے کی صلاحیت پیدا نہ کی جائے۔ بنے بنائے قصر کی کلید (یعنی عربیہ) کے ہاتھ میں

ہوتے ہوئے نئے مکان کی تعمیر، دین اور عقل دونوں کے تقاضوں کے منافی تھی۔

یہ حقیقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شعوبیہ تحریک سے لے کر بعد کے زمانے تک مختلف مسلم اقوام میں عربوں کے خلاف جذبہ رقابت تو ابھرا لیکن اس نے کبھی عربی زبان کے خلاف تعصب کی شکل اختیار نہیں کی۔ غرض یہ کہ ایران و ماوراء النہر کی طرح برصغیر پاک و ہند میں بھی عربی اعلیٰ تعلیم اور بلند پایہ علمی تصنیف و تالیف کا ذریعہ بنی رہی۔ یہ ذریعہ اکتساب کی مشقت تو ضرور چاہتا تھا لیکن استفادہ کے لیے دوسرے ذرائع کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ آسان اور موزوں تھا۔ (۲۹)

❀❀❀

برطانوی عہد میں عربی زبان و خط
(۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء)

۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے نے حکومت کی سرپرستی اور ترغیب وترہیب کے ذرائع کام میں لا کر انگریزی نظام تعلیم نافذ کروایا۔ (۳۰)

انگریزی نظام میں عـــربیۃ اور منقول کا مرکزی نقطہ غائب ہے۔اس کی بدولت مسلمانوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ممکن ہوا کہ ایک مسلمان مثقف اور اعلیٰ تعلیم یافتہ کہلائے اور عـــربیۃ اور منقول سے عاری ہو۔انگریزی نظام تعلیم میں عربی زبان وادب بحیثیت ایک مادہ تدریس شامل ہے،لیکن سارا نظام کچھ ایسا افرنگ زدہ ہے کہ عربی زبان وادب میں مہارت نہ تو مقصود بالذات ہوتی ہے اور نہ ہی باستثناء چند عملاً حاصل ہوتی ہے۔البتہ اس کے زیر اثر بحث وتحقیق کے نئے طریقے ضرور علمی کاوشوں میں معاون ہوتے ہیں۔(۳۱)

انگریز نے جو نیا نظام تعلیم رائج کیا تھا اس میں مسلمانوں کی قدیم سرکاری زبان کو یک قلم موقوف کر دیا گیا تھا۔مسلمانوں کے فقہی علوم کو از کار رفتہ قرار دے کر اسلامی علوم کی ان درسگاہوں کو جو کبھی قاضی القضاۃ، سپہ سالاران لشکر اور وزرائے سلطنت کو جنم دیتی تھیں،اب بالکل بے کار کر دیا گیا۔اب ان عظیم درسگاہوں میں صرف مساجد کے آئمہ تیار ہونے لگے۔جن مدارس میں عربی زبان اور اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کرنے والوں کے ہجوم ہوتے تھے،اب وہ ویران ہو گئے۔مسلمان اول تو انگریزی مدارس میں داخل ہونے سے ہچکچاتے تھے،اور جو داخل ہو کر تعلیم پاتے تھے،وہ بھی کوئی باعزت مقام حاصل کرنے کے قابل نہ ہوتے تھے اور ہمیشہ انگریز کی نظر میں مشکوک اور ہندو کی نظر میں کانٹے کی طرح

کھٹکتے۔ چنانچہ تمام عہدے صرف ہندو کے لیے مختص ہو کر رہ گئے تھے۔(۳۲)

ایسے موقع پر ایک طرف تو علماء کی کوشش کام آئی جنھوں نے ہر حالت میں عربی زبان اور اسلامی علوم کی حفاظت وترقی کو اپنا مشغلہ بنایا اور دوسری طرف سرسید احمد خان اور ان کے رفقاء کی سرگرمیوں نے ایک تحریک کی شکل میں مسلمان قوم کو بیدار کیا اور نئی نسل کو جدید علوم سے بہرہ ور ہونے کی ترغیب دلائی اور ساتھ ہی حکمران قوم کے شکوک وشبہات کو دور کرنے کی کوشش کی۔(۳۳)

خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ برطانوی عہد حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) میں عربی و فارسی کی سرکاری وتعلیمی حیثیت ختم کر دی گئی، مگر ایک طرف تو برصغیر کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی لاکھوں مساجد اور ان سے منسلک مکاتب ومدارس میں عربی، فارسی، اردو کی تعلیم بنیادی اہمیت کی حامل رہی، نیز ناظرہ قرآن کی تعلیم کے ذریعے کروڑوں مسلمانان ہند عربی زبان ورسم الخط سے وابستہ رہے،

اور دوسری طرف عربی رسم الخط کی حامل نیز عربی وفارسی الفاظ واصطلاحات سے پُر ''اردو'' زبان نے عملاً ثانوی سرکاری وتعلیمی وعمومی زبان کی حیثیت سے عربی وفارسی کے تشخص وتسلسل کو بڑی حد تک برقرار رکھا۔

تاہم بطور مجموعی برطانوی عہد حکومت میں عربی زبان ورسم الخط کسی تسلیم شدہ سرکاری وتعلیمی وعمومی حیثیت ومقام سے نہ صرف محروم رکھے گئے، بلکہ عربی واسلامی تعلیم نیز فارسی واردو زبان کی جگہ انگریزی کو پورے زور وشور سے ہر سطح پر نافذ ورائج کرنے کے لیے تمام تر سرکاری وتعلیمی وسائل بروئے کار لائے گئے۔

عربی ادب کا مجموعی جائزہ

برصغیر کا عربی ادب چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:-

پہلا دور ۷۱۲ء سے ۱۰۰۰ء تک کا ہے، جب مغربی پاکستان کا بیشتر حصہ یا تو براہ راست خلافت اموی، خلافت عباسی، صفوی سلاطین یا قرامطہ کے ماتحت رہا اور یہاں کی مذہبی، ثقافتی اور علمی زبان عربی تھی۔

دوسرا دور سلاطین کا ہے اور ۱۰۰۰ عیسوی سے ۱۵۲۶ عیسوی تک کی پانچ صدیوں پر محیط ہے۔ اس میں کوئی پونے دوسو سال غزنوی عہد کے ہیں اور باقی سلاطین ہند کے۔ اس دور میں عربی کی جگہ تہذیبی مشاغل کے لیے فارسی رائج ہوگئی اور اس زبان میں بڑے بڑے شاعر، مورخ، تذکرہ نگار، صوفی اور علماء پیدا ہوئے، مگر مذہبی زبان، عربی رہی اور مذہبی ادب عربی ہی میں تحریر ہوا۔ اس عہد میں بہت کچھ لکھا گیا۔ لغات تیار ہوئیں اور تفاسیر وعقائد کی مستند کتابوں پر حواشی اور شروح لکھی گئیں جو اپنے طور پر سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس کے بعد مغلیہ عہد کا دور آیا۔ یہ فارسی علم وادب کا زریں عہد ہے، مگر علماء نے مذہبی تعلیم اور مذہبی مسائل کے لیے عربی ہی کو استعمال کیا۔ مذہبی علوم میں صدیوں تک جو کام ہوا، وہ عربی میں تصنیف کیا گیا۔ مثلاً ملا محمود جونپوری کی ''شمس بازغۃ'' جو سلاست زبان کے لحاظ سے فلسفہ کی کتابوں میں خاص شہرت رکھتی ہے۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں جہاں اسلامی شہنشاہیت کو زوال ہوا، وہاں علوم وادبیات کی سرپرستی میں بھی کمی واقع ہوگئی۔ مگر اٹھارھویں صدی کا سب سے عظیم مذہبی شاہکار ''حجۃ اللہ مبالغۃ'' جو شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کا مغز ہے اور جس میں انہوں نے اسلام

کی پہنائی اور ہمہ گیری سے بحث کی ہوئی ہے، عربی ہی میں لکھی گئی اور یہ کتاب اب تک عرب ممالک میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔اسی طرح انیسویں صدی میں مولوی عبدالحیؔ نے ''نزھة الخواطر'' جیسا تذکرہ عربی زبان ہی میں لکھا۔

ان سب باتوں کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ جہاں تک اوریجنل کام کا تعلق ہے وہ زیادہ طور پر فارسی میں ہوا اور یا اٹھارھویں صدی کے بعد اردو میں۔ (۳۴)

خلاصہ باب اوّل

پاکستان میں عربی زبان ورسم الخط

پس منظر

(۴۴ھ-۱۳۶۶ھ / ۶۴۴ء-۱۹۴۷ء)

پاکستان میں عربی زبان ورسم الخط کے حوالہ سے مندرجہ مباحث واقتباسات کا خلاصہ ونتیجہ درج ذیل نقاط میں بیان کیا جاسکتا ہے:-

عربی بحیثیت سرکاری و عمومی زبان

ارض پاکستان (مکران، سندھ، ملتان وغیرہ) میں عربوں کے دور حکومت (۶۴۴ء-۱۰۲۵ء) میں عربی زبان سرکاری وتعلیمی زبان کی حیثیت سے تقریباً چارسو سال تک رائج وغالب رہی۔

نیز عصر غزنوی (۹۹۸ء-۱۱۸۶ء) کے ابتدائی دور میں عربی زبان کو لاہور تا کابل سرکاری وعربی زبان کی حیثیت حاصل رہی۔

عصر غزنوی اور سلاطین دھلی سے مغلیہ سلطنت کے زوال تک (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) ساڑھے آٹھ سو سال سے زائد عرصہ میں عربی زبان علمی وشرعی حوالوں سے جزوی یا ثانوی سرکاری زبان کے طور پر رائج رہی جب کہ عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر "فارسی زبان" بنیادی سرکاری وعمومی زبان کی حیثیت سے رائج و غالب رہی۔ اس طویل عرصہ میں ہر تعلیم یافتہ مسلمان بیک وقت عربی وفارسی دان تھا۔

عربی بحیثیت دینی و تعلیمی زبان

ارض پاکستان میں عربوں کے دور حکومت سے مغلیہ سلطنت کے اختتام (۶۴۴ء-۱۸۵۷ء) بارہ صدیوں سے زائد عرصہ تک عربی زبان دینی و تعلیمی زبان کی حیثیت سے مسلسل رائج و غالب چلی آئی ہے۔

برطانوی دور حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) عربی و فارسی کے بجائے لاطینی رسم الخط اور یونانی ولاطینی الفاظ و اصطلاحات کی حامل انگریزی زبان کے سرکاری و تعلیمی زبان قرار پانے کے بعد ارض پاکستان میں عربی زبان محض دینی زبان اور جزوی تعلیمی زبان (بحوالہ دینی مدارس و سرکاری تدریس عربی) کی حیثیت سے باقی و رائج چلی آئی ہے۔ جسے ہر مسلمان نماز و قرآن اور دیگر دینی حوالوں سے سیکھنے کی حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہے۔

عربی رسم الخط بحیثیت سرکاری و قومی رسم الخط

عربوں کے دور حکومت (۶۴۴ء-۱۰۲۵ء) سے سلطنت مغلیہ کے زوال تک (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) اور برطانوی عہد حکومت (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء) سے آزاد مملکت پاکستان تک (۱۹۴۷ء-۲۰۰۲ء/ ۱۳۶۶ھ-۱۴۲۳ھ...) عربی رسم الخط ارض پاکستان میں فارسی، اردو نیز تمام قدیم و جدید علاقائی زبانوں اور بولیوں (سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی، بروہی، کشمیری بلتی، شینا وغیرہ) کے واحد مشترکہ رسم الخط کی حیثیت سے سرکاری و قومی و عمومی سطح پر چودہ صدیوں سے رائج و غالب چلا آرہا ہے۔

عربی بحیثیت

اساس لغات پاکستان

ارض پاکستان کی تمام قدیم وجدید زبانوں اور بولیوں (فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی، کشمیری وغیرہ) کا چودہ سو سال سے نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی زبان سے ماخوذ ہے اور ان زبانوں میں مہارت وقدرت کے حوالہ سے عربی صرف ونحو اور زبان وخط کی تعلیم ہمیشہ سے ایک ناگزیر علمی ولغوی ضرورت چلی آرہی ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ عربی زبان گزشتہ چودہ صدیوں سے ''ارض پاکستان'' میں سرکاری وعمومی، دینی وتعلیمی اورلسانی وثقافتی حوالوں سے رائج وراسخ اورفروغ پذیر چلی آرہی ہے۔

نیز عربی رسم الخط نہ صرف گذشتہ چودہ سو سال سے ''ارض پاکستان'' کی تمام قدیم وجدید بولیوں کا مشترکہ رسم الخط ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے اور برصغیر میں ''ارض پاکستان'' ہی وہ واحد خطہ ہے، جسے بطور خاص ''منطقۃ اللسان والخط العربی'' (عربی زبان ورسم الخط کا خطہ) قرار دیا جاسکتا ہے۔

❀❀❀

حواشی باب اوّل

۱۔ سید نور احمد، مارشل لاء سے مارشل لاء تک، ص ۱۹۵-۱۹۶ (کیمبرج یونیورسٹی: ۳۳-۱۹۳۲ء، بموقع گول میز کانفرنس: پمفلٹ بعنوان پاکستان از ایک پنجابی طالب علم (چوہدری رحمت علی)۔

۲۔ ممتاز احمد پٹھان: سندھ میں عربوں کا عہد حکومت، در تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، دوسری جلد (عربی ادب) مطبوعہ جامعہ پنجاب، لاہور، فروری ۱۹۷۲ء، دوسرا باب، ص ۳۰-۳۱۔ (بحوالہ البلاذری: فتوح البلدان، ص ۴۳۸، ۴۲۲، لائیڈن، چچ نامہ، ص ۷۳ و ۷۵)۔

۳۔ شاہ معین الدین احمد ندوی: تاریخ اسلام، حصہ دوم، بنی امیہ، تحت "معاویہ بن ابی سفیانؓ" ص ۳۳۲-۳۳۳ (بحوالہ "فتوح البلدان" للبلاذری" و "چچ نامہ") مطبوعہ، ناشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور۔

۴۔ ممتاز احمد پٹھان: سندھ میں عربوں کا دور حکومت، در تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، دوسری جلد (عربی ادب) دوسرا باب، ص ۳۲۔

۵،۶۔ ایضاً، ص ۳۳

۷۔ ایضاً، ص ۳۳-۳۴

۸۔ ایضاً، ص ۳۵۔

۹- ایضاً،ص۳۶۔

۱۰- ڈاکٹر محمد یوسف : مقدمہ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ، دوسری جلد (عربی ادب)ص۲۔

۱۱- ممتاز احمد پٹھان: سندھ میں عربوں کا دورِ حکومت، در تاریخ ادبیات، دوسری جلد، دوسرا باب، ص۵۶-۵۷(بحوالہ الإصطخری ، ص ۱۷۷ ، و ابن حوقل ، ص ۳۲۶، و المقدسی ، ص ۴۷۹)۔

۱۲- ایضاً،ص۴۹(بحوالہ المسعودی: مروج الذھب ، ج ۴ ، ص ۸۹).

۱۳- ایضاً،ص۵۸(بحوالہ البیرونی : کتاب الھند ، برلن ۱۸۸۵-۱۸۸۶ء ، ص ۸۲ وغیرہ)۔

۱۴- ایضاً،ص۵۸-۵۹۔(بحوالہ البیرونی : کتاب الھند ' ص ۸۶، ابن ندیم : الفہرست ، ص ۸۴وغیرہ)

۱۵- ایضاً،ص۵۹-

۱۶- ایضاً،ص ۶۰۔

۱۷- پروفیسر محمد منور : غزنوی عہد ، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ، جلد دوم (عربی ادب) تیسرا باب،ص۶۲۔

۱۸- ایضاً،ص۶۳

۱۹- ایضاً،ص۶۳-۶۴

۲۰- ایضاً،ص ۶۶

۲۱- ایضاً،ص ٦٧

۲۲- ایضاً،ص ٦٨ (بحواله سلطان محمود غزنوی از ناظم ، ص ۱۳۵ – ۱۳٦ ، و معجم الادباء ، ج ۱۷ ، وزارة المعارف ، مصر ، ص ۱۸۵ ، و " در پیرامون تاریخ بیهقی ، ص ۱۳۴ تا ۱۳۷)-

۲۳- ایضاً،ص ٦٨-٦٩ (بحوالہ تاریخ سندھ از ابوظفر ندوی،ص ٣٦٥-٣٦٦)۔

۲۴- ڈاکٹر محمد یوسف : مقدمہ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ، جلد دوم (عربی ادب) پہلا باب،ص ۵ (بحواله الجاحظ ، کتاب الحیوان ، تحقیق عبدالسلام هارون ، ۱۷۰/۷-۱۷۱- پهلا اور دوسرا کتبه علامه عبدالعزیز میمن کی مدد سے پڑھا گیا هے – و بحواله ابن حوقل (لانڈن: ۱۹۳۸ء) ص ۳۲۵، و المقدسی: ص ۴۷۹.

۲۵- ایضاً،ص ۵۔

۲٦- ایضاً،ص ۵-٦-

۲۷- ایضاً،ص ۱۳۔

۲۸- ایضاً،ص ۱۵۔

۲۹- ایضاً،ص ١٦-١٧۔

۳۰- ایضاً،ص ۱۸۔

۳۱- ایضاً،ص ۱۹۔

۳۲- پروفیسر عبدالقیوم: دور جدید (۱۸۵۸ء-۱۹۷۲ء) تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند،دوسری جلد،عربی ادب،ساتواں باب،ص ۳۹۵-۳۹٦۔

۳۳۔ ایضاً ،ص ۳۹۷ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ’’اسباب بغاوت ہند‘‘ از سر سید احمد خان، اور ’’حیات جاوید‘‘ ص ۳۲۲ بعد۔

۳۴۔ سید فیاض محمود: عربی ادب کا مجموعی جائزہ، در ’’تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند‘‘ دوسری جلد (عربی ادب) ص ۴۲۹۔

باب دوم

پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان

پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان

قیام پاکستان کے بعد گزشتہ پچاس برس سے زائد عرصہ میں نظام تعلیم کئی حصوں میں منقسم رہا ہے۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ''بنگلہ دیش'' کے قیام کے بعد پاکستانی نظام تعلیم میں سے بنگلہ زبان اور بنگلہ ذریعہ تعلیم کا عنصر یکسر خارج ہوگیا۔اور سابقہ ''مغربی پاکستان'' یا موجودہ پاکستان میں نظام تعلیم گزشتہ نصف صدی میں مدارس عربیہ اسلامیہ کے قدیم نظام تعلیم اور جدید مغربی نظام تعلیم میں منقسم رہا ہے۔ جدید نظام تعلیم آگے پھر ذریعہ تعلیم اور لسانی ترجیحات کے لحاظ سے اردو' انگریزی اور مقامی زبان کے حوالے سے مختلف النوع تعلیمی نظاموں کا مجموعہ ہے۔عربی زبان کی صورتحال قدیم اور جدید نظام تعلیم کے اداروں میں مختلف چلی آتی ہے:۔

اللغة العربية فی النظام التعليمی القديم

(قدیم نظام تعلیم میں عربی زبان)

مدارس عربیہ اسلامیہ

مدارس عربیہ اسلامیہ کا جو وسیع سلسلہ پاکستان کے طول وعرض میں پھیلا ہوا ہے، اس میں درسی نصابات کے جزوی اختلافات سے قطع نظر بنیادی طور پر وہی نظام تعلیم رائج ہے جو ''درس نظامی'' کے نام سے معروف ہے۔ اس نظام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا مسعود عالم ندوی اپنے مخصوص اسلوب میں لکھتے ہیں:۔

''منهاج التعليم الرائج فی معا هد الهند الدينية كان

يدعى "الدرس النظامى" نسبة الى أحد علماء الهند ملا نظام الدين(ت ١١٦١هـ). و كان هذا النظام يشتمل على كتب المنطق و الفلسفة اليونانيتين و شروحها و تعليقاتها وجملة من كتب النحو و البلاغة على الوجهة النظرية و شئ من التفسير و الحديث، لكن أهل ديوبند و كذلك أهل الحديث' بعد ما ألقى إليهم ذمام التدريس فى المعاهد' زادوا فى القسم الدينى المشتمل على التفسير و الحديث و الفقه ، و قللوا من علوم اليونان إلا أنهم لم يعتنوا بتدريس اللغة العربية أصلاً ، و إن اهتموا بتدريس بعض كتب فى الأدب العربى. (١)

ترجمہ: "ہند کے دینی اداروں میں رائج نظام تعلیم کو ہند کے ایک عالم ملا نظام الدین (م۱۱۶۱ھ) کی نسبت سے "درس نظامی" کہا جاتا تھا۔ یہ نظام یونانی منطق وفلسفہ، ان کی شروح وحواشی اور نظری لحاظ سے نحو وبلاغت کی جملہ کتب نیز تفسیر وحدیث کے کچھ حصوں پر مشتمل تھا۔ تاہم اہل دیوبند اور اسی طرح اہلحدیث کے ہاتھوں میں جب دینی اداروں کی زمام تدریس آئی تو انہوں نے تفسیر وحدیث وفقہ پر مشتمل دینی علوم کا حصہ زیادہ کردیا اور علوم یونان کی مقدار کم کردی۔ مگر انہوں نے عربی کی بحیثیت زبان تدریس پر کوئی توجہ نہ دی، اگرچہ عربی ادب کی بعض کتابوں کی تدریس کا اہتمام کردیا۔

چنانچہ حنفی وسلفی (اہلحدیث) مسلک کے ان تمام اداروں میں قواعد عربیہ، صرف ونحو، قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عربی شعروادب بھی کسی حد تک شامل نصاب ہے۔ اگرچہ بطور مجموعی عربی تحریر وتقریر کی جانب توجہ کم ہے، لیکن ذریعہ تعلیم کو عربی-اردو مخلوط قرار دیا جاسکتا ہے۔ صدیوں تک پاکستان سمیت پورے برصغیر کے مدارس میں عربی۔ فارسی مخلوط ذریعہ تعلیم ونصاب رائج رہا ہے۔ تاہم قیام پاکستان سے پہلے بالعموم اور بعدازاں بالخصوص اردو زبان نے ان مدارس میں کم وبیش وہی حیثیت اختیار کرلی ہے جو پہلے فارسی کو حاصل تھی۔ اور اب عربی کتب کی تدریس کے وقت اردو زبان کو ذریعہ تعلیم وتفہیم کی حیثیت عربی کے ہمراہ عملاً حاصل ہے۔

یہ عربی اسلامی مدارس قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں عربی زبان وعلوم کی تعلیم کا واحد منظم ومؤثر ذریعہ رہے ہیں اور تمامتر تنقیدی جائزوں کے باوجود یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہے کہ اگر یہ مدارس اوران کا نظام تعلیم نہ ہوتا تو سلطنت مغلیہ کے زوال اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد نیز برطانوی ماہرین بشمول لارڈ میکالے کے ہاتھوں نظام تعلیم کی یکسر تبدیلی کے نتیجے میں عربی زبان وادب اور عربی اسلامی علوم پورے برصغیر میں دم توڑ دیتے اور مسلمانوں کا دینی تشخص حتی کہ قرآن مجید کی ناظرہ تلاوت، نماز، نکاح، جنازہ اور دیگر شعائر دینیہ کی ادائیگی محدود تر یا یکسر معطل ہوکر رہ جاتی۔

قیام پاکستان کے وقت عربی اسلامی مدارس کی غالب تعداد ان علاقوں میں رہ گئی جو بھارت کے حصے میں آئے۔ "دارالعلوم دیوبند" ، "ندوة العلماء" لکھنو، "مدرسه عاليه" كلكته، "مدرسه الاصلاح" سرائے میر، "مظاهر العلوم" سهارنپور، "جامعه سلفيه" بنارس "مدرسه فرنگی محل" لكهنو، "دار العلوم منظر اسلام" بریلی، "خانقاه اشرفيه" تهانه بهون اوردیگراہم و

عظیم الشان اداروں میں سے کوئی بھی قابل ذکر منبع علوم ایسا نہ تھا جو پاکستان کے حصے میں آیا ہو۔اس طرح قدرت کی جانب سے بھارت کی مسلم اقلیت کے عربی اسلامی علوم کی حفاظت وترویج کا انتظام تو ہوگیا، والحمدللہ علی ذلک،مگر پاکستان میں علوم دینیہ کے حوالے سے بڑی مشکلات پیدا ہوگئیں۔ان حالات میں مذکورہ وغیر مذکورہ دینی اداروں کے فارغ التحصیل علماء نے پاکستان کے موجودہ جغرافیائی خطہ میں ہزاروں مدارس عربیہ اسلامیہ کا سلسلہ بتدریج منظم کیا جو کہ محدود انفرادی و غیر سرکاری وسائل کے حوالے سے انتہائی مشکل اور صبر آزما کام تھا۔تاہم علماء وطلاب علوم عربیہ اسلامیہ کی عظیم الشان اور انتھک مساعی کے نتیجے میں تقسیم برصغیر کے بعد مملکت پاکستان میں باقی ماندہ درسگاہوں کی بقاء و حفاظت اور نئے اداروں کے قیام کا سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔اور مختلف مدن وقری میں ایسے مدارس دینیہ قائم ہوتے چلے گئے جن میں نہ صرف پاکستان بلکہ افغانستان اور دیگر بلاد اسلامیہ و اقلیات مسلمہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ بھی بڑی تعداد میں حصول تعلیم کے لئے مسلسل آتے رہے اور ان کی تعداد اب بھی روز افزوں ہے۔ان دینی مدارس میں سے چند ایک کے نام تحدیث نعمت اور مثال کے طور پر درج ذیل ہیں :-

۱ —	الجامعة الأشرفية‘	لاهور.
۲ —	الجامعة النعيمية‘	لاهور.
۳ —	دار العلوم تقوية الاسلام‘	لاهور.
۴ —	الجامعة المدنية‘	لاهور.
۵ —	دار العلوم حزب الأحناف،	لاهور.
۶ —	الجامعة النظامية الرضوية،	لاهور.
۷ —	جامعة المنتظر،	لاهور.
۸ —	مدرسة خير المدارس،	ملتان.

٩ –	الجامعة الرشيدية،	ساهيوال.
١٠ –	الجامعة السلفية،	فيصل آباد.
١١ –	جامعة تعليمات إسلامية،	فيصل آباد.
١٢ –	دار العلوم تعليم القرآن،	راولپنڈی.
١٣ –	دار العلوم حقانية، اکوڑہ خٹک،	پشاور.
١٤ –	دار العلوم نعمانية صالحية،	ڈیرہ اسماعیل خان.
١٥ –	دار العلوم تعليم القرآن، پلندری،	آزاد کشمیر.
١٦ –	مدرسة عربية مطلع العلوم،	کوئٹہ.
١٧ –	مدرسة عربية مفتاح العلوم،	سبی.
١٨ –	صبغة الفيض، گوٹھ سومر فقير،	سانگھڑ.
١٩ –	دار الفيوض الهاشمية، سجاول،	ٹھٹھہ.
٢٠ –	دار العلوم أمجدية،	کراچی.
٢١ –	جامعة أبي بكر الإسلامية،	کراچی. (٢)

ان مدارس سمیت پاکستان کے تمام مدارس عربیہ بالعموم مساجد سے متصل یا منسلک ہیں جیسا کہ قدیم زمانہ سے مسلم ممالک اور برصغیر کی روایت چلی آتی ہے: -

''قدیم زمانہ میں تعلیم کے لئے عموماً علیحدہ عمارتیں نہیں ہوتی تھیں۔
زیادہ تر یہ کام مساجد سے لیا جاتا تھا۔ اس زمانہ کی تمام مسجدیں
مدارس کا کام دیتی تھیں۔ اس لئے ہر قدیم وسیع مسجد ایک بڑی
درسگاہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ ہندوستان کے قدیم اسلامی شہروں میں
قدم قدم پر تم کو وسیع و شاندار مسجدیں ملیں گی۔ دلی، آگرہ، لاہور،

جونپور، احمد آباد، گجرات وغیرہ قدیم اسلامی دارالسلطنتوں میں جو عظیم الشان مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں اور جواب تک باقی ہیں' ان کی ھیئت کذائی صاف بتاتی ہے کہ ان کا بڑا حصہ تعلیم گاہوں کے کام میں آتا تھا۔ ان مسجدوں میں اب تک تم کو صحن کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے حجروں کا وسیع سلسلہ نظر آئے گا۔ یہ درحقیقت طلبہ اور مدرسین کے رہنے کے مقامات تھے اور ان میں سے بعض اب تک اسی کام میں ہیں۔'' (۳)

قدیم خانقاہیں بھی درس وتدریس کے مراکز تھیں:۔

''قدیم خانقاہیں بھی عموماً تعلیم گاہوں کے مصرف میں آتی تھیں۔ متصوفین اور گوشہ نشین مشائخ زمانہ اس وقت صرف مجاہدہ نفس و وظائف ہی کو عبادت نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ شریعت وطریقت اور ظاہر و باطن دونوں کی تعلیم و تدریس کو اپنا حقیقی نصب العین خیال کرتے تھے۔ اسی وجہ سے قدیم مشائخ و بزرگان دین کے حالات میں درس وتدریس کا شغل عموماً نظر آتا ہے۔'' (۴)

حتیٰ کہ اولیاء کرام وسلاطین کے مقابر بھی مراکز علوم تھے:۔

''سلاطین اور بزرگان کرام کی قبروں پر جو مقبرے اور روضے تعمیر ہوتے تھے، ان کے ساتھ اردگرد بہت سے حجرے اور کمرے اسی غرض سے تعمیر ہوتے تھے کہ وہ مدرسوں کے کام میں آئیں۔'' (۵)

ان تفصیلات سے امت مسلمہ کی تعلیم وتعلم سے بنیادی دلچسپی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وقال الله سبحانه و تعالى :-

"إنما يخشى الله من عباده العلماء."(٦)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں سے علم رکھنے والے ہی ڈرتے ہیں۔

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :-

"من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له به طريقاً الى الجنة - رواه مسلم" (٧)

ترجمہ: جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے پر چلا، اللہ اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کی جانب راہ آسان کردے گا۔

پاکستان کے طول وعرض میں موجود ان مدارس عربیہ اسلامیہ کی تعداد ہزاروں میں ہے جن میں ایک لاکھ سے زائد وہ مساجد ومراکز شامل نہیں جہاں ناظرہ قرآن مجید، کلمہ ونماز اور ابتدائی دینی امور کی محدود تعلیم دی جاتی ہے۔ ان مدارس کے فارغ التحصیل افراد "درس نظامی" کے نام سے معروف سند یا کوئی مماثل سند حاصل کر کے امامت و خطابت، دینی مدارس میں درس وتدریس، قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم اور دیگر دینی فرائض و ذمہ داریوں کی ادائیگی پاکستان کے طول وعرض میں گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے بطریق احسن کرتے چلے آرہے ہیں، باوجودیکہ انہیں انتہائی قلیل مادی سہولتیں میسر ہیں۔ ان مدارس کے نظام تعلیم میں عربی زبان وعلوم کو جو مقام اساسی حاصل ہے، وہی ان اداروں کا تشخص اور ان کی بقاء وتوسیع کا باعث ہے۔

ان مدارس دینیہ کے نظام تعلیم اور متخرجین کو سرکاری سطح پر کوئی خاص پذیرائی حاصل نہ تھی اور گزشتہ نصف صدی میں بطور مجموعی ان مدارس کے فارغ التحصیل افراد

سرکاری و معاشرتی سطح پر جدید تعلیم یافتہ اصحاب کے مقابلے میں کسی اہم مقام کے حامل نہ تھے۔ یہاں تک کہ پاکستان بلکہ برصغیر کی تاریخ میں برطانوی نظام تعلیم کے نفاذ کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان کی ''مرکزی وزارت تعلیم'' نے ان مدارس دینیہ کی مخصوص سند کو ۱۹۸۴ء میں بیک وقت ایم اے عربی/اسلامیات کے مساوی (تدریسی و تحقیقی مقاصد کے لئے) تسلیم کرلیا۔ اور مختلف مکاتب فکر کی ''مجالس تعلیمیہ'' کی جاری کردہ اعلیٰ ترین اسناد کو ''شهادة العالمية فى العلوم الإسلامية و العربية'' کا اسم مشترک دے دیا گیا۔

اب اس سند کا حامل نہ صرف سرکاری تعلیمی اداروں یعنی مدارس وکلیات و جامعات (سکولز، کالجز، یونیورسٹیز) میں ملازمت کا اہل ہے، بلکہ اس سند کی بناء پر عربی و اسلامیات میں پی ایچ ڈی نیز اسلامی تحقیقی اداروں میں ملازمت کا استحقاق بھی رکھتا ہے۔ ''وفاقی وزات تعلیم'' کے اس انقلابی اقدام نے عربی اسلامی مدارس کے ہزاروں متخرجین کو پاکستان میں اہم علمی و معاشرتی مقام عطا کرنے میں بنیادی اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے اور دینی مدارس کی عربی و اسلامی علوم کی جامعات ہونے کی حیثیت تسلیم شدہ قرار پائی ہے۔

وہ مدارس جو قومی سطح پر کسی ایسے وفاق یا بورڈ سے وابستہ ہیں جسے ''شهادة العالمية'' جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے، ان کی تعداد (۱۹۸۴ء) ڈیڑھ ہزار سے متجاوز اور ان کی اجمالی تقسیم یوں ہے:-

الإسم	المسلک	عـدد المـدارس (اعدادی، ثانوی، عالی)
۱ . وفاق المدارس العربية	(أهل السنة و الجماعة . حنفي ديوبندى)	۹۷۰
۲ . تنظيم المدارس العربية	(أهل السنة و الجماعة . حنفي بريلوى)	۴۰۰
۳ . وفاق المدارس السلفية	(اهل السنة و الجماعة . أهلحديث)	۱۰۰
۴ . وفاق المدارس الشيعة (شيعة إثنا عشرية)		۴۰
كل تعـداد :		۱۵۱۰ -(۸)

علاوہ ازیں وفاقی وزارت تعلیم کی جانب سے "رابطة المدارس الإسلامية" کی اعلیٰ تعلیمی سند کو بھی "شهادة العالمية" کے مساوی تسلیم کرلیا گیا ہے۔ یہ وفاق ان مدارس عربیہ پر مشتمل ہے جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی اسلامی تحریک سے براہ راست متاثر ہیں۔ بنیادی طور پر یہ بھی "أهل السنة و الجماعة" کے مدارس کے ضمن میں آتے ہیں۔ ان مدارس کے اساتذہ وطلبہ کی غالب اکثریت بھی حنفی المذہب ہے۔ تاہم بعض مقامات پر اہلحدیث مسلک کے اساتذہ ومدارس بھی اس میں شامل ہیں۔

"رابطة المدارس الاسلامية" کے علاوہ بعض درسگاہوں نے انفرادی سطح پر بھی "وزارة التعليم" سے اپنی اعلیٰ دینی سند کو "شهادة العالمية" کا درجہ دلوالیا ہے جن میں "جامعه اشرفيه" لاهور اور "دارالعلوم محمديه غوثيه" بهير

سرفہرست ہیں۔(۹)

نیز محترم ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قائم کردہ عظیم الشان ''منہاج القرآن یونیورسٹی'' لاہور' کی اعلیٰ تعلیمی اسناد بھی سرکاری طور پر تسلیم شدہ ہیں۔

اس طرح ان اعلیٰ تعلیمی اداروں کی مجموعی تعداد کم وبیش دو ہزار تک جا پہنچی ہے اور ہر سال ہزاروں طالب علم ان کی مجالس یا بورڈوں کی جانب سے منعقدہ اعلیٰ ترین امتحان پاس کر کے "شہادۃ العالمیہ-" کے مستحق قرار پاتے ہیں۔''حکومت پاکستان'' اور ''وزارت تعلیم'' کے اس اقدام سے عربی زبان کی درس وتدریس کا سلسلہ وسیع تر اور منظم ومربوط تر شکل اختیار کر گیا ہے۔ نیز علوم عربیہ واسلامیہ کی سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں تدریس کے لئے ہر سال ایسے ہزاروں پر اعتماد افراد میسر آنے کی راہیں وا ہوگئی ہیں جو قرآن و حدیث وفقہ کے اصل عربی متون کو عربی زبان وقواعد کی مضبوط اساسی تعلیم کے ہمراہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور اس سرمائے کو آگے منتقل کرنے کی کافی اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ " الجامعة الإسلامية العالمية " (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی' اسلام آباد) نے اپنے مختلف کلیات میں درس نظامی وغیرہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی اسناد کو بی اے میں داخلہ کے لئے ایف۔اے کے مساوی تسلیم کر کے مدارس عربیہ کی اسناد کی اہمیت کے سلسلے میں ایک اور اہم قدم اٹھایا ہے۔ دکتور محمود عبداللہ ''مرحلة الليسانس'' (بی اے) میں داخلے کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

''يشترط لقبول الطالب أن يكون حاصلاً على الشهادة الثانوية أو ما يعادلها من شهادات المدارس الدينية الموجودة في باكستان أو غيرها من البلاد الإسلامية

الأخرى، بشرط أن يجيد اللغة العربية إجادة تامة قراءةً و كتابة و حديثاً." (۱۰)

ترجمہ: طالب علم کے داخلہ کی شرط یہ ہے کہ اس کے پاس ثانویہ (ایف۔ اے) کی سند ہو۔ یا اس کے مساوی پاکستان یا کسی دوسرے مسلم ملک کے مدارس دینیہ کی اسناد میں سے کوئی سند ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ عربی زبان میں پڑھنے لکھنے اور بات چیت کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہو۔

تونسی محقق مراد الطیب کی تحقیق کے مطابق (بعد ستمبر ۲۰۰۱ء) پاکستان میں مختلف سطحوں کے دینی مدارس و مکاتب کی مجموعی تعداد پچاس ہزار سے کم نہیں:-

" و يرى الباحث التونسي أن باكستان تعتبر من البلاد الآسيوية التي تحظى فيها اللغة العربية بانتشار واسع حيث يوجد بها ما لا يقل عن ۵۰ (خمسين) ألف مدرسة دينية ، تدريس العربية فيها أساس، تخرّج عشرات الملايين من الطلاب، موضحاً أن انتقال ملايين العمال الباكستانيين للعمل في دول الخليج العربي ساهم في انتشار العربية ، كما أن اللغات المحلية الباكستانية كلها تستعمل فيها جميع اصطلاحات العربية اندماجاً ، إضافة إلى وجود جامعات و مدارس و معاهد إسلامية عربية لغتها التعليمية هي العربية فقط لاغير." (۱۱)

ترجمہ:- تونسی محقق کی رائے کے مطابق پاکستان ان ایشیائی ممالک میں شمار ہوتا ہے جہاں عربی زبان کو وسیع فروغ حاصل ہو رہا ہے، کیونکہ یہاں دینی مدارس کی تعداد کم ازکم پچاس (۵۰) ہزار ہے جن میں عربی زبان کی تدریس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور جن سے کئی ملین طلبہ فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

محقق کی وضاحت کے مطابق کئی ملین پاکستانی کارکنان کی روزگار کے لیے خلیجی عرب ممالک کو نقل مکانی بھی عربی زبان کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔

نیز پاکستان کی تمام مقامی زبانوں میں بھی عربی اصطلاحات ادغام شدہ شکل میں استعمال کی جارہی ہیں۔

علاوہ ازیں ایسی عربی جامعات و مدارس و معاہد بھی موجود ہیں جن کی تعلیمی زبان صرف عربی ہے۔(۱۲)

"وفاق المدارس العربیۃ" پاکستان (حنفی دیوبندی) کے ناظم اعلی مولانا محمد قاری حنیف جالندھری کے بیان (۲۰۰۲ء) کے مطابق پاکستان میں مختلف النوع دینی مدارس کی تعداد کم و بیش ستر (۷۰) ہزار ہے:-

"اس سال "وفاق" کے سالانہ امتحانات میں اٹھانوے (۹۸) ہزار سے زائد طلبہ اور طالبات شریک ہو رہے ہیں۔ مدارس کے نظام و نصاب میں ہم آہنگی، باہمی ربط و تعاون اور امتحانات میں یکسانیت کی غرض سے "وفاق المدارس العربیۃ،پاکستان" کی مسلسل محنت اور پیش رفت دیکھ کر دیگر مذہبی مکاتب فکر بھی متوجہ ہوئے اور ان کے

ہاں بھی اس قسم کے وفاقوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

چنانچہ اس وقت تمام مکاتب فکر کے پانچ وفاق کام کر رہے ہیں اور ان کے تحت کم وبیش ستر (۷۰) ہزار مدارس مصروف کار ہیں، جن میں سب سے بڑی تعداد "وفاق المدارس العربیة، پاکستان" کے مدارس کی ہے۔

وفاق نے نصاب تعلیم کے معیار کو بڑھانے اور امتحانات کی نگرانی کے لیے جو متوازن طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے، اس کی وجہ سے نہ صرف " یونیورسٹی گرانٹس کمیشن " نے "وفاق المدارس العربیة" کو مختلف درجات و مراحل میں تسلیم کیا ہوا ہے، بلکہ ملک کی یونیورسٹیاں بھی اس کے معیار کو قبول کرتی ہیں"۔ (۱۲)

مشترکہ نصاب تعلیم کی ضرورت

پاکستان کے مدارس عربیہ اسلامیہ کی اسناد کو مزید مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم "أهل السنة و الجماعة" کے تمام مکاتب فکر ایک بنیادی مشترک نصاب پر متفق ہو جائیں۔

"وفاق المدارس العربية" ، "تنظيم المدارس العربية"، "وفاق المدارس السلفية" اور "رابطة المدارس الإسلامية" وغیرہ کے علماء کبار پر مشتمل ایک "مجلس اعلیٰ" موجودہ نصاب کو کافی حد تک برقرار رکھتے ہوئے مختلف بنیادی اجزاء پر مبنی ایسا مشترکہ نصاب نافذ کر سکتی ہے جو کسی حد تک اب بھی عملاً متفرق انداز میں نافذ ہے، مثلاً:-

۱ . القرآن الكريم

(كامل مع اصول التفسير و تفسير لغوى و نحوى و بالآثار).

۲ . الحديث النبوى

(مع اصول الحديث و شرح الحديث)

موطا الإمام مالك، مسند احمد، صحيح البخارى، صحيح مسلم، جـــامع الترمذى، سنن أبى داؤد ، سنن النسائى، سنن ابن ماجة ، مشكوة المصابيح ، موطا الإمام محمد وغيره.

۳ . الفقه الاسلامی

علم العقائد، اصول الفقه، مذاهب اربعه کا مجموعی مطالعه.

نیز کسی ایک فقهی مذهب میں تخصص.

(پاکستانی سنی طالب علم کے لئے ترجیحاً فقہ حنفی اور دیگر ممالک کے مختلف المذاہب اہل سنت طلبہ کے لئے حسب خواہش حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں سے کسی ایک کا تفصیلی مطالعہ)۔

۴—السیرة و التاریخ

قرآن و حدیث و فقه کے علاوہ سیرة و تاریخ سمیت دیگر علوم و فنون کی ضروری کتب.

۵— اللغة العربية

عربی زبان و قواعد و شعر و أدب میں مهارت .

۶ — اللغة الإنجليزية

انگریزی زبان و قواعد کی ضروری تعلیم .

۷— لغة التدریس

"لغة التدريس" یعنی ذریعہ تعلیم بنیادی طور پر صرف "اللغة العربية الفصحى" ہو اور "تقوية اللغة" کے لیے عربی زبان وادب کا قدیم وجدید منتخب نصاب بھی مختلف مدارج کے لئے منتخب کیا جائے۔

جزوی طور پر انتہائی مجبوری کی حالت میں کسی دوسری زبان مثلاً

اردو کا سہارا لیا جائے ، وہ بھی صرف درجات ابتدائیہ میں ، درجات متوسطہ وعالیہ میں سو فیصد تدریسی زبان عربی ہی ہونی چاہیے۔

❁❁❁

اس نہج کے مشترکہ نصاب پر مبنی پورا نظام تعلیم یوں منظم کیا جائے کہ ابتدائی، ثانوی اور جامعی سطح پر کم از کم میٹرک ، ایف۔اے ، بی۔اے اور ایم۔اے کے متوازی امتحانات و اسناد کا سلسلہ منظم ہو اور ان کو وزارت تعلیم کی جانب سے وہی مقام و معادلہ (Equivalence) حاصل ہو جو سرکاری تعلیمی اداروں کی اسناد کے لئے مخصوص ہے۔ان اداروں کی اعلیٰ ترین سند ''شهادة العالمية '' کو ہر لحاظ سے ایم۔اے عربی واسلامیات کے مساوی قرار دیا جائے اور اس پر ''تدریسی و تحقیقی مقاصد کے لئے'' کی قید نہ لگائی جائے۔ نیز پاکستان اور عالم اسلام کی مختلف جامعات مثلاً ''جامعة الأزهر '' القاهرة، ''الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة''، ''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی' اسلام آباد' وغیرہ کی اعلیٰ اسناد کے ساتھ ان کا معادلہ (Equivalence) کرایا جائے۔

اس نصاب مشترک کے علاوہ اگر مختلف ادارے کچھ اضافی نصاب مخصوص حوالوں سے رکھنا چاہیں تو اس کی بھی گنجائش رکھی جائے اور اس اضافی نصاب کے لئے مدرسہ کوئی اضافی یا جزوی سند جاری کرنا چاہے تو یہ اس کا اپنا معاملہ قرار دیا جائے۔ مگر قومی اور عالمی سطح پر اسناد کی علمی حیثیت کے تعین اور معادلہ کی خاطر متفقہ نصاب مشترک پر مبنی سند یکساں ہو۔ اور بہتر ہوگا کہ امتحانات کے لئے بھی ایک ''مجلس مشترک'' تشکیل دی جائے۔ نیز ممکن ہو تو ''الجامعة الاسلامية العالميه اسلام آباد '' یا کسی متبادل جامعہ کی جانب سے عربی زبان وعلوم میں مہارت کا آخری امتحان منعقد کروایا جائے۔

❁❁❁

مدارس عربیہ اور جدید نظام تعلیم

فقہی افہام وتفہیم کے حوالے سے درج شدہ مذکورہ سابقہ تفصیلات اور مدارس عربیہ کے نظام تعلیم میں عربی زبان وعلوم کی صورتحال کی تفصیلی بحث کے بعد یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بہت سے مدارس نے اب جدید نظام تعلیم کے نصاب کی بھی اپنے اندر اضافی گنجائش پیدا کرلی ہے۔اور میٹرک ،ایف۔اے، بی۔اے وغیرہ کے امتحانات بھی عربی اسلامی تعلیم کے ہمراہ اپنے طلبہ کو دلواتے ہیں۔ نیز پاکستان میں اب ایسے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے جارہے ہیں جن میں عربی اسلامی علوم کو بنیاد بناتے ہوئے جدید نظام تعلیم سے ہم آہنگی پیدا کرنے کی حتی الامکان گنجائش پیدا کی گئی ہے اور نظام تعلیم کو قدیم وجدید کی بحث سے قطع نظر جامع بنانے کی کوششیں مؤثر انداز میں کی جارہی ہیں۔ لاہور میں مختلف سطحوں پر اس کی تین اہم مثالیں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی قائم کردہ "قرآن اکیڈمی" اور "قرآن کالج" نیز محترم ڈاکٹر طاہر القادری کی قائم کردہ "منہاج القرآن یونیورسٹی" اور "معهد الإمام المودودی العالمی للدراسات الإسلامية" بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ان تمام حوالوں سے "حکومت پاکستان" کا جاری کردہ "نصاب تعلیم" برائے دینی مدارس (۲۰۰۲ء) بھی قابل استفادہ اور خصوصی مطالعہ وتوجہ کا مستحق ہے۔(۱۳)

✿✿✿

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ پاکستان میں ایک لاکھ سے زائد مساجد اور ان سے منسلک ''مکتب'' نیز ہزاروں ''مدارس و جامعات عربیہ اسلامیہ'' کلمہ و نماز، ناظرہ قرآن، عربی زبان اور علوم اسلام کی تعلیم و تدریس کے ذریعے پاکستان کے کروڑوں باشندوں میں عربی زبان و رسم الخط اور اسلامی علوم و فنون کے فروغ میں اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود انتہائی مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔

نیز انہی کے توسط سے '' قرآنی حرف شناسی '' کروڑوں پاکستانیوں میں، عربی میں تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ، اردو اور علاقائی زبانوں میں لکھنے پڑھنے کی استعداد پیدا کر کے ''ناخواندگی کے خاتمہ'' میں بھی عظیم الشان کردار ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔

اگر ان عربی مدارس و جامعات کے مختلف مراحل تعلیم میں انگریزی زبان کی تعلیم شامل کر لی جائے اور جدید نظام تعلیم پر مبنی سرکاری و غیر سرکاری اسکولوں، کالجوں میں ابتدائی و ثانوی و جامعی سطح پر (پہلی جماعت سے گریجوایشن تک) عربی زبان کی تدریس کا انتظام کر دیا جائے، تو نہ صرف ملکی و عالمی تقاضوں کے مطابق عربی اردو اور انگریزی پر مبنی ''سہ لسانی مربوط پاکستانی نظام تعلیم'' کی تشکیل کی جانب فیصلہ کن پیشرفت ہو گی، بلکہ ''نیم ملا خطرۂ ایمان '' اور '' جدید تعلیم خطرۂ اسلام'' ہر دو ''خطـرات و خـدشات '' کا بھی سد باب ہو گا، نیز لاکھوں ''روشنفکر مسلم علماء و دانشوران '' کی فراہمی کا انتظام بھی ہو سکے گا۔

اس کی مؤثر ابتداء جدید نظام تعلیم میں علیحدہ مضمون (برائے مسلم و غیر مسلم طلبہ و طالبات) کے طور پر، یا اس سے پہلے ''اسلامیات'' کی موجودہ چودہ سالہ لازمی تعلیم کو "دراسة العربية والإسلام" (Arabic & Islamic Studies) کا نام دیکر

بہ آسانی کی جا سکتی ہے۔

اللغة العربية فی النظام التعلیمی الجدید

(جدید نظام تعلیم میں عربی زبان)

مدارس عربیہ اسلامیہ کے نظام تعلیم میں عربی زبان وعلوم کے مقام ونوعیت کا جائزہ لینے کے بعد جدید نظام تعلیم میں عربی زبان کی صورتحال کا جائزہ لینا بھی انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ اسی عمومی نظام کے تحت پاکستانیوں کی غالب اکثریت تعلیم حاصل کرتی ہے۔ یہ جدید نظام دراصل اسی نظام تعلیم کا تسلسل ہے جو ۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے نے برصغیر پاک و ہند میں نافذ کروایا۔ اس نظام میں عربی زبان اور علوم نقلیہ یعنی قرآن و حدیث وغیرہ کا کوئی مقام نہ تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد یوسف ''تاریخ ادبیات'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

> ''انگریزی نظام میں عربیہ اور منقول کا مرکزی نقطہ غائب ہے۔ اس کی بدولت مسلمانوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ممکن ہوا کہ ایک مسلمان مثقف اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی کہلائے اور عربیہ ومنقول سے عاری ہو۔'' (۱۴)

اس فرنگی نظام تعلیم کے نفاذ سے پہلے عصر غزنوی سے سلطنت مغلیہ کے زوال تک (۹۹۸ء۔ ۱۸۵۷ء) صدیوں پر محیط مسلم عہد میں عربی زبان اور قرآن وحدیث و فقہ وغیرہ مسلم نظام تعلیم کی اساس تھے۔ بقول ڈاکٹر محمد یوسف:۔

> ''صدیوں کے اس طویل عرصہ میں کوئی وقت بھی ایسا نہ تھا جب ایک

مسلمان کو جو عربیہ اور منقول سے بہرہ ور نہ ہو کسی لحاظ سے بھی عالم فاضل یا مثقف اور تعلیم یافتہ ہی کہا جا سکے۔" (۱۵)

دکتور زبید احمد عربی زبان کی اسی علمی و دینی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:-

"تمام جغرافیائی اور سیاسی دشواریوں کے باوجود ہند کے مسلمان عربی کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ان کی مقدس کتب اسی زبان میں ہیں اور یہی زبان اسلامی علوم کے بیش بہا خزانہ کی کنجی ہے۔" (۱۶)

قیام پاکستان کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ عربی زبان وعلوم کو قومی نظام تعلیم میں ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی اور اساسی مقام دیا جاتا۔ نیز لغۃ التدریس یا ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے بھی اردو وغیرہ کے ہمراہ ہر سطح پر اس کی نشر واشاعت کی جاتی مگر عربی زبان' قرآن وحدیث نیز فقہ وتاریخ اسلامی کے عربی سرمایہ کو نظام تعلیم میں کوئی ٹھوس اور بنیادی مقام حاصل نہ ہوا' بلکہ انگریز کے رائج کردہ تعلیمی ڈھانچہ پر بطور مجموعی اکتفا کر لیا گیا۔ پورے نظام تعلیم کی عربی زبان وعلوم کی اساس پر تشکیل تو تو کجا' اردو' سندھی' بنگلہ اور انگریزی وغیرہ ذریعہ ہائی تعلیم کے سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کو لازمی مضمون کی حیثیت بھی حاصل نہ ہو سکی۔ مزید براں قومی وتعلیمی سطح پر اردو اور بنگلہ زبان وخط کے حوالہ سے دو مختلف ومتضاد لسانی' ثقافتی اور جغرافیائی دھاروں کی کشمکش نے بھی عربی زبان وعلوم کی دینی، تعلیمی اور قومی حیثیت کے بارے میں غور وفکر کا غالباً زیادہ موقع ہی نہ دیا۔ اس سلسلے میں عربی زبان وخط اور علوم نقلیہ کے دفاع واشاعت کے لئے جو آوازیں اٹھتی بھی رہیں، وہ نقار خانے میں طوطی کی آواز اور صدا بہ صحرا ثابت ہوئیں۔

تاہم دسمبر ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور ''بنگلہ دیش'' کے قیام کے بعد پاکستان میں ''اردو بنگلہ کشمکش'' کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ نیز پاکستان جغرافیائی وثقافتی لحاظ سے شرق اوسط سے زیادہ مربوط ومنسلک ہوگیا اور عربی زبان وخط کی قومی، جغرافیائی اور ثقافتی اہمیت کئی گنا زیادہ ہوگئی۔ چنانچہ بعدازاں پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں عربی زبان، قرآن مجید اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا جو ذکر کیا گیا' اس سلسلے میں مشہور عرب مصنف ومفکر دکتور احسان حقی ''دستور پاکستان'' کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علی الدولة أن تبذل کل جهودها فی سبیل مسلمی باکستان:—

(أ) بأن تجعل القرآن الکریم والعلوم الإسلامیة إجباریة ، وأن تشجع علی تعلم اللغة العربیة و تسهلها، و أن تساعد علی طبع الکتب القیمة ، و علی نشر القرآن الکریم.''(۱۷)

ترجمہ: ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانان پاکستان کے سلسلے میں اپنی تمام تر مساعی اس بات میں صرف کرے کہ:-

(ا) قرآن کریم اور علوم اسلامیہ کی تعلیم لازمی قرار دے۔
اور یہ کہ عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی اور اس کے لئے سہولتیں فراہم کرے۔
نیز اہم کتابیں شائع کرنے اور قرآن کریم کی نشر و اشاعت میں مدد دے۔

چنانچہ قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم، اسلامیات کو میٹرک پھر بی۔اے تک لازمی قرار دینے اور ''مراکز قومیہ'' (نیشنل سنٹرز) میں عربی بول چال کی تدریس وغیرہ کے اقدامات وقتاً فوقتاً کیے گئے، مگر اس حوصلہ افزائی کے باوجود عربی زبان کو نظام تعلیم میں کوئی اساسی مقام نہ ملا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ علمی' دینی' جغرافیائی' ثقافتی' قومی اور عالمی حوالوں سے عربی زبان کی اہمیت نیز شرق اوسط وافریقہ کے مسلم عرب ممالک سے رابطہ ووابستگی کا احساس بتدریج زیادہ ہونے لگا۔ اور عربی زبان کو مختلف سطحوں پر لازمی قرار دینے نیز قومی سطح پر دینی و ثقافتی حوالوں سے اہم مقام دینے کی سوچ آگے بڑھنے لگی۔

پاکستان کے جدید نظام تعلیم میں اردو، انگریزی اور مقامی ذریعہ تعلیم کی بحث سے قطع نظر سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی مجموعی صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے اسے درج ذیل مدارج میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:-

اللغة العربية فی التعلیم الابتدائی

(پرائمری تعلیم میں عربی زبان)

پاکستان میں ابتدائی تعلیم پانچ جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اس پنج سالہ پرائمری تعلیم میں عربی زبان لازمی یا اختیاری کسی بھی حوالے سے موجود نہیں۔ گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے حوالے سے بعض ابتدائی جماعتوں میں بھی ''تعلیم القرآن'' کا جزوی انتظام کیا جاتا رہا ہے، مگر یہ سلسلہ بھی غیر مربوط اور غیر منظم ہے۔

بطور مجموعی ''وزارت تعلیم'' کے بعض حوصلہ افزا اقدامات کے باوجود گزشتہ پچاس برس سے زائد عرصہ میں عربی زبان کو قرآن مجید کے حوالے سے یا براہ راست بطور زبان کسی مقام کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ اور ایک پرائمری پاس پاکستانی طالب علم ''اسلامیات'' پڑھنے کے باوجود نہ تو عربی زبان کے مبادیات سے واقف ہوتا ہے اور نہ ہی قرآن مجید کی عبارت کی صحیح قرأت اور اس کے الفاظ کے سادہ مفہوم کو بلا ترجمہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ماضی قریب میں مختلف ماہرین تعلیم نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ پرائمری کی پانچ جماعتوں میں قرآن اور ''لسان القرآن'' پر مشتمل ایک آسان اور مشترک ابتدائی نصاب رائج کر دیا جائے جو بعد ازاں ثانوی تعلیم میں عربی دانی اور قرآن فہمی کی مشترکہ اساس بن سکے۔

عالم اسلام میں عربی کی روز افزوں دینی و مجموعی اہمیت کے پیش نظر اس بات کا امکان موجود ہے کہ مستقبل میں وزارت تعلیم کی جانب سے اس قسم کا نصاب نافذ کر دیا جائے یا الگ سے عربی زبان کی تعلیم اول جماعت سے لازم قرار دے دی جائے۔ واللہ الموفق۔(۱۸)

اللغة العربية فی التعلیم الثانوی

(ثانوی تعلیم میں عربی زبان)

پاکستان میں ثانوی تعلیم چھٹی سے دسویں جماعت تک پانچ سالوں پر مشتمل ہے اور بعدازاں ''ثانویہ علیا'' (ہائر سیکنڈری یا انٹرمیڈیٹ) کی دو سالہ تعلیم ہے۔ ان تمام جماعتوں میں قیام پاکستان سے پہلے اور بعدازاں عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت نہیں دی گئی۔ تاہم چھٹی، ساتویں، آٹھویں یعنی ''صفوف وسطی'' (مڈل کلاسز) میں عربی زبان کو فارسی وغیرہ کے ہمراہ طویل عرصہ تک اختیاری مضمون کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ نیز میٹرک اور ایف۔ اے میں آداب (آرٹس) کے طلبہ کے لئے دیگر بہت سے مضامین کی طرح عربی کو بھی اختیاری مضمون کی حیثیت اب تک حاصل ہے۔

ثانوی تعلیم کے سات سالوں میں عربی زبان کو وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لئے پاکستان کی مرکزی وزارت تعلیم نے ۱۹۸۲ء میں وہ فیصلہ کن قدم اٹھایا جو ۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے کے تجویز کردہ نظام تعلیم کے نفاذ کے بعد برصغیر پاک و ہند کی مسلم تاریخ میں بالعموم اور ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کی تاریخ میں بالخصوص ایک منفرد اور قابل تعریف لسانی اقدام قرار دیا جاسکتا ہے۔ دکتور محمود عبداللہ اس فیصلہ کی تفصیل درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> ''صدر القرار الرئاسي القاضي بجعل اللغه العربية مادة أساسية في جميع مدارس الباكستان إبتداء من الصف السادس إلى الصف الثاني عشر. و ينفذ هذا القرار من ابريل ۱۹۸۲ءم.''(۱۹)

ترجمہ: وہ صدارتی حکم جاری ہوا جس کی رو سے عربی زبان پاکستان کے تمام سکولوں میں چھٹی سے بارہویں جماعت تک لازمی مضمون قرار دے دی گئی ہے۔اس فیصلہ کا نفاذ اپریل ۱۹۸۲ء سے ہوگا۔

اس اقدام کے نتیجے میں عربی زبان کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چھٹی سے بارہویں جماعت تک تمام مراحل تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہوگئی۔اس کے بعد مرکزی وزارت تعلیم کی جانب سے چھٹی سے دسویں جماعت تک فی الفور عربی کی درجہ بدرجہ لازمی تعلیم اور بعدازاں اس سلسلہ کو ثانویہ علیا (انٹرمیڈیٹ) تک بڑھانے کا باقاعدہ اعلان کردیا گیا۔۱۹۸۲ء میں شروع ہونے والے تعلیمی سال سے لازمی عربی کی تدریس کا سلسلہ اسلام آباد سے شروع ہوا اور پھر بتدریج ملک بھر کے سرکاری ''مدارس ثانویہ'' میں عربی زبان چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت میں لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جانے لگی۔تاہم آٹھویں جماعت کے بعد یہ سلسلہ عملاً ابتدا ہی سے منقطع ہے۔نویں اور دسویں جماعت میں عربی کی لازمی تدریس کے لئے نہ تو کتب شائع کروائی گئیں اور نہ ہی اساتذہ کے حوالے سے کوئی خصوصی اہتمام کیا گیا اور ظاہر ہے گیارہویں، بارہویں جماعت کا نمبر تو اس کے بعد ہی آسکتا تھا۔

اس صورتحال کی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں، بہر حال تمام تر رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود اس بات کا پورا پورا امکان ہے کہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ میں بھی عربی کو حسب فیصلہ غیر سرکاری سکولوں سمیت ہر جگہ آخرکار لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہوجائے گی کیونکہ دینی، جغرافیائی، ثقافتی، قومی، لسانی، عالمی اور دیگر حوالوں سے عربی زبان پاکستان کے لئے ماضی کی نسبت بدرجہا زیادہ اہمیت اختیار کرچکی ہے اور جتنا جلد اس پر عمل کیا جائے، اتنا ہی ہماری مختلف النوع ضروریات کے حوالے سے بہتر اور مفید ہوگا۔اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنوبی ایشیا میں مالدیپ سے افریقہ میں سینیگال تک اکثر

مسلم ممالک میں عربی کی لازمی تدریس کے سلسلے میں مختلف اقدامات کیے جا چکے ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔(۲۰)

اسی سلسلہ میں یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ ۱۹۹۹ء میں پاکستان کی ''مرکزی وزارت تعلیم'' نے پہلی سے دسویں جماعت تک قرآن مجید کی لازمی تدریس کا جو جدید نصاب نافذ کیا، اس میں چھٹی سے دسویں جماعت تک قرآنی سورتوں کے ترجمہ کے ہمراہ عربی قواعد کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اس اقدام سے تلاوت و ترجمہ قرآن میں مہارت کے ساتھ ساتھ قرآنی عربی سیکھنے میں بڑی مدد ملے گی اور اگر لسان قرآن کے اس سلسلہ کو آسان تر نصاب کی صورت میں پہلی جماعت سے ہی قرآنی تعلیم کے ساتھ مربوط کر دیا جائے تو مزید مؤثر اور فیصلہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

اللغة العربية فى التعليم الجامعی
(جامعی تعلیم میں عربی زبان)

مرحلة الليسانس (بی .اے)
عربی بحیثیت اختیاری مضمون

ڈگری کی سطح پر آداب (آرٹس) کے طلبہ کے لئے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد عربی زبان اختیاری مضمون کی حیثیت سے دیگر لاتعداد مضامین کے ہمراہ موجود چلی آرہی ہے۔ علاوہ ازیں اضافی (آپشنل/ایڈیشنل) ایڈیشنل مضمون کی حیثیت سے بھی دیگر بہت سے مضامین کے ہمراہ موجود ہے۔

عربی بحیثیت لازمی مضمون

ا- ''جامعہ آزاد جموں وکشمیر'' مظفر آباد کی جانب سے کئی برس پہلے ڈگری کی سطح پر علوم وآداب (سائنس اور آرٹس) ہر قسم کے طلبہ کے لئے عربی زبان کو لازمی مضمون قرار دیا جاچکا ہے۔ اس طرح اب آزاد کشمیر کے تعلیمی اداروں میں عربی زبان چھٹی جماعت سے بی .اے تک مختلف سطحوں پر لازمی ہے۔ ڈگری کلاسوں میں عربی کو لازمی مضمون قرار دینا پاکستان بھر کی جامعات اور ان کی ''مجالس علمیہ'' (اکیڈیمک کونسلز) کے لئے ایک قابل توجہ اور قابل تقلید مثال ہے کیونکہ عربی کی دینی و عالمی اہمیت کے علاوہ عرب و مسلم دنیا سے ان جامعات کے بڑھتے ہوئے تعلیمی، تحقیقی اور ثقافتی روابط نیز اردو میں سائنسی و علمی اصطلاح سازی کا عمل، جامعی سطح پر سہل اور جدید اسلوب پر مبنی عربی کی لازمی تدریس کے متقاضی ہیں۔

۲-عربی کی لازمی تعلیم کی ایک اور انتہائی اہم مثال نومبر ۱۹۸۰ء میں قائم شدہ ''الجامعة الاسلامية العالمية'' اسلام آباد (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) کی ہے۔ جہاں ڈگری کی سطح پر قانون، اقتصاد، دعوۃ، اصول الدین سمیت ہر کلیہ (فیکلٹی) میں عربی زبان لازمی مضمون ہے اور انگریزی کے ہمراہ ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ عربی زبان کی تدریس کا معیار اعلیٰ اور منفرد ہے۔ عربی کی تدریس کے سلسلے میں اس جامعہ کی مثال تمام جامعات کے لئے قابل توجہ و تقلید ہے۔

۳- ڈگری کی سطح پر عربی کی لازمی تدریس کی ایک اور اہم مثال " مرکز الشیخ زاید الإسلامی" (جامعہ پنجاب، کراچی، پشاور) کا بی اے آنرز پروگرام ہے۔ جس میں عربی نہ صرف لازمی مضمون بلکہ (اردو/انگریزی کے ہمراہ) ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ (۲۱)

اس طرح عربی زبان پاکستان کے نظام تعلیم میں بطور مجموعی اب ڈگری کی سطح پر اختیاری اور لازمی دونوں صورتوں میں موجود ہے اور یہ بات خارج ازمکان نہیں کہ آخرکار اسے ملک بھر میں ڈگری کی سطح پر تمام جامعات میں لازمی مضمون کی حیثیت دے دی جائے۔

مرحلة الماجستير (ایم . اے)

عربی بحیثیت لازمی مضمون

" الجامعة الإسلامية العالمية " (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) اسلام آباد کا (بی۔اے) کے بعد انٹرمیڈیٹ چار سالہ ہے اور اس میں عربی لازمی ہونے کے ساتھ ساتھ لغة التدریس یعنی ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ ایم۔اے کی سطح پر پاکستان میں یہ واحد سرکاری جامعہ ہے جس میں عربی زبان چودہ سالہ تعلیم کے بعد بھی اعلیٰ تعلیم کے ہر شعبہ میں لازمی ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے۔(۲۲)

عربی بحیثیت اختیاری مضمون (ایم . اے)

قیام پاکستان کے بعد ''شعبہ عربی'' کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج) ملک بھر میں واحد شعبہ عربی تھا۔ ۱۸۷۰ء میں ''اورینٹل کالج'' کے قیام کے ساتھ ہی اس میں ''شعبہ سنسکرت'' کے ہمراہ ''شعبہ عربی'' قائم ہو چکا تھا جس میں ''فاضل عربی'' وغیرہ کی کلاسوں کا اجراء ہوا۔ ۱۸۸۸ء میں ایم۔اے عربی کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا۔ اس طرح گزشتہ ایک صدی میں ''شعبہ عربی، جامعہ پنجاب'' کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ نہ صرف جامعہ پنجاب' بلکہ پاکستان بھر کی جامعات میں قائم شدہ تمام شعبہ جات میں (بشمول شعبہ ہای عربی) اولین اور قدیم ترین ہے۔ اس طرح خطہ پاکستان کی جامعی تعلیم کی ابتداء عربی زبان سے ہوئی۔ حسن اتفاق سے عربی زبان کا پاکستان سے اس حوالے سے بھی بڑا منفرد اور اساسی تعلق قرار پاتا ہے۔

اس شعبہ سے گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ میں ہزاروں افراد ایم۔اے عربی

کی ڈگری لے کر نکلے ہیں۔اس شعبہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے والے پاکستانی اور غیر ملکی طلبہ کی تعداد بھی کئی سو ہے اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ نیز ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی عربی سمیت پوسٹ گریجوایٹ سطح کے تمام مراحل میں عربی زبان کو سو فیصد ذریعہ تعلیم و تحقیق و امتحانات کی حیثیت دی جا چکی ہے۔(۲۳)

''جامعہ پنجاب'' کے علاوہ قیام پاکستان کے بعد ملک کے مختلف مقامات پر یکے بعد دیگرے قائم ہونے والی جامعات میں بھی شعبہ ہای عربی قائم کیے گئے ہیں۔مثلاً ''جامعہ کراچی'' ، ''جامعہ سندھ''جام شورو، ''جامعہ پشاور''، ''اسلامیہ یونیورسٹی'' بھاولپور، ''جامعہ بھاء الدین زکریا'' ملتان، ''جامعہ گومل'' ڈیرہ اسماعیل خان ، وغیرہ.

''جامعہ بلوچستان'' کوئٹہ اور ''جامعہ آزاد جموں و کشمیر'' مظفر آباد وغیرہ میں شعبہ ہای علوم اسلامیہ قائم کیے جا چکے ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ بالآخر شعبہ عربی بھی ان جامعات میں قائم ہو جائیں گے۔

ان تمام جامعات سے طلبہ کی کثیر تعداد ہر سال فارغ التحصیل ہوتی ہے اور ملک بھر میں عربی زبان کی تدریس و ترویج میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ''جامعہ پنجاب'' سمیت مختلف پاکستانی جامعات کے ''شعبہ ہای علوم اسلامیہ'' میں ایم اے وغیرہ کی سطح پر عربی زبان لازمی تعلیمی مضمون ہے اور بعض دیگر مراحل تعلیم میں بھی عربی کو اہم (لازمی/اختیاری) مضمون کی حیثیت حاصل ہے۔

نیز مختلف جامعات بالخصوص جامعہ پنجاب میں شعبہ فارسی ، اردو ، پنجابی ، کشمیریات وغیرہ کے تحت ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی مختلف سطحوں پر ''عربی زبان و قواعد کی لازمی/اختیاری تعلیم کو روز افزوں اہمیت دی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں کئی اقدامات کیے جا چکے ہیں (مثلاً جامعہ پنجاب، لاہور میں پی ایچ ڈی اردو، پی ایچ ڈی

پنجابی، ایم فل فارسی، اور ایم اے کشمیریات کے نصابات میں عربی زبان کی لازمی تدریس وغیرہ) ۔(۲۴)

عربی زبان کی دینی، ثقافتی اور عالمی حوالوں سے روز افزوں اہمیت کا مزید اندازہ مختلف اداروں اور تنظیموں کے درج تعلیمی اقدامات سے بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے:۔

۱- جامعة العلامة إقبال المفتوحة (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) اسلام آباد میں ایم اے اردو کے نصاب میں عربی زبان کا لازمی پرچہ (سونمبر)۔

نیز ایم اے فارسی، جامعہ پنجاب لاہور کے مجوزہ نئے نصاب میں عربی زبان کا لازمی پرچہ (سونمبر)۔

۲- ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب لاہور کے ایم اے "تعلیم اسلامی" (Islamic Education) میں عربی زبان کی بعض سمسٹروں میں لازمی تدریس۔

۳- جامعہ پنجاب، لاہور کے "كلية علم الحاسوب الآلي" (College of Computer Science) میں بی سی ایس کے نصابات میں جدید عربی زبان کی تدریس۔

۴- جامعہ پنجاب، لاہور کے "معهد الإدارة العامة" (Institute of Public Administration) میں بی اے آنرز کے نصابات میں عربی و فرانسیسی میں سے کوئی ایک زبان پڑھنے کا اختیار۔

۵- معهد الإدارة و التكنولوجيا، لاهور (I.L.M. سابقہ: Institute of Management & Technology) میں ایم بی اے کی سطح پر عربی، فرانسیسی، جرمن اور چینی زبانوں کی اختیاری تدریس۔

۶- جامعة الكلية الحكومية ،لاهور (Government College University) میں گریجوایشن تک عربی کی اختیاری تدریس کے علاوہ ''شعبہ فارسی'' وغیرہ میں پوسٹ گریجوایٹ کی سطح پر عربی قواعدو زبان کی تدریس۔

۷-جامعة لاهور للعلوم الإدارية ،لاهور
(Lahore Uinversity of Managment Sciences)
میں گریجوایشن وغیرہ کی سطح پر عربی، فارسی اور دیگر جدید زبانوں کی اختیاری تدریس۔

۸- شعبه عربی ،جامعه پنجاب کے تحت عربی کے سرٹیفیکیٹ اور ڈپلوما کورسز .نیز "کلیه شرقیه جامعه پنجاب" (Punjab University Oriental College) کے اساتذہ و محققین کے لیے لسانیاتی حوالوں سے عربی زبان کی ہفتہ وار تدریس کا انتظام اور حرم القائد الأعظم (قائداعظم کیمپس) میں اساتذہ جامعہ پنجاب کے لیے عربی زبان کی ہفتہ وار تدریس کا انتظام۔

۹-مرکز الشیخ زاید الإسلامی و شعبه مساجد جامعه پنجاب ، کے زیراہتمام عربی سرٹیفکیٹ اور ڈپلوما کورسز۔

۱۰- " فهم القرآن انسٹیٹوٹ" لاهور ، " اسلامی جمعیت طالبات" پاکستان ، " اداره منهاج القرآن " لاهور، "قرآن هاؤس" اسلام آباد اور دیگر دینی وثقافتی تنظیموں کی جانب سے پاکستان کے مختلف مقامات پر اپنے ارکان وکارکنان و دیگر افراد کے لیے قرآنی عربی کی تدریس کا وسیع تر انتظام۔ نیز ''دار العروبة للدعوة الإسلامية '' منصورہ جیسے اداروں کی قومی و عالمی عربی خدمات۔ وعلی هذا القياس. (۴۵)

عربی نصابات کی تجدید

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مختلف جامعات کے تحت مختلف سطحوں کے نصابات میں اب عربی زبان کی جدید انداز میں تدریس اور عربی کو بطور مکمل ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کا اہتمام بھی روز افزوں ہے۔ چنانچہ شعبہ عربی جامعہ پنجاب نے سن ۲۰۰۲ء سے بی اے کی سطح پر عربی قواعد وادب کے دو اختیاری پرچوں کے بجائے " اللغة العربية " و "الأدب العربی" کے نام سے جدید نصابات نافذ کئے ہیں اور بی اے عربی اضافی (آپشنل) کے لیے بھی " اللسان العربی " کے نام سے نیا نصاب نافذ کیا ہے۔ نیز ایم اے عربی کی سطح پر بھی زبان وادب کے توازن اور سو فیصد عربی ذریعہ تعلیم پر مبنی نئے نصابات نافذ کیے ہیں اور دیگر پاکستانی جامعات بھی بتدریج اسی راہ پر گامزن ہیں۔

چنانچہ "یونیورسٹی گرانٹس کمیشن" اسلام آباد (موجودہ ہائر ایجوکیشن کمیشن) کے زیر اہتمام پاکستان بھر کی جامعات کے صدور شعبہ ہای عربی کے سہ روزہ اجلاس بسلسلہ عربی نصابات منعقدہ اسلام آباد (۳۰ ستمبر، ۱، ۲، اکتوبر ۲۰۰۲ء) میں بی اے عربی اختیاری و اضافی کی سطح پر نہ صرف بالترتیب " اللغة العربية" و " الأدب العربی " اور "اللسان العربی" کے زیر عنوان نئے نصابات کی متفقہ سفارش کی گئی، بلکہ ایم اے عربی سال اول و دوم کے نصابات کے سلسلہ میں بھی جامعہ پنجاب کے جدید نصابات اور دیگر مختلف جامعات کے نصابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قومی سطح پر حتی الامکان نصابات کے عنوانات و تفاصیل میں یکسانیت پیدا کرنے کے سلسلہ میں متفقہ سفارشات بھی منظور کی گئیں۔

نیز متفقہ طور پر سفارش کی گئی کہ پوسٹ گریجوایٹ سطح کے تمام تعلیمی مراحل (ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی عربی وغیرہ) میں ملک بھر میں عربی زبان کو سو فیصد ذریعہ تعلیم

وامتحانات کے طور پر اختیار کیا جائے۔ (جیسا کہ ''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی'' ''نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز'' ''علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی'' اسلام آباد، جامعہ پنجاب لاہور، جامعہ بہاء الدین زکریا ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سمیت اکثر جامعات میں پہلے ہی کیا جا چکا ہے)۔

نیز سفارش کی گئی کہ اسلامیات کی ہر سطح کی تعلیم میں بالعموم اور اعلیٰ تعلیم میں بالخصوص عربی زبان کو بنیادی حیثیت دی جائے۔ علاوہ ازیں چونکہ اردو، فارسی اور پاکستان کی علاقائی زبانوں کا رسم الخط اور وسیع ذخیرہ الفاظ و اصطلاحات عربی سے ماخوذ ہے، لہذا ان کی مختلف سطحوں کی تعلیم میں بالعموم اور پوسٹ گریجوایٹ سطح کی تعلیم میں بالخصوص عربی قواعد ولغت کی تعلیم کو شامل کیا جائے۔

مزید سفارش کی گئی کہ جس طرح ''ماڈل دینی مدارس'' کے مجوزہ سرکاری نصاب (۲۰۰۲ء) میں عربی، اردو، انگریزی تینوں زبانوں کی تعلیم وتدریس لازمی قرار دی جا چکی ہے، نیز مختلف تعلیمی سطحوں پر ان تینوں زبانوں کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت بھی دی گئی ہے، اسی طرح پاکستانی نظام تعلیم کی یکسانیت کا عمل متقاضی ہے کہ عمومی نظام تعلیم میں بھی سرکاری وغیر سرکاری تمام قسم کے تعلیمی اداروں میں ابتدائی وثانوی اور جامعی سطح پر عربی، اردو، انگریزی تینوں زبانوں کی بیک وقت لازمی تدریس کا انتظام کیا جائے اور عربی زبان کو بھی اردو، انگریزی کے ہمراہ بطور عمومی ذریعہ تعلیم (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد وغیرہ کی طرح) فروغ دیا جائے۔ (۲۶)

ان تمام اشارات سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عربی زبان، علمی ودینی، لسانی وثقافتی اور قومی وعالمی مختلف حوالوں سے پاکستان میں مسلسل فروغ پذیر ہے اور اردو، انگریزی کے ہمراہ ہر تعلیمی سطح پر بطور لازمی زبان وذریعہ تعلیم سہ لسانی مربوط پاکستانی نظام تعلیم کی تشکیل کے لیے ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔

شعبہ ھای عربی

جامعات اسلام آباد

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں قائم شدہ تین مختلف النوع مگر انتہائی اہم جامعات میں سے ہر ایک میں شعبہ عربی بڑے منفرد انداز میں قائم ہے اوران میں سے ہر شعبہ،عربی زبان کی ترویج واشاعت میں انتہائی اہم اور مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔

''قائداعظم یونیورسٹی''،''علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی'' اور''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ''اسلام آباد سے وابستہ ان تینوں شعبوں کا مختصر اور خصوصی تذکرہ بالترتیب درج ذیل ہے:۔

ا — قسم اللغة العربية

جامعة اللغات الحديثة القومية ، إسلام آباد

(شعبہ عربی،''نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز''،اسلام آباد)

''نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز''، جدید اور زندہ زبانوں کی جدید طریق تدریس کے ذریعے تعلیم دینے کی خاطر قائم کیا گیا اور خودمختار ہونے کے ساتھ ساتھ''جامعہ قائداعظم'' سے منسلک رہا ہے۔اس کی اسناد اسی جامعہ کی جانب سے جاری کی جاتی رہی ہیں۔سن ۲۰۰۱ء میں اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

اس ادارے میں ایک مکمل''شعبہ عربی'' بھی قائم ہے جس میں ایم۔اے کے علاوہ ڈپلومہ کورسز بھی ہوتے ہیں۔ نیز اب''پی ایچ ڈی''عربی کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا ہے۔

یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والا ہر فرد ایم۔اے عربی کے بعد عربی تحریر و تکلم پر قادر ہوتا ہے۔اس شعبہ کا اسلوب ونصاب تدریس عربی زبان سکھانے کے سلسلے میں انتہائی مؤثر اور قابل استفادہ ہے۔یہ ادارہ''جولائی ۱۹۷۰ء میں قائم ہوا۔(۲۷)

۲- قسم اللغة العربية

جامعة العلامة اقبال المفتوحة، إسلام آباد

(شعبہ عربی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد)

یہ جامعہ ۱۹۷۴ء میں "جامعة الشعب المفتوحة" (پیپلز اوپن یونیورسٹی) کے نام سے قائم کی گئی۔ اور ۱۹۷۷ء میں اس کا نام بدل کر "جامعة العلامة اقبال المفتوحة" (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) رکھ دیا گیا۔ اس جامعہ کا بنیادی مقصد مراسلت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوامی سطح پر ملک بھر میں تعلیم کو عام کرنا ہے اور اس کے قیام کی ابتداء ہی سے اس میں شعبہ عربی اور عربی زبان کی تدریس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس جامعہ میں تدریسی مراحل تین اقسام پر مشتمل ہیں:-

(الف) فصول مفتوحة (اوپن کلاسز) بذریعہ مراسلت، ریڈیو اور ٹیلی ویژن۔

(ب) فصول منظمة (باقاعدہ کلاسز) جن میں عرب و پاکستانی اساتذہ وطلبہ بلاواسطہ آمنے سامنے موجود ہوتے ہیں۔

(ج) تدريب المعلمين (ٹیچرز ٹریننگ)۔

۱۹۷۵ء سے "المنظمة العربية للتربية والعلوم و لثقافة" (A.L.E.S.C.O) نے اس جامعہ کے ساتھ قریبی تعاون کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس سلسلے میں اقدامات شروع کئے۔ بعد ازاں ۱۹۸۲ء میں عربی زبان کو چھٹی سے بارھویں جماعت تک لازمی قرار دینے کا صدارتی حکم جاری ہوا تو اس تعاون میں مزید پیش رفت ہوئی اور سکولوں کے اساتذہ کی تربیت کے لئے وسیع پیمانے پر پروگرام مرتب کیا گیا۔

جس پر کئی سال عملدر آمد کے نتیجے میں کثیر تعداد میں اساتذہ نے تربیت حاصل ۔اس طرح یہ جامعہ عربی زبان کی ذرائع ابلاغ کے ذریعے نیز براہ راست ترویج واشاعت اور اساتذہ کی تربیت کے سلسلے میں بڑا اہم اور وسیع تر کردار ادا کر رہی ہے۔(۲۸)

۳– قسم اللغة العربية

الجامعة الاسلامية العالمية، إسلام آباد

(شعبہ عربی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد)

الجامعة الاسلامية العالمية، اسلام آباد نومبر ۱۹۸۰ء میں "جامعة الملک عبدالعزیز" جدہ کے تعاون سے اعلی سطح پر عربی، اسلامی اور دیگر علوم کی ترویج کے لئے قائم کی گئی جس میں عرب اساتذہ کی کثیر تعداد بھی موجود ہے۔

اس کے شعبہ عربی میں عربی زبان وادب کی تدریس عربی ذریعہ تدریس کے توسط سے مستحکم اور جامع بنیادوں پر کی جارہی ہے۔ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ عربی زبان میں تحریر وتکلم، فہم وقرأت وغیرہ پر عمدہ قدرت رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و آداب عربیہ سے بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں اور یہ شعبہ اپنے عالمی معیار تدریس کے حوالہ سے عالم عربی کی جامعات کے شعبہ ہای عربی سے بہت حد تک مشابہت رکھتا ہے۔اس لحاظ سے اسے ملک بھر کے شعبوں میں بڑی انفرادیت حاصل ہے اور مستقبل میں اس شعبے سے پاکستان میں عربی زبان وعلوم کی تدریس وترویج کے سلسلے میں بڑی توقعات وابستہ ہیں۔(۲۹)

اللغة اللعربية كلغة التدريس

(عربی بحیثیت ذریعہ تعلیم)

پاکستان میں عربی زبان ہزاروں مدارس عربیہ اسلامیہ میں درس وتدریس کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ابتدائی تعلیم سے "شهادة العالميه" یعنی ایم۔اے کی سطح تک ان تعلیمی اداروں میں کسی نہ کسی شکل میں عربی یا عربی - اردو مخلوط ذریعہ تعلیم رائج ہے۔اور یہی صورتحال امتحانات کی بھی ہے۔

تاہم مغربی نظام تعلیم پر مبنی تعلیمی اداروں میں عربی زبان کو ذریعہ تعلیم وامتحان کی حیثیت صرف محدود سطح پر حاصل ہے۔مثلاً عربی و اسلامیات کے مضامین کے لئے بی۔اے، ایم۔اے اور پی ایچ ڈی وغیرہ کی سطح پر عربی کو ذریعہ تعلیم وامتحانات بنانے کی مختلف جامعات میں اجازت ہے۔نیز استثنائی حالات میں بعض دیگر مضامین کے لئے بھی اس کی اجازت مل سکتی ہے، مگر لغة التدريس یا ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے عربی زبان کو پاکستان میں فیصلہ کن اور وسیع تر حیثیت نومبر ۱۹۸۰ء میں "انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد" کے قیام کے بعد حاصل ہوئی ہے جہاں قانون، اقتصاد، دعوۃ ، اصول الدین وغیرہ تمام کلیات (Faculties) اور شعبہ جات میں عربی زبان لازمی مضمون نیز انگریزی کے ہمراہ ہر سطح پر ذریعہ تعلیم بھی ہے۔

چنانچہ بطور مجموعی یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مدارس دینیہ اور سرکاری تعلیمی اداروں ، کلیات و جامعات کے حوالے سے عربی بطور "لغة التدريس" متفرق صورتوں میں عرصہ دراز سے موجود ہے۔اور عربی کی روزافزوں دینی، لسانیاتی، عالمی اور جغرافیائی اہمیت نیز عرب و مسلم ممالک سے گہرے تعلیمی و ثقافتی تعلقات کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ اردو کے ساتھ ساتھ عربی کو بھی ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم کے تمام مدارج میں ذریعہ تعلیم وامتحانات بنانے کی اجازت دے دی جائے اور اسلام آباد کی "انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی" کے قیام سے اس کی اعلیٰ و مؤثر ابتداء ہو چکی ہے۔(۳۰)

''مرکز الشیخ زاید الإسلامی''

Shaikh Zayed Islamic Centre

(جامعہ پنجاب، جامعہ پشاور، جامعہ کراچی)

''متحدہ عرب امارات کے صدر عزت مآب شیخ زاید بن سلطان آل نھیان اور سابق وزیراعظم پاکستان (۱۹۷۲ء۔۱۹۷۷ء) جناب ذوالفقار علی بھٹو (م۴، اپریل ۱۹۷۹ء) کے مابین مذاکرات کے نتیجے میں شیخ زاید کی جانب سے ''جامعہ پنجاب'' لاہور ''جامعہ پشاور'' اور ''جامعہ کراچی'' میں تین عظیم الشان ''اسلامک سینٹر'' اعلیٰ عربی اسلامی تعلیم کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ جنہیں ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ حکومت پاکستان کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ اس فراخدلانہ مالی و تعلیمی تعاون پر اظہار تشکر کے طور پر ہر مرکز کا نام ''مرکز الشیخ زاید الإسلامی'' رکھا گیا۔(جامعہ پنجاب کے ''مرکز الشیخ زاید ''میں بی اے آنرز کی کلاسوں کا آغاز ۱۹۹۰ء میں ہوا)۔

ان تینوں عظیم الشان ''اسلامی مراکز'' میں بی۔اے آنرز کے تین سالہ کورس میں عربی زبان کو انگریزی کے ہمراہ لازمی تعلیمی مضمون اور ذریعہ تعلیم کی حیثیت حاصل ہے۔ نیز ایم۔اے اور ایم فل سمیت ہر پوسٹ گریجوایٹ سطح پر بھی عربی زبان کو انگریزی کے ہمراہ بنیادی اہمیت و حیثیت حاصل ہے۔

جامعہ پشاور اور جامعہ کراچی میں ''شیخ زاید اسلامک سنٹر'' کی عمارت میں شعبہ ہای عربی و علوم اسلامیہ منتقل ہو چکے ہیں۔ جبکہ جامعہ پنجاب، لاہور میں ''شعبہ علوم اسلامیہ'' اس عمارت میں موجود ہے اور سنٹر کی جانب سے مستقل بالذات ایم۔اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کا باقاعدہ پروگرام بھی شروع کیا جا چکا ہے۔ اس طرح یہ ''اسلامک سنٹرز'' گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ سطح پر عربی زبان کی بحیثیت لازمی مضمون تدریس' نیز ذریعہ تعلیم و تحقیق کی حیثیت سے عربی کے فروغ میں مؤثر و وسیع تر کردار ادا کر رہے ہیں اور پاکستان میں عربی زبان و علوم اسلام کے فروغ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہوئے خصوصی تذکرہ و تشکر کے مستحق ہیں۔(۳۱)

المجلات والجرائد العربية في باكستان

پاکستان میں عربی مجلّات وجرائد

پاکستان میں عربی زبان وعلوم کی مختلف مراحل تعلیم میں تدریس وترویج کے ساتھ ساتھ مختلف علمی وتحقیقی، کلی یا جزوی، عربی مجلّات کی اشاعت بھی روز افزوں اور مختلف سطحوں پر عربی زبان کی ترویج وتقویت کا باعث ہے۔ ان میں سے اکثر کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:-

۱ . "مجلة الكلية الشرقيه"

جامعة بنجاب، لاهور ، باكستان.

العدد الأول: ١٩٢٥م

"ORIENTAL COLLEGE MAGAZINE"

Punjab University Oriental College,

Lahore, Pakistan.

یہ سہ ماہی مجلّہ پاکستان کا قدیم ترین تحقیقی مجلّہ ہے۔ کلیہ شرقیہ جامعہ پنجاب (پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج) لاہور کے اس عالمی شہرت یافتہ تحقیقی مجلّہ میں عربی مقالات کی کثیر تعداد کے ساتھ ساتھ فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی کے مقالات بھی شائع کئے جاتے ہیں۔

٢ - مجلـة "الدراسات الإسلاميـة"

مجمع البحوث الإسلامية،

الجامعة الإسلامية العالمية،

إسلام آباد، باكستان.

(ربع سنوية . العدد الأول : ١٩٦٦م)

"AL- DIRASAT AL-ISLAMIYYAH"

Islamic Research Institute,

International Islamic University,

Islamabad, Pakistan.

٣– مجلة "الأحبـاء"

أحباء العالم الإسلامي، لاهور، باكستان

عربي . انجليزي، ربع سنوية

العدد الأول: ربيع الثاني ١٣٨٩هـ/١٩٦٩م

"AL-AHIBBA"

Friends of the Muslim world,

Lahore, Pakistan.

۴. مجلـة "تحقيق"

كلية علوم اسلامية و شرقية،

جامعة بنجاب، لاهور، باكستان

MAJALLAH "TAHQIQ"

Faculty of Islamic & Oriental Leraning,

University of the Punjab,

Lahore, Pakistan.

۵. مجلة "الأضواء"

مركز الشيخ زايد الإسلامى

لاهور، باكستان.

نصف سنوية . العدد الأول

رمضان ۱۴۱۳ھ / مارس ۱۹۹۳م

"AL - ADWA"

Shaikh Zayed Islamic Centre,

University of the Punjab,

Lahore, Pakistan.

یہ عربی انگریزی مجلہ ۱۹۹۰ء میں "مجلة البحوث" کے نام سے شائع ہوا۔ مگر بعد ازاں اس کا نام تبدیل کر کے "الأضواء" رکھ دیا گیا۔ اس کا پہلا شمارہ مارچ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ نام کی تبدیلی کے بعد مذکورہ عدد ثانی درحقیقت عدد اول ہے۔

٦ – مجلة " الوعى "

مركز الشيخ زايد الإسلامى، جامعة كراتشى.

نصف سنوية :عربى إنجليزى،

العدد الأول: ١٩٩٠م

"AL-WAY"

Shaikh Zayed Islamic Centre,

University of Karachi,

Karachi, Pakistan.

٧– مجلة " الإيضاح "

مركز الشيخ زايد الإسلامى ، جامعة بيشاور

نصف سنوية

العدد الأول : رمضان ١٤١٣هـ/١٩٩٣م

"AL-IDAH"

Shaikh Zayed Islamic Centre

University of Peshawar,

Peshawar, Pakistan.

٨– مجلة " مركز الدراسات الاقليمية

للدول العربية والشرق الأوسط،

جامعة بلوجستان ، كويته.

" JOURNAL OF CENTER FOR REGIONAL STUDIES

OF ARAB COUNTRIES & MIDDLE EAST"

University of Baluchistan, Quetta.

٩– مجلة "المجمع العربى الباكستانى"

ص.ب.١٠٨٨، لاهور ، باكستان.

(العدد الأول:١٩٩٣م)

"JOURNAL OF

PAKISTAN ARABIC ACADEMY"

P. O.Box 1088,

Lahore, Pakistan.

١٠ – مجلة "إقباليات"

"أكاديمية اقبال " لاهور ، باكستان

العدد الأول(عربى) : ١٩٩٣م،

"IQBALIAT"

Iqbal Academy,

Lahore, Pakistan.

١١ – "حـولـيـة"

الجامعة الإسلامية العالمية ،

إسلام آباد، باكستان.

(مجلة علمية سنوية)

العدد الأول: ١٩٩٣م/١٤١٤ھ

"HAWLIAT"

International Islamic University,

Islamabad,Pakistan.

١٢ – مجلـة "القسم العربى"

جامعة بنجاب ، لاهور ، باكستان.

السنوية ، العدد الأول: ١٩٩٤م/١٤١٥ھ

"JOURNAL OF ARABIC DEPARTMENT"

Universjity of the Punjab,

Lahore, Pakistan.

١٣ – مجلة " اليقظة "

ص ، ب. ٣٠٩٣ ، إسلام آباد.

"AL– YAQZA"

P.O Box 3093,

Islamabad, Pakistan.

١٤ – "قضايا دولية"

معهد دراسات الحكمة ،

إسلام آباد ، باكستان

"QADAYA DAWLIYYA"

Insititute of Policy Studies,

Islamabad, Pakistan.

١٥ – "كشمير المسلمة "

ص .ب. ٢٢٩٢،

إسلام آباد، باكستان.

شهرية . العدد الأول : ١٩٩٣م

(إسلامية سياسية خاصة بالقضية الكشميرية)

"KASHMIR AL–MUSLIMA"

P. O .Box No. 2292,

Islamabad,Pakistan.

١٦ – "يقين العالمي" كراتشي

(عربي إنجليزي) العدد الأول : ١٣٢١هـ

"YAQEEN INTERNATIONAL"

Karachi, Pakistan.

١٧ – " المنصورة "

الجماعة الإسلامية ، باكستان ، لاهور.

"AL MANSOORA"

Jamaat Islami, Pakistan,

Lahore, Pakistan.

١٨ – مجلة " المنبر "

فيصل آباد، باكستان.

(عربى – اردو : من العام ١٩٥٠م)

المؤسس : الشيخ عبدالرحيم أشرف

١٩ . مجلة "القلم"

معهد العلوم الإسلامية،

جامعة بنجاب، لاهور، باكستان.

(عربى، أردو، إنجليزى)

العدد الأول : ١٩٩٥م.

"AL QALAM"

Insititute of Islamic Studies,

University of the Punjab ,

Lahore, Pakistan.

٢٠ . مجلة "الحسن"

الجامعة الأشرفية ،

لاهور ، باكستان .

"AL HASAN"

Jamia Ashrafia,

Lahore, Pakistan.

٢١ . مجلة "المحقق"

معهد العلوم الإسلامية،

جامعة جموں و كشمير الحرة،

ميرپور، آزاد كشمير.

نصف سنوية (عربي، أردو، إنجليزى)

العدد الأول :يناير-يونيو ١٩٩٩م / ١٤١٩ھ

"AL MUHAQQIQ"

Insititute of Islamic Studies,

Univesity of Azad Jammu & Kashmir,

Mirpur, Azad Kashmir.

٢٢. مجلة "الفـاروق"

الجامعة الفـاروقية

بكراتشي ، باكستان

(ربع سنوية)

"AL FAROOQ,"

al - Jamia al - Farooqia,

Karachi, Pakistan.

٢٣– " أخبـــار العــرب "

ص. ب ١٧٥٦ ،

شارع بن باديس ،

لاهور، باكستان

(العدد الأوّل: أغسطس ١٩٧٣م)

"AKHBAR AL-ARAB"

P. O. Box No. 1756,

Bin Badis Road,

Lahore, Pakistan.

پاکستان کے اہم اور قدیم ادبی وثقافتی مجلات میں سے ہے جو بالعموم ماہانہ شائع ہوتا رہا ہے۔عربی مضامین کے علاوہ دیگر زبانوں (اردو وغیرہ) کے مضامین بھی شائع کرتا ہے۔اس کے مدیر جناب محمد امین الرحمٰن کی خدمات ومساعی کئی عشروں پر محیط ہے۔

۲۴. "أهم الأخبار"

رئيس التحرير: أبوبكر الصديق

المركز الرئيسي: مكتب رقم:۴

لنـدن شاپنگ سنتر ،

جی۹، مرکز (کراتشي كمبني)

إسلام آباد، باكستان.

"AHAMM AL-AKHBAR"

Editor: Abu Bakr Siddique.

London Shopping Centre,

G-9 Markaz,Karachi Company,

Islamabad, Pakistan.

❀❀❀

مذکورہ مجلات میں سے بعض کاملاً عربی مجلات ہیں، جبکہ بعض عربی اور انگریزی دو زبانوں میں شائع ہوتے ہیں اور بعض میں عربی کے علاوہ ایک سے زائد زبانوں کے مقالات ومضامین شامل ہوتے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی پاکستان اور آزادکشمیر کی کم وبیش تمام جامعات میں علوم عربیہ اسلامیہ یا زبانوں اور آرٹس کی فیکلٹیوں کے تحت ایسے تحقیقی مجلات شائع ہورہے ہیں جن میں عربی مقالات کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ ان مجلات میں جامعہ پشاور، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور اور جامعہ کراچی اور جامعہ بلوچستان، کوئٹہ کے فیکلٹی مجلات سرفہرست ہیں۔(۳۲)

❀❀❀

عربی زبان کی متفرق تعلیم واشاعت

عربی زبان کی ابتدائی ،ثانوی اور جامعی تعلیم میں بحیثیت مضمون و ذریعہ تعلیم حیثیت واہمیت کی تفصیلی بحث کے بعد مختصراً ان کوششوں کا تذکرہ بھی ناگزیر ہے جو پاکستان میں عربی کی تدریس واشاعت کے سلسلے میں متفرق سطحوں پر کی جارہی ہیں مثلاً:-

۱۔کراچی میں ۱۹۷۳ء سے قائم شدہ ”جمیعة نشر اللغة العربية“ کی عوامی سطح پر عربی سکھانے کی وسیع مساعی۔(۳۳)

۲۔المرکز الباکستانی (پاکستان سنٹر) کے نام سے مختلف شہروں میں قائم مراکز میں گزشتہ تین عشروں کے مسلسل عربی بول چال کے کورسز۔

۳۔ جامعہ پنجاب، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد اور دیگر جامعات اور تعلیمی اداروں کے عربی بول چال کے سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کورسز نیز ”پاکستان ملٹری اکیڈمی“ کاکول میں عربی زبان کی تدریس۔

۴۔ ”علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی“ کے تعاون سے پاکستان ٹیلی ویژن کا تدریس عربی پروگرام (لغة الإسلام / اللسان العربی) ، نیز ریڈیو اور ٹی وی پر روزانہ عربی خبروں کا بلیٹن (الأنباء/الأخبار).

۵۔پہلی جماعت سے بی۔اے تک لازمی اسلامیات نیز مختلف سطحوں پر اختیاری اسلامیات میں قرآن وحدیث کے حوالے سے متفرق آیات واحادیث، نیز ”ایم۔اے علوم اسلامیہ“ کے نصابات میں عربی زبان کی تدریس۔

۷۔انفرادی سطح پر عربی اور قرآنی تعلیم کے فروغ کی ملک بھر میں متفرق کوششیں۔

۸۔عرب ممالک میں مقیم لاکھوں پاکستانی بھی عربی سے کافی حد تک واقفیت حاصل کرتے ہیں۔نیز عرب ممالک کی جانب سے دستاویزات کے عربی ترجمہ کی پابندی اور تجارتی عربی عبارات کی اہمیت نے بھی عربی زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔(۳۴)

ان متفرق کوششوں کے بھی عربی زبان کے فروغ کے سلسلے میں متفرق اور مثبت نتائج نکل رہے ہیں اور بطور مجموعی یہ متفرق مساعی بھی عربی زبان وعلوم کے فروغ کے سلسلے میں قابل قدر ہیں۔

❀❀❀

عربی ندوات و مؤتمرات

(Arabic Seminars & Conferences)

گزشتہ نصف صدی میں پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان کے ارتقاء کی تفصیلی بحث وتحقیق کے بعد آخر میں پاکستان میں منعقدہ مختلف عربی کانفرنسوں کا مختصر تذکرہ بھی ضروری ہے تاکہ پاکستان میں عربی زبان کی آئندہ حیثیت کے سلسلے میں اہل فکر ودانش کی مساعی ور جحانات کا مختصراً اندازہ کیا جاسکے:-

۱ . مؤتمر اللغة العربية العالمي، كراتشي.

International Arabic Conference, Karachi.

یہ ''عالمی عربی کانفرنس''، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۸۸ء کو ''جمعية نشر اللغة العربية'' کراتشی نے کراچی میں منعقد کی جس میں مختلف مسلم ممالک کے مندوبین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں جو قراردادیں منظور کی گئیں، ان میں ہر مسلم ملک میں عربی زبان کو ثانوی تعلیم کی تمام جماعتوں میں لازمی تعلیمی مضمون کی حیثیت دینے کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ اس مؤتمر میں برونائی، ملائیشیا، بنگلہ دیش، ایران اور دیگر غیر عرب مسلم ممالک کے نمائندے بھی شامل تھے۔ (۳۵)

۲ . المؤتمر الدولي لتطوير تعليم اللغة العربية في باكستان، اسلام آباد.

International Conference for Development of Arabic Language Teaching in Pakistan, Islamabad

یہ عالمی کانفرنس ۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ ۱۹۸۸ء کو "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی" کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس میں عالم اسلامی کے مندوبین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کا موضوع پاکستان میں عربی زبان کی تعلیم کو فروغ دینا اور بہتر بنانا تھا۔ اس کانفرنس میں بھی عربی زبان کی ترویج کے سلسلے میں کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔(۳۶)

۳ . "عربی بحیثیت قومی زبان "سیمینار، لاہور.

۲۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو لاہور میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی "تنظیم اسلامی" کے زیر اہتمام سہ روزہ محاضرات قرآنی کے آخری روز "عربی بحیثیت قومی زبان" کے موضوع پر تفصیلی مذاکرہ ہوا۔ اس سیمینار میں سندھ سمیت مختلف ملک کے مقامات سے آئے ہوئے علماء و دانشوران نے اپنی تقاریر میں عربی کو پاکستان کی قومی زبان قرار دینے کی حمایت میں انتہائی اہم و مؤثر دلائل دیئے اور عربی کو پاکستان کی قومی زبان قرار دینے کا مطالبہ کیا۔(۳۷)

۴ . ندوة اللغة العربية القومية

بجامعة بنجاب، لاهور.

۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو "شعبہ عربی" جامعہ پنجاب لاہور کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں ایک "قومی عربی سیمینار" منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی پاکستان میں کویت کے سفیر السید قاسم عمر یاقوت تھے۔ اس میں سفیر محترم کے علاوہ رئیس "جامعہ پنجاب" لاہور، ڈاکٹر رفیق احمد، وائس چانسلر "اسلامیہ یونیورسٹی" بہاولپور، ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک،

رئیس ''وفاقی شرعی عدالت'' جناب جسٹس گل محمد، سابق عمید (پرنسپل) ''گورنمنٹ کالج'' لاہور، پروفیسر اشفاق علی خان، ڈین ''کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ'' جامعہ پنجاب، ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ اور معروف مصری دانشور ڈاکٹر محمود فہمی حجازی کے خصوصی خطابات تھے۔

اس سیمینار میں پاکستان کی مختلف جامعات کے شعبہ ہای عربی کے سربراہ، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (جامعہ پنجاب) ڈاکٹر میر ولی خان (معهد اللغات الحديثة، اسلام آباد)، ڈاکٹر فضل معبود (جامعہ پشاور)، ڈاکٹر الٰہی بخش جاراللہ (اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)، ڈاکٹر مدد علی قادری (جامعہ سندھ، جامشورو)، ڈاکٹر جمیل احمد (جامعہ کراچی)، نیز عربی کے اساتذہ وطلبہ بھی بہت بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ اوران اہل علم نے مختلف اہم مقالات پیش کئے۔ اس ایک روزہ قومی سیمینار میں عربی زبان کی ترویج کے سلسلے میں بعض اہم قراردادیں بھی منظور کی گئیں:۔

۱ – قرارداد

شعبہ عربی جامعہ پنجاب لاہور کے زیراہتمام یہ قومی عربی سیمینار چھیالیس ممالک پر مشتمل، "منظمة المؤتمر الاسلامی" (اسلامک کانفرنس) کے رکن ممالک کی اکثریت کی جانب سے عربی کو سرکاری وقومی زبان اور لازمی تعلیمی مضمون قرار دینے کے مختلف اقدامات پر اظہار مسرت کرتا اور اس پر انہیں مبارکباد دیتا ہے۔ نیز تمام مسلم ممالک میں عربی زبان کے فروغ کے لئے یکساں اقدامات کی ضرورت واہمیت کومحسوس کرتے ہوئے سفارش کرتا ہے کہ عربی زبان کوقرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی ہر زمان ومکان میں دائمی ومشترک زبان ہونے کی بناء پر ہر مسلم ملک

میں سرکاری، قومی اور تدریسی زبانوں میں شامل کیا جائے۔ اور ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت دی جائے۔ نیز مسلم اقلیت کے تمام ممالک میں مسلم طلبہ کے لئے ابتدائی و ثانوی تعلیم میں عربی زبان کو لازمی مضمون کی حیثیت دلوانے کے لئے ان کی حکومتوں کے توسط سے مؤثر کوششیں کی جائیں۔ اوران امور کے سلسلے میں ''اسلامک کانفرنس'' کے سربراہی اجلاس میں فیصلہ کن قراردادمنظور کی جائے۔(۳۸)

۲- قرار داد

عربی چونکہ قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اورامت مسلمہ کی ہر زمان و مکان میں دائمی ومشترک زبان ہے، نیز پاکستان کی تمام زبانوں اور بولیوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے، لہذا عربی کو اردو کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سرکاری، قومی اور تدریسی زبان قرار دیا جائے۔ نیز پہلی جماعت سے گریجوایشن تک لازمی مضمون کی حیثیت دی جائے۔(۳۹)

خلاصہ کلام

پاکستان اور دیگر ممالک میں اس قسم کی کانفرنسوں اور سیمیناروں کی تفصیلات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان سمیت ہر مسلم ملک میں عربی کو سرکاری وقومی زبانوں میں شامل کرنے، نیز ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی مضمون قرار دینے کی تحریک عالم اسلام کی سطح پر واضح اور فیصلہ کن شکل اختیار کر چکی ہے اور مجموعی لحاظ سے پورے عالم اسلامی میں عربی زبان وخط کا مستقبل روشن تر اور یقینی ہے۔

خلاصۃ البحث

پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان کی حیثیت کے سلسلے میں تمام تر بحث وتحقیق کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ عربی زبان وعلوم کو مدارس دینیہ کے علاوہ جدید نظام تعلیم میں کوئی بنیادی اور فیصلہ کن مقام اب تک حاصل نہیں ہو پایا۔ تاہم قیام پاکستان کے بعد بالعموم اور ۱۹۷۱ء میں مشرقی حصہ کی علیحدگی اور اردو۔ بنگہ کشمکش کے خاتمہ کے بعد بالخصوص 'عربی زبان وعلوم کی ترویج واشاعت کے لئے بتدریج مؤثر اور وسیع تر کوششیں ہوئی ہیں اور یہ سلسلہ ارتقاء پذیر ہے۔

عربی زبان اس عرصہ کے دوران میں ثانوی اور جامعی سطح پر مختلف مراحل تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت حاصل کر چکی ہے اور اختیاری مضمون کی حیثیت سے بھی اسے ان تمام مراحل میں روز بروز زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ ابتدائی تعلیم میں عربی کی صورتحال نسبتاً تشویشناک ہے۔ تاہم بطور مجموعی اس بات کا واضح امکان ہے کہ مستقبل میں عربی کو پہلی جماعت سے گریجوایشن تک تمام مراحل تعلیم میں لازمی تعلیمی مضمون کی حیثیت حاصل ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی، ثانوی اور جامعی سطح پر تمام مراحل تعلیم میں اردو کی طرح اسے ذریعہ تعلیم بنانے کی بھی اجازت دے دی جائے گی۔ جبکہ جزوی اور متفرق صورتوں میں یہ اجازت اب بھی موجود ہے۔ پاکستان میں مستقبل میں پہلی جماعت سے گریجوایشن تک عربی زبان کی لازمی تدریس اور ہر سطح پر بطور ذریعہ تعلیم اجازت و حوصلہ افزائی ناگزیر دکھائی دیتی ہے۔

بیس سے زائد عرب مسلم ممالک سمیت ''اسلامی کانفرنس کی تنظیم'' کے موجودہ

پچپن سے زائد رکن ممالک نیز بقیہ چند مسلم ممالک میں بھی عربی زبان ہر سطح پر لازمی تعلیمی مضمون اور عالم اسلام کے مشترکہ ذریعہ تعلیم کی حیثیت بتدریج اختیار کر رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں "اسلامک کانفرنس" کے علاوہ "جامعة الدول العربیه" (عرب لیگ) بھی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ نیز مختلف سطحوں پر "رابطة العالم الاسلامی" اور دیگر عربی، اسلامی، افریقی اور عالمی تنظیمیں اپنا اپنا کردار مؤثر انداز میں ادا کر رہی ہیں۔

ان مساعی کے نتیجے میں عالم اسلامی واجنبی میں عربی زبان کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے اور وہ بیس سے زائد عرب مسلم ممالک میں سرکاری وقومی زبان نیز ذریعہ تعلیم ولازمی مضمون ہونے کے علاوہ دیگر مسلم ممالک میں بھی تعلیمی، قومی اور سرکاری سطح پر مسلسل فروغ پذیر ہے۔ جیسا کہ ملائیشیا، برونائی، مالدیپ، پاکستان، افغانستان، ایران نیز نائیجیریا، چاڈ، سینیگال اور افریقہ کے دیگر مسلم ممالک کی صورتحال ہے۔

جامعة الدول العربية (عرب لیگ) منظمة المؤتمر الإسلامي (اسلامک کانفرنس) پچاس سے زائد ممالک پر مشتمل منظمة الوحدة الافريقية (افریقی اتحاد کی تنظیم) اور اقوام متحدہ سمیت اکثر علاقائی و عالمی اداروں اور تنظیموں میں عربی کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔

اس بات کا بھی امکان ہے کہ لازمی تعلیمی مضمون اور مشترکہ ذریعہ تعلیم کے علاوہ عربی زبان پچپن (۵۵) سے زائد مسلم ممالک میں قرآن و حدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی و مشترک زبان کی حیثیت سے سرکاری وقومی زبانوں میں بھی شامل کر لی جائے۔ ان ممالک میں سے بیس سے زائد عرب مسلم ممالک میں پہلے ہی قومی اور مقامی زبانوں اور بولیوں کے اختلاف کے علی الرغم قرآن و حدیث پر مبنی "اللغة العربية

الفصحی" کو مشترکہ سرکاری وقومی زبان کے طور پر اپنایا جاچکا ہے۔

نیز عربی رسم الخط کو ہر مسلم ملک میں سرکاری وقومی خطوں میں شامل کیے جانے کا امکان بھی واضح ہے جبکہ عرب ممالک، پاکستان، افغانستان اور ایران سمیت بکثرت مسلم ممالک میں اسے پہلے ہی سرکاری وقومی خط کی حیثیت حاصل ہے۔(۴۰)

❁❁❁

حواشی بـــاب دوم

۱. مسعود الندوی : تاریخ الدعوة الاسلامیة فی الهند، ص ۱۹۳، حاشیة ۱، دارالعربیة بیروت ۱۳۷۰ھ.

۲. راجع للاسماء : محمود محمدعبداللہ ، اللغة العربیة فی باکستان، ص۱۲۸ – ۱۷۲ ببعد، وزارة التعلیم الفیدرالیة، باکستان، ۱۹۸۴ م.

۳. ابوالحسنات ندوی : هندوستان کی قدیم اسلامی درسگاهیں، ص ۱۱، مکتبة خاور (مسلم مسجد) لاهور، ملی پرنٹرز ۱۹۷۹ء.

(۴،۵) ابوالحسنات ندوی : هندوستان کی قدیم اسلامی درسگاهیں، ص ۱۱.

۶. القرآن (فاطر : ۲۸).

۷. الخطیب التبریزی : مشکاة المصابیح (مع اردو ترجمه) ج ۱، ص ۲۴، مکتبه رحمانیه لاهور. بدون تاریخ، (کتاب العلم روایة "مسلم" عن ابی هریرة.

۸. دکتور محمود محمد عبداللہ . اللغة العربیة فی باکستان، ص ۱۷۸.

۹۔ ''جامعہ اشرفیہ'' لاہور، جلیل القدر سنی حنفی عالم وصوفی مفتی محمد حسنؒ کی قائم کردہ عظیم الشان درسگاہ ہے۔ اور ''دارالعلوم محمدیہ غوثیہ'' بھیرہ جلیل القدر سنی حنفی عالم وصوفی، مفسر قرآن وسیرت نگار، جسٹس (ر) پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے حوالہ سے معروف عظیم الشان درسگاہ ہے۔

۱۰. الدکتور محمود محمد عبداللہ . اللغة العربیة فی باکستان، ص ۱۱۴.

١١. مراد الطيب: اللغة العربية في عالم متغير ... من اليقظة إلى النهضة، في مجلة "الفاروق" الجامعة الفاروقية، كراتشي، السنة :١٨، العدد: ٧٢ (ربيع الثاني و جمادى الأولى والثانية ١٤٢٣ھ/٢٠٠٢م) ص ٤٠.

١٢- مولانا زاہد الراشدی: مدرسہ آرڈی نینس کے مضمرات، مطبوعہ ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان، اگست ٢٠٠٢ء (جمادی الثانیہ ١٤٢٣ھ) ص ٨۔

١٣- ملاحظہ ہو حکومت پاکستان کا جاری کردہ "نصاب تعلیم برائے دینی مدارس" ٢٠٠٢ء۔ ("روزنامہ خبریں" مورخہ ٨ جنوری ٢٠٠٢ء و دیگر اخبارات)۔

١٤، ١٥ – جامعہ پنجاب لاہور: تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد دوم (عربی ادب) ص ١٦، مقدمہ۔

١٦۔ ڈاکٹر زبید احمد: عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ (اردو ترجمہ: شاہد حسین رزاقی) لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، حمایت اسلام پریس، طبع اول ١٩٧٣ء، ص ا، مقدمہ۔

١٧. دكتور احسان حقي: باكستان ماضيها و حاضرها، ص ٣٦٥، بيروت دار النفائس ١٣٩٣ھ/١٩٧٣م.

١٨. یہ تفصیلات مختلف مصادر سے ماخوذ ہیں۔

١٩. الدكتور محمود محمد عبدالله: اللغة العربية في باكستان، ص ١٣٦.

٢٠. تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا عربی مقالہ "اللغة العربية في العالم الاسلامي الحديث"، مطبوعہ "اورینٹل کالج میگزین، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد ٦٤، شمارہ ٣۔ ١٩٩١ء۔

٢١۔ ڈگری کی سطح پر عربی زبان کی لازمی تدریس کے حوالہ سے مندرجہ معلومات مختلف علمی مصادر سے ماخوذ ہیں۔ آزاد کشمیر کے بارے میں معلومات بالخصوص ڈاکٹر خالد محمود (سابق ڈائریکٹر، ادارہ علوم اسلامیہ، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی، میرپور) سے حاصل کردہ ہیں۔

٢٢- "انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی"، اسلام آباد میں عربی زبان کی حیثیت کے بارے میں

معلومات مختلف اساتذہ و محققین سے ماخوذ ہیں۔

۲۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فیصلہ ''عربی بورڈ آف سٹڈیز'' جامعہ پنجاب لاہور مؤرخہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء۔ نیز توثیق فیصلہ منجانب ''فیکلٹی بورڈ''، ''کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ'' جامعہ پنجاب مؤرخہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء، وتوثیق منجانب ''اکیڈیمک کونسل'' جامعہ پنجاب، در اجلاس منعقدہ ۲۹ فروری ۲۰۰۰ء (بسلسلہ پوسٹ گریجوایٹ سطح پر صد فیصد عربی ذریعہ تعلیم و تحقیق و امتحانات برائے باقاعدہ و پرائیویٹ طلبہ و طالبات)۔ نیز شعبہ عربی جامعہ پنجاب کی تاریخی تفصیلات کے لیے سابق صدر شعبہ عربی پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر کا طویل عربی مقالہ " الموجز فی تاریخ القسم العربی " مطبوعہ "مجلة القسم العربی" جامعہ پنجاب ، ۲۰۰۱ء ، العدد: ۸، ص ۹-۱۱۷.

۲۴۔ یہ معلومات متعلقہ شعبہ جات و جامعات نیز دیگر مختلف مصادر سے ماخوذ ہیں۔

۲۵۔ عربی زبان کی لازمی و اختیاری تدریس کے حوالہ سے مذکورہ معلومات متعلقہ جامعات، تعلیمی اداروں اور دیگر مختلف مصادر سے ماخوذ ہیں۔

۲۶۔ عربی نصابات کے حوالہ سے مندرجہ معلومات متعلقہ اداروں اور دیگر مختلف مصادر سے ماخوذ ہیں۔

۲۷۔ تفصیل کیلئے دیکھئے دکتور محمود عبداللہ : اللغة العربیة فی باکستان، ص ۱۲۵.

۲۸۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ۲۳ دکتور محمود عبداللہ : اللغة العربیة فی باکستان، ص ۱۲۶.

۲۹۔ تفصیل کیلئے دیکھئے دکتور محمود عبداللہ : اللغة العربیة فی باکستان، ص ۱۱۳.

۳۰۔ عربی ذریعہ تعلیم کے حوالہ سے مندرجہ معلومات متعلقہ تعلیمی اداروں اور مختلف دیگر علمی مصادر سے ماخوذ ہیں۔

۳۱۔ ''شیخ زاید اسلامک سنٹرز'' کے بارے میں یہ معلومات متعلقہ مطبوعات نیز بعض

اساتذہ و محققین ''مراکز'' سے ماخوذ ہیں۔

۳۲۔ پاکستانی عربی مجلات (کلی و جزوی) کے بارے میں یہ معلومات زیادہ تر براہ راست متعلقہ مجلات سے ماخوذ ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو: د. محمود محمد عبداللہ : اللغة العربية في باكستان، الفصل الثامن (المجلات و النشرات العربية) ص ۳۴۳ - ۳۷۹.

۳۳۔ محمود محمد عبداللہ : اللغة العربية في باكستان، ص ۱۹۰

۳۴۔ پاکستان میں عربی زبان کی متفرق تعلیم واشاعت کے حوالہ سے مذکورہ معلومات متفرق شخصی وتحریری مصادر سے ماخوذ ہیں۔

۳۵۔ ملاحظہ ہوں قراردادھای ''عالمی عربی کانفرنس'' زیراہتمام "جمیعة نشر اللغة العربية'' کراچی (۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ کراچی) مطبوعہ ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، ۲، جون ۱۹۸۸ء ص ۵۰۔

۳۶۔ ملاحظہ ہوں قراردادیں ''المؤتمر الدولي لتطوير تعليم اللغة العربية في باكستان'' اسلام آباد (۲۷۔ ۲۹ مارچ ۱۹۸۸ء) زیراہتمام ''علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی'' اسلام آباد۔

۳۷۔ ملاحظہ ہو کارروائی ''عربی بحیثیت قومی زبان'' سیمینار منعقدہ لاہور، مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۸ء بسلسلہ ''محاضرات قرآنی'' زیراہتمام ''تنظیم اسلامی پاکستان''۔

۳۸، ۳۹۔ ملاحظہ ہوں قراردادیں منظور کردہ ''قومی عربی سیمینار'' بسلسلہ صد سالہ تقریبات شعبہ عربی جامعہ پنجاب، لاہور، مؤرخہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء۔

۴۰۔ عصر حاضر میں عربی زبان وخط کے عالمگیر مقام واشاعت کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ''عصر جدید میں عربی زبان'' مؤلفہ ڈاکٹر مظہر معین، مطبوعہ ''الفیصل پبلیشرز'' لاہور، ۲۰۰۲ء۔

❀❀❀

ضمیمہ

سرکاری نصاب تعلیم (۲۰۰۲ء)

برائے دینی مدارس، پاکستان

''وزارت مذہبی امور'' کے ''شعبہ دینی مدارس'' کی جانب سے ملک بھر کے دینی مدارس کو ''ماڈل دینی مدارس'' بنانے کے حوالے سے ان میں جدید نصاب روشناس کروانے کے لیے دینی مدارس کے مشترکہ پلیٹ فارم "وفاق المدارس العربیة" کو نصاب تعلیم دیا گیا ہے اسے ۳ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:-

i- ماڈل دینی مدارس

جن میں ''درجہ ثانویہ/سیکنڈری سکول'' کی سطح تک کی تعلیم ہوگی۔

ii- ماڈل دارالعلوم

جن میں ''درجہ اجازہ عالیہ/گریجویٹ'' کی سطح تک کی تعلیم ہوگی۔

iii- شعبہ ہائے تخصص

جن میں ''پوسٹ گریجویٹ'' سطح تک کی تعلیم ہوگی۔

اس نصاب کی مکمل تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نصاب تعلیم برائے ماڈل دینی مدارس

(درجہ ثانویہ/سیکنڈری سطح)

(الف) مدت تعلیم و شرائط داخلہ

۱- ماڈل دینی مدرسے کا نصاب ۵ سال کے دورانیہ پر مشتمل ہوگا۔

۲- ماڈل دینی مدرسے کے سال اوّل میں داخلہ کے خواہشمند امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ کسی سکول سے پرائمری یا کسی دینی مدرسہ کا درجہ ابتدائیہ (پرائمری مضامین) کی استعداد رکھتا ہو، جسے معلوم کرنے کے لیے مدرسہ میں داخلہ کا امتحان لیا جائے گا۔

۳-مدرسہ میں داخلہ کے لیے طالب علم کا ۲۰ سال سے کم کا ہونا ضروری ہے۔

سال اوّل

۱- قرآن حکیم

۳۰ واں پارہ حفظ و تجوید اور آخری ۲۸ سورتوں کا ترجمہ و تفسیر

کتاب :جمال القرآن یا علم التجوید :مؤلفہ قاری غلام رسول

۲- صرف و نحو

۱-عربی کا معلم : مؤلفہ عبدالستار خان (حصہ اوّل)

۲- روضۃ الأدب : مؤلفہ مولانا مشتاق احمد چرتھانوی

۳- اللسان العربی (ابتدائی ۱۰ اسباق)

۳- سیرت

رسول پاکؐ : مؤلفہ عبدالواحد سندھی

۴- فقہ

تعلیم الاسلام (چاروں حصے):مؤلفہ مفتی کفایت اللہ

(یا) ہمارا اسلام (مکمل): مؤلفہ مفتی خلیل احمد قادری

۵-درج ذیل مضامین مطابق نصاب جماعت ششم منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱- جنرل ریاضی ۲-جنرل سائنس ۳-معاشرتی علوم

۴-انگریزی ۵-اردو

سال دوم

ا-قرآن حکیم

۲۹ واں پارہ :حفظ و تجوید

تیسواں پارہ : نصف اوّل کا ترجمہ و تفسیر

کتاب : فوائد مکیہ

۲- صرف و نحو

ا- عربی کا معلم (حصہ دوم ، سوم)

۲- القراء ۃ الراشدۃ (حصہ اوّل و دوم)

۳- اللسان العربی : بقیہ (از سبق ۱۱ تا آخر)

۳- حدیث

ا- اربعین : مؤلفہ مولانا احمد سعید کاظمی

۲- معارف الحدیث : مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی

(انتخاب از حصہ آداب و اخلاق) یا

انوار الحدیث : مؤلفہ علامہ جلال الدین امجدی

۴- فقہ

زبدۃ الفقہ (حصہ اوّل و دوم) : مؤلفہ مولانا سید زوار حسین

۵- سیرت

محبوب خدا : مؤلفہ چودھری افضل حق

۶- جدید مضامین مطابق نصاب جماعت ہفتم منظور شدہ محکمہ تعلیم:

ا- جنرل ریاضی ۲-جنرل سائنس ۳- انگریزی

۴- معاشرتی علوم　　۵- اردو

سال سوم

۱ - قرآن حکیم

سورۃ الفرقان ، الفتح ، الحجرات ، الصف، المعارج ، المزمل

(حفظ و ترجمہ مع تجوید)

۲ - صرف و نحو

النحو الواضح للمدارس الابتدائیۃ (۳ حصے)

۳- عربی زبان

۱ - عربی کا معلم (حصہ چہارم)

۲- نفحۃ العرب (نثر)

۴- حدیث

ریاض الصالحین (انتخاب)

معارف الحدیث (انتخاب)

۵- فقـــہ

۱- تاریخ فقہ اسلامی (مفتی عمیم الاحسان)

۲- نور الایضاح

۶ - سیرت

النبی الخاتم (مولانا مناظر احسن گیلانی)

رحمت عالم (سید سلیمان ندوی) یا

سیرت رسول عربی (علامہ نور بخش توکلی)

۷- جدید مضامین مطابق نصاب جماعت ہشتم منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱ - جنرل ریاضی　　۲- جنرل سائنس　　۳- اردو

۴- انگریزی ۵- معاشرتی علوم

سال چهارم

١- قرآن حکیم

سورة یونس تا سورة العنکبوت

(لفظی ترجمہ، بامحاورہ ترجمہ، تشریح مسائل)

٢- حدیث

ریاض الصالحین (کتاب الآداب)

٣- نحو

١- النحو الواضح للمدارس الثانوية (ج: ١-٢)

٢- شرح مائة عامل: (تسهيل از مولانا محمد بشير)

(یا) شرح مائة عامل اردو: (مولانا محمد صدیق ہزاروی)

٤- صرف

الصیغة: (تسہیل از مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی)

(یا) علم الصیغة: اردو (مولانا غلام نصیر الدین چشتی)

٥- عربی ادب

مختارات من ادب العرب: (مولانا ابو الحسن علی ندوی)

٦- فقه

مختصر القدوری

۷- اصول فقه

اصول الشاشی : (تسہیل از مولانا احتشام الحق آسیا آبادی)

(یا) تلخیص اصول الشاشی (مولانا محمد صدیق ہزاروی)

۸- منطق

۱-تیسیر المنطق : مؤلفہ مولانا محمد مشتاق احمد چرتھانوی

(یا) بدایۃ المنطق :مؤلفہ افضل حسین

(یا) تعلیم المنطق :مولانا عبدالستار سعیدی

۲- مبادی الحکمۃ: مؤلفہ ڈپٹی نذیر احمد

(یا) بدایۃ الحکمۃ : مؤلفہ مفتی افضل حسین سعدی

(یا) تعلیم الحکمۃ : مؤلفہ مولانا عبدالستار سعیدی

۹-سیرت

رحمۃ للعالمین (جلد اوّل)

مؤلفہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

(یا) ضیاء النبی (جلد اول) مؤلفہ پیر محمد اکرم شاہ الازہری

۱۰- جدید مضامین مطابق نصاب جماعت نہم منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱- معاشیات ۲- روز مرہ سائنس ۳- مطالعہ پاکستان

۴- انگریزی ۵- فارسی (گرائمر - گلستان سعدی)

سال پنجم

۱ – قرآن حکیم

سورة الفاتحة تا سورة التوبة (ترجمه و تفسیر)

۲ – حدیث

بلوغ المرام (مکمل)

۳ – فقه

۱ – کنز الدقائق (معاملات)

۲ – المختار (مناکحات)

۴ – منطق

۱ – مرقاة

۲ – شرح تهذیب

۵ – اصول فقه

۱ – نور الانوار

۲ – اصول الفقه (خلاف)

٦- سیرت

رحمة للعالمین (جلد دوم)

مؤلفہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

(یا) ضیاء النبی (جلد دوم) مؤلفہ پیر محمد اکرم شاہ الازہری

٧- نحو

١-(i)- شرح ابن عقیل : مقدمہ و مرفوعات

ii - شرح جامی : منصوبات و مجرورات

٢- النحو الواضح للمدارس الثانویة (ج ٣)

٨- ادب

١- الکامل للمبرد (باب الخوارج)

٢- انتخاب قصائد حسان بن ثابتؓ

٣- البیان والتبیین للجاحظ (انتخاب)

٩- جدید مضامین مطابق نصاب جماعت دہم منظور شدہ محکمہ تعلیم

١- معاشیات

٢- روز مرہ سائنس

٣- مطالعہ پاکستان (ظہور اسلام سے تاسیس پاکستان تک)

٤- انگریزی

٥- فارسی

ب – نصاب تعلیم درجہ اجازہ عالیہ

ماڈل دارالعلوم (گریجویٹ سطح)

(الف) مدت تعلیم و شرائط داخلہ

۱- دارالعلوم کا درجہ اجازہ عالیہ ۴ سال کے دورانیہ پر مشتمل ہوگا۔

۲- درجہ اجازہ عالیہ کے سال اول میں داخلہ کے لیے امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ کسی ماڈل دینی مدرسہ کے درجہ ثانویہ عالیہ (سال پنجم) کا سند یافتہ ہو۔

(ب) نصاب تعلیم

سال اوّل

۱ – تفسیر

القرآن الحکیم : پارہ ۲۱ تا ۳۰

۲ – حدیث

مشکوٰۃ المصابیح (نصف دوم)

۳ – فقہ

ھدایۃ (اولین)

۴ – اصول فقہ

۱– الوجیز فی اصول الفقہ : (عبدالکریم زیدان)

۲– حسامی (بحث اجماع و قیاس)

۳– تاریخ الفقہ الاسلامی : مصنفہ الخضری (ترجمہ :عبدالسلام ندوی)

۵ – منطق

معیار العلم : مؤلفہ امام غزالی

٦ – ادب

ا – دیوان الحماسة (باب الحماسة)

٢ – قطف الأزهار (حصہ نظم) مرتبہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم

٧–سیرت

رحمۃ للعالمین (ج٣) مؤلفہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

٨–جدید مضامین مطابق نصاب ایف اے سال اوّل

ا – علم السیاسة (پولیٹیکل سائنس)

٢ – انگریزی

٣– کمپیوٹر

سال دوم

۱ – تفسیر

بیضاوی (سورة البقرة و سورة آل عمران)

۲ – حدیث

مشکوٰة المصابیح : نصف اول

۳ – فلسفه

تاریخ فلسفة الاسلام : مؤلفه احمدلطفی جمعه

۴ – عقیده

۱ – شرح عقـائـد نسفی ۲ –الکلام و علم الکلام (شبلی)

۵ – تاریخ

تاریخ اسلام : مؤلفه معین الدین ندوی (عصر خلافت راشده و بنو امیه)

۶ –اصول فقه

اصو ل بزدوی

۷ – فقه

هدایه (اخیرین)

۸ – ادب

جواهر البحور (حصه نظم): جو اهر الأدب(انتخاب)

۹ – تاریخ

ابتداء اسلام تا سقوط بغداد (۶۵۶ ھ /۱۲۵۸ ء)

۱۰ – جدید مضامین

۱ – انگریزی ۲ –علم السیاسة ۳– کمپیوٹر

سال سوم

۱ – علوم القرآن

۱ – علوم القرآن : مؤلفہ صبحی صالح

۲ – الفوز الکبیر : مؤلفہ شاہ ولی اللہ ۳– تفسیر حقانی (منتخب اجزاء)

۲ – علوم الحدیث

۱ – شرح نخبۃ الفکر ۲ – علوم الحدیث : مؤلفہ صبحی صالح

۳– موطا (امام مالک) مع شرح المسوی : مؤلفہ شاہ ولی اللہ

۳– فقہ

علم الفرائض : مؤلفہ سراجی

۴– قواعد

الأشباہ والنظائر: الجزء الأوّل (بحث ِ قواعد شبیہہ، مؤلفہ ابن قیم)

۵–حکمت شریعت

حجۃ اللہ البالغہ المبحث الأوّل تا المبحث الخامس(مؤلفہ شاہ ولی اللہ دھلوی)

۶ – عرب ادب

۱ – انتخاب عیون الأخبار:مؤلفہ ابن قتیبۃ ۲–سبع معلقات : شرح الزوزنی

۷– تقابل ادیان

تاریخ مذھب :مؤلفہ پروفیسر رشید احمد

۸– تصوّف

تصوّف اسلام : مؤلفہ مولانا عبدالماجددریا آبادی

9 –جدید مضامین

۱ – فلسفہ جدید : Story of Philosophy by Will Durrant

۲ – انگریزی (حسب نصاب انگریزی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی برائے بی۔اے)

سال چهارم

۱ – علوم القرآن

التفسير والمفسرون: مؤلفه محمد حسین الذهبی

تاریخ تفسیر و مفسرین : مؤلفه غلام احمد حریری

تفسیر ماجدی(منتخب اجزاء)

۲ – علوم الحدیث

مقدمة ابن الصلاح

سنن أبی داؤد

۳– فـقـه

بداية المجتهد(بحذف عبادات و مناكحات)مؤلفه ابن رشد

۴– حکمت شریعت

حجة الله البالغة(المبحث السادس الی آخر الكتاب): مؤلفه شاه ولی الله

۵– تقابل ادیان

مذاہب عالم (مؤلف احمد عبداللہ المسدوسی)

(یا)اسلام اور مذاہب عالم :مؤلفہ محمد مظہر الدین صدیقی

٦–عربی ادب

ا–جمهرة اشعار العرب ، منتخب قصائد (سبعہ معلقات کو چھوڑ کر)

۲– الوثائق السیاسیة(منتخب حصے) ڈاکٹر محمد حمیداللہ

۷– تصوّف

کشف المحجوب مؤلف شیخ علی الھجویری

۸– عقیدہ

علم الکلام :مؤلفہ ڈاکٹر حسن الشافعی

۹– جدید مضامین

ا–انگریزی (حسب نصاب بی .اے) پنجاب یونیورسٹی

۲– معاشیات(حسب نصاب بی .اے) پنجاب یونیورسٹی

۳– سیاسیات(حسب نصاب بی .اے) پنجاب یونیورسٹی

☆☆☆

ج– شعبه های تخصص

(پوسٹ گریجویٹ سطح)

ضـــرورت و اهـمـيـــت

ماڈل دارالعلوم میں مختلف اسلامی علوم میں "تخصص" کی اعلی تعلیم و تحقیق کے لئے دستیاب وسائل کے مطابق حسب ذیل علمی شعبہ جات قائم کئے جائیں گے :-

١ – شعبه مطالعه قرآن

٢ – شعبه حديث

٣– شعبه فقه و قانون

٤– شعبه سيرت

٥ – شعبه معاشيات

٦ – شعبه سياسيات

٧– شعبه فلسفه

٨– تاريخ اسلامى

٩ – شعبه تقابل اديان

لیکن ظاہر ہے کہ شعبے فوری طور پر نہ تو قائم کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی بیک وقت ان کی تنظیم و تربیت کی جا سکتی ہے-اس لئے ہر ماڈل دارالعلوم میں ابتدا میں درج ذیل شعبہ جات قائم کئے جائیں گے:-

۱—شعبہ فقہ و قانون

۲—شعبہ سیاسیات

۳— شعبہ معاشیات

ان شعبوں سے درجات تخصص کا آغاز کرنے سے حسب ذیل فوائد حاصل ہونگے:-

۱—چونکہ ملک میں فوری طور پر جن تربیت یافتہ اشخاص کی ضرورت ہے، وہ اکثر و بیشتر انہی میدانوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے دارالعلوم کے فارغ التحصیل اصحاب کو عملی زندگی میں بے روزگاری اور بے مصرفی جیسی مشکلات کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

۲—چونکہ سردست اسلامی علوم میں اعلیٰ پیمانے پر تخصص کا ملک کے بیشتر اداروں میں اہتمام نہیں ہے، اس لئے ان اداروں کو نہ صرف اوّلیت کا شرف حاصل ہوگا، بلکہ اس نہج پر کام کرنے والے دوسرے ادارے جو مستقبل میں قائم ہونگے، انھیں یہاں سے رجال کار کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

۳—ان شعبوں کے فاضلین کو آئندہ قائم ہونے والے مدارس میں تدریس و تحقیق کے مناسب مواقع حاصل ہونگے۔

۴—شعبہ فقہ کے فاضلین کو نہ صرف لاء کالجوں میں تدریسی مواقع ملیں گے، بلکہ ملکی عدالتوں اور وکلاء کے اداروں میں بھی ان سے استفادہ کی صورتیں پیدا ہو سکے گی۔—شعبہ معاشیات کے فاضلین ملک میں اسلامی اصولوں پر شرکت و مضاربت کو جدید ترین خطوط پر مرتب کرنے اور ملک کے عمومی معاشی نظام کو اسلامی نہج پر ڈھالنے میں ممد و معاون ثابت ہونگے:-

شرائط داخلہ

شعبہ تخصص میں داخلہ کے لئے امیدوار اور طالبعلم کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ حسب ذیل شرائط کو پورا کرے۔

۱-وہ دیندار اور باعمل انسان ہو۔

۲-وہ اپنی زندگی علوم وفنون کے لئے وقف کرنے کا تہیہ کرے اور وعدہ کرے کہ وہ مسلمانوں کی اعلیٰ ترین روایات کو اپنے نصب العین کی حیثیت سے پیش کرے گا۔

۳-وہ حسب ذیل علمی اسناد کا حامل ہو:

۱-دار العلوم کے درجات اجازۃ (سال چہارم) کا فارغ التحصیل ہو۔

۲-یا کسی مستند دینی مدرسے سے درس نظامی کی اور تخصص کی سند کے ساتھ ساتھ ممتحن کا تصدیق نامہ بھی پیش کرے کہ امیدوار ان کی رائے میں واقعتاً اتنی علمی لیاقت رکھتا ہے کہ جامعہ کے کسی علمی کے شعبہ میں تخصص کی تعلیم حاصل کرے۔ یا پاکستان کے کسی ثانوی بورڈ یا کسی یونیوسٹی سے کم از کم درجہ دوم میں فاضل عربی یا مولوی فاضل کی سند رکھتا ہو۔

۳-یا اس نے پاکستان کی کسی یونیوسٹی سے بی-اے کا امتحان کم از کم درجہ دوم میں پاس کیا ہو اور متعلقہ مضمون بطور اختیاری لیا ہو- نیز عربی زبان اور اسلامی علوم (تفسیر، حدیث، وفقہ) کا بقدر ضرورت مطالعہ کیا ہو۔

اس امر کا تعین کرنے کے لئے کہ فی الواقع طالبعلم کا عربی زبان اور اسلامی علوم کا بقدر ضرورت مطالعہ ہے، دار العلوم میں داخلے کے وقت ضروری امتحان منعقد کیا جائے گا۔

نصاب تعلیم شعبہ مطالعہ قرآن

تخصص (ایم اے)

١. مدّت تعلیم : دو سال

٢. ذریعہ تعلیم : اردو ، عربی

٣. کل پرچے : (سالِ اول 5 پرچے)

(سال دوم 4 پرچے مع تحقیقی مقالہ)

٤- خاکہ نصاب

سال اوّل

١- اصول تفسیر اور تاریخ تفسیر

٢- مطالعہ قرآن (نصف اوّل)

٣- ارض القرآن و تاریخ ارض القرآن

٤- علومِ القرآن

٥- جاھلی ادب اور سیرت نبوی

خاکہ نصاب سال دوم

۱ – احکام القرآن

۲ – مطالعہ قرآن نصف آخر

۳– اہم تفاسیر کے منتخب حصوں کا براہ راست مطالعہ

۱ – تفسیر طبری ۲– تفسیر کشاف

۳– تفسیر بیضاوی ۴– مفاتیح الغیب

۵ – ابن کثیر ۶ – الجامع لاحکام القرآن للقرطبی

۷– روح المعانی ۸– المنار

۹ – فی ظلال القرآن

۴– برّصغیر میں علم تفسیر

۱ – خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۲ – قرآن مجید کے اہم اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ

۳– اردو کی اہم تفاسیر کا تقابلی جائزہ

۱ – تفسیر ابو الکلام آزاد

۲ – تفسیر نعیمی ، ضیاء القرآن

۳– بیان القرآن ۴– فوائد عثمانی

۵– تفہیم القرآن ۶– تدبّر قرآن، وغیرہ

۵– تحقیقی مقالہ

مقالہ علوم قرآن کے کسی موضوع پر

(عربی یا اردو میں)

نصاب تعلیم شعبہ حدیث

تخصص ایم . اے

۱ – مدّت تعلیم : دو سال

۲ – ذریعہ تعلیم : اُردو ، عربی

۳ – کل پرچے

سالِ اوّل : 5 پرچے

سالِ دوم : 5 پرچے

خاکہ نصاب سال اوّل

۱ – اصول حدیث

۲ – تحقیقی مطالعہ حدیث

۱ – جامع ترمذی

۲ – موطا امام مالک

۳–جامع بیان العلم

۳– علوم حدیث

۱ – جرح و تعدیل

۲ – نقد حدیث

۳– تاویل مختلف الحدیث

۴– اسماء الرجال ،وغیرہ

۴– تاریخ تدوین حدیث

۵– جاھلی ادب اور سیرت نبوی

خاکہ نصاب سال دوم

۱ – احکام الحدیث

۲ – تحقیقی مطالعہ حدیث

۱ – شرح معانی الآثار للطحاوی

۲ – الرسالۃ للامام الشافعی

۳ – السنۃ ومکانتھافی التشریع الاسلامی

۴ – الرسالۃ المستطرفۃ

۵ – موطا امام محمد

۳ – اہم شروح حدیث کا خصوصی مطالعہ (منتخب حصے)

۱ – فتح الباری

۲ – عمدۃ القاری

۳ – تحفۃ الاحوذی اور عون المعبود

۴ – بذل المجہود

۵ – المنتقی (شرح الباجی علی الموطا)

۶ – أوجز المسالک

۷ – اشعۃ اللمعات اور لمعات التنقیح (شیخ عبدالحق محدث دھلوی)

۸ – المصفی

۹ – المسوی

۱۰ – نیل الأوطار

۱۱ – المرقاۃ

۴ – علم إسرار الحدیث: حجۃ اللہ البالغۃ (مکمل)

۵ – مقالہ، (علم حدیث کے کسی موضوع پر تحقیقی مقالہ)

نصاب تعلیم شعبہ فقہ و قانون

(تخصص ایم. اے)

۱ – مدّت تعلیم

دو سال

۲ – ذریعہ تعلیم

اردو ، عربی ، انگلش

۳– کل پرچے

سالِ اول : 6 ۔

سالِ دوم : 5 مع مقالہ

خاکہ نصاب سال اوّل

۱ – اصول قانون اور قانون شہادت

۲ – دستوری قانون

۳– احکام القرآن

۴– اصول فقہ اسلامی

۵– تاریخ فقہ اسلامی اور تاریخ قانون رومی

: تقابلی مطالعہ

۶ – قانون حدود و تعزیرات اور قصاص و دیت

تفصیل نصاب

سال دوم

۱ – بین الاقوامی قانون

۲ – اہم پاکستانی قوانین کا تعارف

۱ – ضابطہ دیوانی و فوجداری

۲ – قوانین متعلقہ زمینات

۳ – لاز آف کنٹریکٹ اینڈ ٹارٹ

۴ – تجارتی قوانین

۵ – اصول نصفت (پرنسپلز آف ایکویٹی)

۳ – احکام الحدیث

۴ – تجارتی قوانین

۵ – اسلام کے مالیاتی قوانین

۶ – مقالہ : اسلامی فقہ یا قانون کے کسی موضوع پر:

اردو، عربی یا انگریزی میں تحقیقی مقالہ

نصاب تعلیم شعبہ سیرت

(تخصص ایم. اے)

۱ – مدّت تعلیم : دو سال

۲ – ذریعہ تعلیم : اردو، عربی، انگلش

سالِ اوّل: 5 پرچے

پہلا پرچہ

(الف) عرب جاھلیہ کی مذھبی، تمدنی اور سیاسی تاریخ

(ب) ارض القرآن

دوسرا پرچہ

(الف) تاریخ فن سیرت

(ب) اھم کتب سیرت کا اختصاصی مطالعہ

(ج) دیگر اقوام میں انبیاء اور مذھبی پیشواؤں کی سیرت نگاری

تیسرا پرچہ

سیرت ابن ھشام مکمل

(بحذف منظومات)

چوتھا پرچہ

غزوات نبویؐ

پانچواں پرچہ

سیاسیات نبویؐ

معاھدات، سفارتیں، امور خارجہ

سال دوم : 5 پرچے مع تحقیقی مقالہ

پہلا پرچہ

سیرت صحابہؓ یعنی رفقاء نبویؐ ازواج مطہراتؓ اور دیگر اھل بیت نبویؐ

اور اکابر صحابہؓ کی سیرت

اور بحیثیت مجموعی اسوہ صحابہ و سیَر صحابہؓ کا مطالعہ۔

دوسرا پرچہ

عھد نبویؐ میں نظام حکمرانی

تیسرا پرچہ

شمائل رسولؐ و خصائص رسول (الخصائص الکبری ، الشفاء: قاضی عیاض)

چوتھا پرچہ

عھد نبویؐ میں معاشرت :التراتیب الاداریہ(مکمل)

پانچواں پرچہ

(الف) صحف سماوی کی تاریخ

(ب) صحف سماوی میں انبیاء کی سیرت

(ج) قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت

چھٹا پرچہ

تحقیقی مقالہ

نصاب تعلیم شعبہ سیاسیات

(تخصص ایم.اے)

۱- مدّت تعلیم : دو سال

۲- ذریعہ تعلیم: اردو ، عربی ، انگلش

۳- کل پرچے   سال اول : 5 پرچے

سال دوم : 4 پرچے مع تحقیقی مقالہ

خاکہ نصاب سال اوّل

۱- سیاسیات مشرق و مغرب

(مشرقی و مغربی عوام میں سیاسی فکر کی تاریخ)

۲- جدید دساتیر اورنظام ھای حکومت

۳- اسلام کا سیاسی فلسفہ ، اسلامی سیاست کے اصول ، اسلامی دستور ، اسلامی ریاست کا آغازو ارتقاء، صدر اسلامیہ کی فکری تاریخ

۴- پاکستان کے سیاسی وخارجی مسائل

۵- پاکستان کی دستوری اور آئینی تاریخ ، امریکہ اور برطانیہ کے دساتیر.

خاکہ نصاب سال دوم

۱- صدر اسلام کے سیاسی مفکرین: ابو یوسف سے امام غزالی تک

۲-قرون وسطی میں مسلم سیاسی فکر کا ارتقاء :

ابن تیمیہ سے جمال الدین افغانی تک

۳- دور جدید میں مسلم سیاسی فکر

۴- بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات

ا- بین الاقوامی قانون مغرب میں   ب- مطالعہ سیر

ج- بین الاقوامی تعلقات عصر حاضر میں

د- اسلام میں نظام سفارت

۵- تحقیقی مقالہ

نصاب تعلیم شعبہ فلسفہ

(تخصص ایم۔اے)

۱ – مدّت تعلیم : دو سال

۲ – ذریعہ تعلیم: اردو، عربی، انگریزی

۳ – نصابِ تعلیم کا خاکہ

سال اوّل

پہلا پرچہ

فلسفہ مشرق و مغرب

یعنی مشرق مغرب کے اہم نظام ہائے فلسفہ کا تنقیدی مطالعہ و تعارف

دوسرا پرچہ

فلسفہ مذہب

یعنی اہم اسلامی عقائد کا فلسفیانہ اور عقلی مطالعہ

اور دوسرے مذاہب سے تقابل۔

تیسرا پرچہ

مسلم فلاسفہ

یعنی اہم مسلم فلاسفہ کے علمی اور فکری کام کا تعارف

چوتھا پرچہ

تصوّف

پانچواں پرچہ

نفسیات

اسلامی تصوّرات اور مسلم فلاسفہ کے

خیالات کے تقابلی مطالعہ کے ساتھ

سال دوم

پہلا پرچہ

علم کلام اور متکلمین

دوسرا پرچہ

فلسفہ تعلیم: اسلامی اور مغربی : ایک تقابلی جائزہ

تیسرا پرچہ

علم اسرار شریعت

۱ – حجۃ اللہ البالغہ

۲– تشکیل جدیدالھیات الاسلامیہ

۳– قرآن اور علم جدید

چوتھا پرچہ

اہم مسلم مفکرین کا اختصاصی مطالعہ

درج ذیل گروہوں میں سے کوئی ایک

۱ – الکندی و فارابی ابن سینا

۲ – غزالی ، رازی، ابن رشد

۳– ابن باجہ اور ابن طفیل

۴–ابن خلدون ، ابن مسکویہ، البیرونی

پانچواں پرچہ

تحقیقی مقالہ

❀❀❀

نصاب تعلیم شعبہ تاریخ

(تخصص ایم.اے)

۱- مدّت تعلیم : دو سال

۲- ذریعہ تعلیم : اردو ، عربی ، انگریزی

خاکہ نصاب سالِ اول

پہلا پرچہ

فن تاریخ نگاری اور مسلمانوں میں اس کا آغاز و ارتقاء

دوسرا پرچہ

فلسفہ تاریخ: اسلامی اور مغربی

تیسرا پرچہ

اھم مسلم مؤرخین کا خصوصی مطالعہ

درج ذیل مؤرخین کے کارناموں اور تصور تاریخ

اور انداز تاریخ کا خصوصی مطالعہ

(ابن جریر طبری ، ابن سعد ، ابن کثیر دمشقی ، ابن خلدون ، ابن مسکویہ ، ضیاء الدین برنی ،خافی خان ، ملا عبدالقادر ، مولانا شبلی نعمانی)

چوتھا پرچہ

سیرت نبوی و عہد خلفائے راشدینؓ

پانچواں پرچہ

جدید تاریخ نویسی: اسلوب اور فلسفہ ھای تاریخ

چھٹا پرچہ

اسلامی تاریخ اور مستشرقین

خاکہ نصاب سال دوم

سال دوم کے چار پرچوں کے سلسلہ میں مناسب ہوگا کہ حسب ذیل چار گروپ بنا دیئے جائیں۔طالب علم کو اختیار دیا جائے کہ وہ جس گروپ کو چاہے اختیار کرے:-

پہلا گروپ: برّصغیر

پہلا پرچہ

برّصغیر میں مسلم ملت کی آمد اور مختصر تاریخ :تا قیام پاکستان

دوسرا پرچہ

برّصغیر میں مسلمانوں کی مذہبی علمی تاریخ

تیسرا پرچہ

تبلیغ اسلام اور صوفیاء (اہم صوفیاء کا تفصیلی جائزہ)

چوتھا پرچہ

مسلم سلاطین کے تمدّنی کارنامے اور تہذیبی زندگی

دوسرا گروپ (سپین اور افریقہ)

پہلا پرچہ

اسپین میں اسلام کی آمد اور زوال

دوسرا پرچہ

اسپین میں اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلمان علماء کے کارنامے

تیسرا پرچہ

افریقہ میں اسلام کی آمد اور بڑی بڑی حکومتیں

چوتھا پرچہ

گزشتہ دو صدیوں میں افریقہ میں اسلام

تیسرا گروپ

(مشرق وسطیٰ)

پہلا پرچہ

تاریخ بنو عباس

دوسرا پرچہ

تاریخ آل عثمان

تیسرا پرچہ

تاریخ مصر و شام

(گزشتہ پانچ سو سال میں)

چوتھا پرچہ

گزشتہ دو صدیوں میں افریقہ میں اسلام

چوتھا گروپ: (مشرق بعید و وسطی ایشیا)

پہلا پرچہ

وسطی ایشیا کی مسلم سلطنتیں

دوسرا پرچہ

وسطی ایشیا میں مسلمانوں کا زوال

تیسرا پرچہ

مشرق بعید میں اسلامی تہذیب و تمدن

چوتھا پرچہ

وسطی ایشیا میں اسلامی تہذیب و تمدن

❁❁❁

نصاب شعبہ تقابل ادیان

(تخصص ایم. اے)

۱ – مدت تعلیم : دو سال

۲ – ذریعہ تعلیم : اردو ، عربی ، انگلش

نصاب سال اوّل

پانچ پرچے

پہلا پرچہ

اسلام کا فلسفہ مذہب

دین کے تین بنیادی عقاید توحید ، رسالت

اور معاد کی فکری اور فلسفیانہ بنیادیں

دوسرا پرچہ

مسلم مفکرین کا مطالعہ

کتاب شہرستانی ، ابن حزم ، البیرونی

تیسرا پرچہ

سامی مذاہب

چوتھا پرچہ:

آریائی مذاہب

پانچواں پرچہ:

بت پرستی اور ابتدائی مذاہب

نصاب سال دوم

پانچ پرچے

پہلا پرچہ

اسلام اور جدید فکری تحریکات

اسلام اور مغربی تہذیب کا فکری تصادم،

الحاد مغرب اور مسلمان، کمیونزم اور اسلام.

دوسرا پرچہ

کتب آسمانی و مذهبی پر ایک نظر

مذاہب عالم کی اہم مذہبی کتابوں کی تاریخ ،ان کی

تدوین و ثقاهت اور ان کے مندرجات کا تنقیدی مطالعه

تیسرا پرچہ

اسلام : مذهبی فکر عصر حاضر میں

۱ – تشکیل جدید : الهيات اسلامیه

۲ – قرآن اور علم جدید: ڈاکٹر رفیع الدین

۳ – علم الکلام اور الکلام: شبلی نعمانی

چوتھا پرچہ

مذاہب عالم کا سیاسی ، معاشرتی اور معاشی جائزہ عصر حاضر میں

اس ذیل میں احمد عبدالله المسدوسی کی کتاب : مذاهب عالم (اردو)

اور ڈاکٹر عمر فروخ کی کتاب التبشير والاستعمار (عربی) کا مطالعه

از حد مفید ہو گا.

پانچواں پرچہ

تحقیقی مقاله

نصاب شعبہ معاشیات

(تخصص ایم.اے)

۱- مدّت تعلیم: دو سال

۲- ذریعہ تعلیم :اردو ، عربی ، انگلش

۳- کل پرچے : سال اول:پانچ پرچے

سال دوم: چار پرچے مع تحقیقی مقالہ

نصاب سال اوّل

۱ -معاشیات مغرب

(سرمایہ دارانہ معاشی فلسفہ کا تنقیدی مطالعہ)

۲- معاشیات مشرق

(کمیونسٹ معاشیات کا تنقیدی مطالعہ)

۳- بین الاقوامی معاشیات

۴- معاشی منصوبہ بندی

اور پاکستان کے معاشی مسائل

۵- اسلامی نظامِ معیشت (عمومی جائزہ)

نصاب سال دوم

۱- اسلام کا نظریہ ملکیت

۲- اسلام کا نظام محاصل

۳- اسلام اور جدید معاشی نظریات

۴- نظام زکوۃ و عشر

۵- تحقیقی مقالہ

حسب ذیل کتب لازما بطور ٹیکسٹ بک پڑھائی جائیں

۱- کتاب الخراج : از امام ابو یوسف

۲- کتاب الاموال : از امام ابو عبید

۳- محمدن تھیوریز آف اسلام: از غنی ایس

۴- اشتراکیت اور نظام اسلام :از مولانا مظہر الدین صدیقی

۵- اسلام کا نظریہ ملکیت :از نجات اللہ صدیقی

۶- اسلام کا اقتصادی نظام: از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی-

۷- اهم کتب فقه کے درج ذیل ابواب

ابواب الزکوۃ، ابواب الربا، ابواب الصرف،

ابواب المزارعۃ،ابواب المساقات،

ابواب احیاء الموات۔

(بحوالہ رپورٹ محمد قذافی : روزنامہ ''خبریں'' لاہور ، اشاعت خاص
۸ جنوری۲۰۰۲ء ، سرکاری نصاب تعلیم برائے دینی مدارس)۔

باب سوم

پاکستان میں عربی زبان کا مقام

پاکستان میں عربی زبان کا مقام

حـــرکة تعریب بـاکستـــان
(پاکستان کو عربی دان بنانے کی تحریک)

عربی زبان کو قرآن و حدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی و مشترک زبان کی حیثیت سے اس کا صحیح مقام دلوانے کے لئے قیام پاکستان کے بعد جو جدو جہد شروع ہوئی، وہ اب ایک واضح اور فیصلہ کن تحریک کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس سلسلے میں اب تک کی جانے والی کوششوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

ا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ (م ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) کراچی) کی وفات کے بعد جب اردو بنگلہ کشمکش شدت اختیار کر گئی، تو مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالحامد بدایونی، سر آغا خان اور دیگر نامور علماء و قائدین کی جانب سے یہ کہا جانے لگا کہ اگر قومی زبان کا اسلامی روایات سے گہرا تعلق ہونا ضروری ہے تو اردو کے مقابلے میں عربی زبان قومی زبان بننے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔ اس طرح نہ صرف لسانی اختلافات کا خاتمہ ہوگا، بلکہ عالم اسلام کے ساتھ دینی ولسانی روابط بھی زیادہ مستحکم ہوں گے۔

۲۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں ''جمعیت حزب اللہ'' مشرقی پاکستان کا اجلاس سلہٹ میں مولانا ادریس صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں عربی کو پاکستان کی سرکاری زبان بنانے کی قرارداد منظور کی گئی۔ (۱)

۳۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں سلہٹ ہی میں ''جمعیت علمائے اسلام'' مشرقی پاکستان کی کانفرنس مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عربی کو پاکستان کی

سرکاری زبان بنانے کی قرارداد منظور کی گئی ۔(۲)

۴۔ ۲۱ جنوری ۱۹۵۱ء کو ”مشرقی پاکستان مسلم لیگ“ کی کونسل نے اپنے اجلاس میں عربی کو پاکستان کی مرکزی زبان بنانے کے حق میں قرارداد منظور کی ۔(۳)

۵۔ ۱۵ فروری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں ”مؤتمر العالم الإسلامی“ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ہز ہائی نس سر سلطان محمد شاہ آغا خان سابق صدر ”آل انڈیا مسلم لیگ“ نے اسلام اور عالم اسلام کے خصوصی حوالہ سے قومی زبان کے طور پر عربی کو اردو پر ترجیح دینے کے حق میں رائے دی اور اس کے لئے تحریک برپا فرمائی ۔(۴)

۶۔ ۷ مئی ۱۹۵۴ء کو دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم محمد علی بوگرہ نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ میں آٹھویں باب کے بعد جس نئے باب کے اضافے کی ترمیم پیش کی، اس کی شق ۴ اور ۵ یہ تھی: -

(۴) ثانوی مدارس میں عربی، اردو اور بنگالی کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے ۔

(۵) مملکت کو ایک مشترکہ قومی زبان کو ترقی دینے کی تمام تدابیر اختیار کرنا چاہئیں ۔(۵)

ان تجاویز و سفارشات کی تائید، دستور ساز اسمبلی کے متعدد اراکین اور دیگر اعلیٰ شخصیات بشمول گورنر ”بینک دولت پاکستان“ جناب زاہد حسین نیز عامۃ المسلمین نے کی ۔ مگر اس کے باوجود عربی کو مشترکہ سرکاری، قومی اور تعلیمی زبان کے طور پر کما حقہ فروغ نہ دیا گیا۔ البتہ یہ دینی و لسانی تحریک کسی نہ کسی شکل میں مسلسل جاری رہی اور آج تک پاکستان و بنگلہ دیش میں فروغ پذیر ہے ۔ مشہور عرب مصنف و مفکر ڈاکٹر احسان حقی اپنی کتاب ”باكستان ماضيها و حاضرها“ میں لکھتے ہیں:-

"وقد جاء يوم على باكستان، في أول عهد استقلالها كادت اللغة العربية فيها تكون لغة البلاد الرسمية لولا أن وقف في هذا السبيل بعض قصيري البصرو البصيرة أو بعض أصحاب الأغراض. ولو تمت هذه الخطوة لما كانت وجدت القضية البنغالية ولما كان أعداء الإسلام استطاعوا أن يقضوا على الوحدة الباكستانية بسبب اختلاف اللغة بين أردية و بنغالية، ولكنها خطة مرسومة لم يتنبه لها الذين حاربوا فكرة تعريب البلاد."(٦)

ترجمہ:- آزادی کے بعد کے ابتدائی زمانہ میں پاکستان میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اگر بعض کوتاہ نظر و بے بصیرت لوگ یا بعض اہل اغراض حائل نہ ہوتے، تو قریب تھا کہ عربی پاکستان کی سرکاری زبان قرار پا جائے۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو نہ تو بنگلہ زبان کا مسئلہ پیدا ہوتا اور نہ دشمنان اسلام "اردو۔ بنگلہ اختلاف" کے سبب وحدت پاکستان کو ختم کر سکتے۔مگر یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی جس کا ادراک وہ لوگ نہ کر پائے جنہوں نے ملک کو عربیانے کی سوچ کی مخالفت کی۔

واضح رہے کہ ڈاکٹر احسان حقی طویل عرصہ تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔آپ کئی علمی کتب کے مصنف اور عربی، اردو، انگریزی، فرانسیسی سمیت بہت سی زبانوں نیز امور پاکستان کے ماہر تھے۔

۷۔عربی کو سرکاری وقومی زبان بنانے کی مذکورہ تجاویز کے طویل عرصہ بعد ۱۹۸۲ء میں صدر پاکستان جناب محمد ضیاء الحق نے چھٹی سے بارہویں جماعت تک عربی

زبان کی لازمی تدریس کا صدارتی حکم جاری کیا جس کے تحت وفاقی وزارت تعلیم نے چھٹی سے دسویں جماعت تک عربی کی فوری تدریس وترویج اور اس سلسلے کو انٹر تک بڑھانے کا اعلان کیا۔ مگر یہ سلسلہ عملاً آٹھویں جماعت سے آگے نہ بڑھ سکا۔ جس پر پاکستان کے جید علمائے کرام نے سخت احتجاج کیا اور ۱۹۸۵ء میں صدر ضیاء الحق کے نام ایک مشترکہ یادداشت میں مطالبہ کیا کہ:۔

۱۔ چھٹی سے بارہویں جماعت تک عربی زبان کی لازمی تدریس کے فیصلہ پر سختی سے عملدرآمد کروایا جائے۔

۲۔ پرائمری کی پانچ جماعتوں میں بھی عربی زبان کی لازمی تدریس کا انتظام کیا جائے۔

۳۔ عربی اساتذہ کی وسیع پیمانے پر بھرتی کے احکام جاری کیے جائیں۔

ان تین مطالبات پر مبنی یادداشت رکن قومی اسمبلی محترمہ نثار فاطمہ زہراء نے صدر ضیاء الحق کو پیش کی جنہوں نے اس سے اتفاق کیا، مگر کوئی خاص عملی پیش رفت سامنے نہ آسکی۔

اس یادداشت پر دستخط کرنے والوں میں مولانا عبیداللہ انور، مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانی، میاں فضل حق، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا سید صفدر حسین نجفی، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ سید محمود احمد رضوی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا فضل الرحیم، حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا ذیشان حیدر یزدانی، ڈاکٹر طاہر القادری اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسی معروف ومؤثر شخصیات سرفہرست تھیں۔ (۷)

۸۔ "جمعية نشر اللغة العربية" کے زیر اہتمام ۱۷ تا ۱۹ مارچ ۱۹۸۸ء کراچی میں ایک "عالمی عربی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں انڈونیشیا، ملائیشیا، برونائی

دارالسلام، مالدیپ' بنگلہ دیش' پاکستان' ایران' سعودی عرب' کویت' متحدہ عرب امارات' قطر' عراق' اردن' سوریا (شام) سوڈان' الجزائر' مغرب (مراکش) اور صومالیہ سمیت بہت سے مسلم ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں عالم اسلام میں عربی زبان کے فروغ کے سلسلے میں بہت سی قراردادیں منظور کی گئیں ان میں یہ سفارش بھی شامل تھی کہ ہر مسلم ملک میں عربی زبان کو کم از کم ثانوی جماعتوں تک لازمی تعلیمی مضمون قرار دیا جائے۔ (۸)

۹۔ ''علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی'' اسلام آباد کے زیر اہتمام ۲۷ تا ۲۹ مارچ ۱۹۸۸ء ایک عالمی عربی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مسلم ممالک کے مندوبین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں بھی پاکستان میں عربی زبان کی تعلیم کے فروغ اور اسے بہتر بنانے کے سلسلے میں کئی سفارشات منظور کی گئیں۔ (۹)

۱۰۔ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی قائم کردہ ''تنظیم اسلامی'' کے زیر اہتمام ''سالانہ محاضرات قرآنی'' کے حوالے سے ۲۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو ''عربی بحیثیت قومی زبان'' کے موضوع پر ایک قومی سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں سندھی مقررین سمیت ملک بھر سے آئے ہوئے مقررین و مقالہ نگاروں نے عربی زبان کو پاکستان کی قومی زبان قرار دینے کی مدلل و مکمل تائید وحمایت کی۔ تاکہ تعصبات کا خاتمہ ہو اور اسلام و عالم اسلام سے وابستگی مستحکم ہو۔ (۱۰)

۱۱۔ شعبہ عربی جامعہ پنجاب لاہور کے زیر اہتمام شعبہ کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو ایک روزہ ''قومی عربی سیمینار'' منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی پاکستان میں کویت کے سفیر جناب قاسم عمر یاقوت تھے اور ان کی اردو دان عرب اہلیہ محترمہ بھی بطور خاص شریک تھیں۔ ان کے علاوہ جناب ڈاکٹر رفیق احمد (وائس چانسلر جامعہ پنجاب) جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک (وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

جناب جسٹس گل محمد (رئیس ''وفاقی شرعی عدالت'') ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ (ڈین ''کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ'' جامعہ پنجاب) پروفیسر اشفاق علی خاں (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور) اور معروف مصری دانشور ڈاکٹر محمود فہمی حجازی کے خصوصی خطابات تھے۔ دیگر اہم شرکاء و مقالہ نگار حضرات میں ملک کی مختلف جامعات کے شعبہ ہائے عربی کے صدور شامل تھے جن کے نام یہ ہیں:-

۱- ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (جامعہ پنجاب)۔

۲- ڈاکٹر میر ولی خاں (انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد)

۳- ڈاکٹر فضل معبود (جامعہ پشاور)۔

۴- ڈاکٹر الٰہی بخش جاراللہ (اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور)۔

۵- ڈاکٹر مدد علی قادری (جامعہ سندھ، جامشورو) اور

۶- ڈاکٹر جمیل احمد (جامعہ کراچی)۔

نیز عربی زبان کے دیگر اساتذہ وطلبہ وطالبات نے بھی بڑی تعداد میں سیمینار میں شرکت کی۔ اس سیمینار میں عربی زبان کے حوالے سے کئی قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں درج ذیل دو قراردادیں اہم ترین تھیں:-

قرار داد (۱)

''شعبہ عربی'' جامعہ پنجاب لاہور کے زیر اہتمام یہ ''قومی عربی سیمینار'' چھیالیس ممالک پر مشتمل ''منظمة المؤتمر الإسلامي'' (اسلامک کانفرنس کی تنظیم) کے رکن ممالک کی اکثریت کی جانب سے عربی کو سرکاری وقومی زبان اور لازمی تعلیمی مضمون قرار دینے کے مختلف اقدامات پر اظہار مسرت کرتا ہے اور اس پر انہیں مبارکباد دیتا ہے۔ نیز تمام مسلم ممالک میں عربی زبان

کے فروغ کے لئے یکساں اقدامات کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے سفارش کرتا ہے کہ:-

عربی زبان کو قرآن و حدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی ہر زماں و مکان میں دائمی و مشترک زبان ہونے کی بناء پر ہر مسلم ملک میں سرکاری، قومی اور تدریسی زبانوں میں شامل کیا جائے اور ابتدائی و ثانوی و جامعی تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت دی جائے۔

نیز مسلم اقلیت کے تمام ممالک میں مسلم طلبہ کے لئے کم از کم ابتدائی و ثانوی جماعتوں میں عربی زبان کو لازمی مضمون کی حیثیت دلوانے کے لئے ان کی حکومتوں کے توسط سے مؤثر کوششیں کی جائیں اور ان امور کے سلسلے میں اسلامی کانفرنس کے سربراہی اجلاس میں فیصلہ کن قرارداد منظور کی جائے۔(۱۱)

❁❁❁

قــرار داد (۲)

عربی زبان چونکہ قرآن و حدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی ہر زمان و مکان میں دائمی و مشترک زبان ہے، نیز پاکستان کی تمام زبانوں اور بولیوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ و اصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے' لہذا عربی کو اردو کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سرکاری' قومی اور تدریسی زبان قرار دیا جائے۔ نیز پہلی جماعت سے گریجوایشن تک لازمی مضمون کی حیثیت دی جائے۔(۱۲)

''شعبہ عربی'' جامعہ پنجاب کی جانب سے عالم اسلام سے متعلق قرارداد کی نقول عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان میں تیار کی گئیں اور اسلامی کانفرنس، رابطہ عالم اسلامی، عرب لیگ، '' المنظمة العربية للتربية وللثقافة و العلوم'' (A.L.E.S.C.O) اور دیگر مختلف مسلم تنظیموں، اداروں اور قائدین کو ارسال کر کے اس سلسلے میں ضروری اقدامات کی درخواست کی گئی۔ (۱۳)

واضح رہے کہ کئی سال پہلے ''اسلامک کونسل آف یورپ'' نے بھی اپنے ایک اجلاس میں یہ سفارش منظور کی تھی کہ عربی زبان کو تمام مسلم ممالک میں ''لسان ثانی'' کی حیثیت دی جائے۔ نیز دیگر کئی بین الاقوامی سرکاری و غیر سرکاری مسلم ادارے بھی ایسی ہی سفارشات منظور کر چکے ہیں۔ (۱۴)

اس سلسلہ میں یہ بات بھی بطور خاص قابل ذکر ہے کہ ''اسلامی کانفرنس'' کی ''تنظیم برائے ثقافت، تعلیم، سائنس'' ''المنظمة الإسلامية للتربية و الثقافة و العلوم'' (I.C.E.S.C.O.) کے اہداف و مقاصد میں درج ذیل دو ہدف بنیادی اہمیت کے حامل ہیں: -

(۱) نشر اللغة العربية (عربی زبان کا فروغ)

(۲) محو الأمية (ناخواندگی کا خاتمہ). (۱۵)

۱۲۔ '' مجلس الفكر الإسلامي '' پاکستان (اسلامی نظریاتی کونسل) کی سفارشات کی روشنی میں نومبر ۱۹۹۰ء میں ''سینیٹ آف پاکستان'' کی خصوصی کمیٹی نے جو تعلیمی سفارشات منظور کیں، ان میں عربی زبان کے حوالے سے متعدد سفارشات میں یہ سفارش بھی شامل تھی کہ: -

''پہلی جماعت سے اردو کے قاعدہ کے ساتھ ساتھ بچوں کو عربی زبان کا قاعدہ پڑھانا شروع کیا جائے۔ نیز تعلیم کے دوسرے درجات میں عربی زبان کی تدریس کا معقول اور مؤثر انتظام کیا جائے۔''(۱۶)

۱۳۔ ''سینیٹ آف پاکستان'' کی مجلس قائمہ برائے تعلیم نے جناب سید عبداللہ شاہ کی زیر صدارت اپنے اجلاس منعقدہ اسلام آباد (۱۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء) میں اس بات پر زور دیا ہے کہ:۔

''قرآن پاک ناظرہ پڑھنا، اسلام کے بنیادی اصولوں کو سمجھنا، اور عربی زبان کا ابتدائی علم پرائمری، مڈل اور ثانوی سطح پر لازمی قرار دیا جائے، تاکہ آئندہ نسلوں کو سچا مسلمان اور اچھا پاکستانی بنایا جاسکے۔(۱۷)

یاد داشت بحوالہ ''لسان شریعت'' (۱۹۹۰ء)

۱۴۔ پاکستان میں عربی کو اردو کے ہمراہ سرکاری، قومی اور تعلیمی زبان تسلیم کروانے کی طویل و متنوع جدوجہد کی اگلی اور اہم ترین کڑی وہ یادداشت ہے جو دوسو سے زائد علماء واساتذہ جامعات کی جانب سے دسمبر ۱۹۹۰ء میں اس ''شریعت بل کمیٹی'' کو پیش کی گئی جس کے سربراہ وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی تھے۔ اور جس کے ارکان میں سینیٹ و قومی اسمبلی کے یہ ممبران بھی شامل تھے:۔

جناب محمد علی خان ہوتی، ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی، مولانا سمیع الحق، قاضی عبداللطیف، قاضی حسین احمد، جناب غلام احمد بلور، پروفیسر خورشید احمد، مولانا محمد خان شیرانی، جناب لیاقت بلوچ، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا سید حامد سعید کاظمی، میر بلخ شیر خان

مزاری، میر ہزار خان بجارانی، سید محمد اسلم، جناب طارق سی قیصر، ملک اللہ یار خان، جناب محمود احمد خان، جناب احمد میاں سومرو۔

اس یادداشت کے نتیجے میں مذکورہ ''شریعت بل کمیٹی'' نے اپنی سفارشات میں عربی زبان کو خصوصی اہمیت دی اور ''نفاذ شریعت ایکٹ'' میں عربی زبان کی تعلیم دینا ان مقاصد میں شامل کرلیا گیا جن کے لئے ریاست مؤثر انتظامات کرے گی۔(۱۸)

اس طرح دستور پاکستان میں عربی زبان کو خصوصی حیثیت دینے کی محکم اساس فراہم کردی گئی ہے۔

یہ یادداشت عربی زبان کی سرکاری، قومی، تدریسی اور شرعی حیثیت کے تعین کے سلسلے میں تاریخ پاکستان میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں ماضی کی تمام تحریکوں، قراردادوں اور کوششوں کو مختصر اور جامع انداز میں سمودیا گیا ہے، اور اس کے نتیجے میں دستور پاکستان میں عربی زبان کی تعلیم کو خصوصی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔
اس تاریخی دستاویز کو من وعن محفوظ کرنا ناگزیر ہے، تاکہ اس سلسلے میں آئندہ جدوجہد کرنے والوں کے لئے بھی مشعل راہ کا کام دے، اور اکتیس (۳۱) علماء کے متفقہ بائیس نکات کی طرح مختلف مسالک، تنظیموں اور اداروں کے نمائندہ دوسو سے زائد علماء اور جامعات کے اساتذہ کے اس متفقہ لائحہ عمل کی نشاندہی کرے جو عربی زبان کی شرعی و دستوری حیثیت کے سلسلہ میں تجویز کیا گیا ہے اور جس کے نتیجے میں آخرکار عربی زبان کو اردو کے ساتھ ساتھ سرکاری، قومی اور تدریسی زبان کی حیثیت دلوانا مقصود ہے۔ جیسا کہ اس یادداشت میں شامل ''لسان عربی بل'' پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی سفارش سے بھی ظاہر ہے۔

اس مجوزہ بل کا متن درج ذیل ہے:-

"مجوزہ لسان عربی بل"

"عربی چونکہ قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی و مشترک زبان ہے نیز پاکستان کی تمام زبانوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا اردو کے ساتھ ساتھ عالم اسلامی کے اکثر ممالک کی طرح عربی کو پاکستان کی سرکاری وقومی زبان نیز اول ابتدائی جماعت سے گریجوایشن کی سطح تک لازمی تعلیمی مضمون قرار دیا جاتا ہے۔" (۱۹)

جامعہ پنجاب کے سو سے زائد اساتذہ ومحققین و ماہرین السنہ کے علاوہ جن علمائے کرام ودانشوران نے اس یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ ان کے ناموں سے بھی اس دستاویز کی منفرد اہمیت اور متفق علیہ دینی وقومی حیثیت کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے: -

دستخط کنندگان یادداشت بحوالہ ''لسان شریعت'' (۱۹۹۰ء)

أهل ألسنة و الجماعة
(حنفی دیوبندی)

مولانا محمد اجمل خان — مولانا سید محمد عبد القادر آزاد — مولانا محمد عبید اللہ

مولانا عبد الرحمان — مولانا سید امیر حسین گیلانی — مولانا رشید احمد لدھیانوی

مولانا محمد امجد — مولانا سیف الدین سیف — مولانا محمد سعید الرحمان علوی

مولانا ارشد حسن ثاقب — ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی — حافظ اطہر عزیز

أهل ألسنة و إلجماعة
(حنفی بریلوی)

مفتی محمد حسین نعیمی — مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی — علامہ سید محمود احمد رضوی

مفتی محمد خاں قادری — ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی — مولانا محمد انور قریشی

مولانا محمد خلیل الرحمان قادری — مولانا محمد عتیق الرحمان مجددی — رانا جاوید القادری

مولانا محمد معراج اسلام — مولانا محمد اشرف جلالی — مولانا محمد نواز ظفر

مولانا ظہور الٰہی — پروفیسر غفور احمد — مفتی محمد عبد القیوم

مولانا محمد رمضان قادری — مولانا علی اکبر قادری — مولانا اشفاق حسین ہمدانی

مولانا سید ہدایت رسول قادری

أهل ألسنة و الجماعة
(سلفی / أهل حدیث)

میاں فضل حق	پروفیسر ساجد میر	مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی
مولانا محمد یونس اثری	میاں محمد جمیل	مولانا فضل الرحمان
مولانا عبدالوہاب محمد جان	پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی	مولانا عبدالرحمان خلیق
مولانا عبدالرشید عبدالکریم	مولانا ثناءاللہ سالک	رانا محمد شفیق خان سروری
مولانا احمد شاکر	مرزا عبدالمجید	مولانا بشیر انصاری
مولانا شمس الحق راغب	مولانا محمد زکریا ظفر	مولانا مشتاق احمد

جماعت اسلامی
پـــاکـستـــان

میاں طفیل محمد	چوہدری رحمت الٰہی	مولانا محمد اسلم سلیمی
مولانا فتح محمد	میاں مقصود احمد	مولانا نعیم صدیقی
الاستاذ خلیل احمد الحامدی	مولانا سید فیض الرحمان ھمدانی	مولانا سید شبیر احمد

”اسلامی نظریاتی کونسل“

”ادارہ تحقیقات اسلامی“

” انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی“

اسلام آباد

ڈاکٹر محمود احمد غازی	ڈاکٹر محمد الغزالی	ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن
مولانا محمد میاں صدیقی	ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی	ڈاکٹر علی رضا نقوی
ڈاکٹر شریف احمد صاحبزادہ	ڈاکٹر خلیل الرحمٰن	ڈاکٹر خالد محمود
مولانا فضل ربی	ڈاکٹر علی اصغر چشتی	مولانا امیر الدین
ڈاکٹر مختار احمد مرزا	ڈاکٹر محمد عبد الجبار	ڈاکٹر امتیاز ظفر
جناب زبیر طارق	جناب مزمل حسین	جناب حبیب الرحمٰن عاصم

جامعہ پنجاب، لاھور

کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ،

شعبہ عربی و اسلامیات

ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	ڈاکٹر خالد علوی
ڈاکٹر جمیلہ شوکت	ڈاکٹر حافظ محمود اختر	ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر
ڈاکٹر محمد مبارز ملک	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	ڈاکٹر مظہر معین
ڈاکٹر خالق داد	ڈاکٹر شاہدہ حبیب	ڈاکٹر طاہرہ بشارت
ڈاکٹر ذوالفقار علی رانا	ڈاکٹر شبیر احمد منصوری	جناب ممتاز احمد سالک
جناب ابوالوفا محمود	ڈاکٹر سید محمد قمر علی زیدی	

شعبہ فارسی، اردو، پنجابی

ڈاکٹر سید محمد اکرم	ڈاکٹر آفتاب اصغر	ڈاکٹر نسرین ارشاد
شیخ نوازش علی	ڈاکٹر محمد سلیم مظہر	ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا
ڈاکٹر سہیل احمد خان	ڈاکٹر عبیداللہ خان	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
ڈاکٹر تحسین فراقی	ڈاکٹر فخر الحق نوری	جناب مرغوب حسین طاہر
ڈاکٹر شہباز ملک	ڈاکٹر محمد اسلم رانا	جناب حفیظ تائب
ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد	جناب خالد ہمایوں	

شعبہ کشمیریات، شعبہ اقبالیات ، ادارہ تالیف و ترجمہ، شعبہ مساجد

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری	جناب محمد اشرف قریشی	ڈاکٹر سیدہ نادرہ زیدی
جناب عبدالرحمان ملک	سید ضیاء احمد رضوی	جناب احسان الحق

شعبہ فرانسیسی

ڈاکٹر سید حسام عبدالرسول	مسز اے این اے رسول	محترمہ رعنا خان
مسز موسان		

کلیۃ الآداب
(Faculty of Arts)

ڈاکٹر عبدالخالق	ڈاکٹر ابصار احمد	ڈاکٹر نعیم احمد
ڈاکٹر ساجد علی	جناب انوار الحق	ڈاکٹر سجاد الرحمان
جناب افضل حق قرشی	مسز تنویر جہاں خان	آنسہ عمیرہ شاہ
جناب سلطان عالم عثمانی	جناب محمد اجمل بھٹی	سید قمر عباس
ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی	ڈاکٹر مجاہد منصوری	

كليـــة التعليـــم
(Faculty of Education)

ڈاکٹر احسان اللہ خان	میاں عبدالعزیز	ڈاکٹر شفیع مرزا
ڈاکٹر نیر رضا زیدی	ڈاکٹر عبدالحمید	جناب منور ابن صادق
ڈاکٹر فوزیہ ناہید خواجہ	جناب محمد انور حسین	جناب ندیم احمد بھٹی
جناب محفوظ احمد کمبوہ	ڈاکٹر حافظ محمد اقبال	ڈاکٹر اکبر علی
ڈاکٹر عبدالغفور چوہدری	مولانا عبیدالرحمان مدنی	ڈاکٹر محمد حمید نواز
جناب محمد ریاض	آنسہ تحسین محمود	

كليـــة التجـــارة
(Faculty of Commerce)

جناب عبدالغنی	جناب عبدالرحیم	جناب نذیر احمد چوہدری
سید محمد نعیم	جناب عبدالرؤف	ڈاکٹر محمد احسان ملک
جناب محمد طیب گلزار	جناب عبدالجبار	جناب محمد معظم مغل
جناب خالد محمود چیمہ	جناب حسن مبین عالم	جناب مشتاق احمد کھوکھر

كلية القانون (الحقوق)
(Faculty of Law)

ڈاکٹر دل محمد ملک	جناب سمیع اللہ ظفر

كليـــة عــلم الأدويـــة
(Faculty of Pharmacy)

ڈاکٹر محمد اشرف	ڈاکٹر محبوب عالم	ڈاکٹر بشیر احمد
ڈاکٹر محمد جمشید	ڈاکٹر محمد ریاض	ڈاکٹر فرخ ضیاء خان
سید سعید الحسن	جناب محمد یوسف گنائی	ڈاکٹر طاہر جاوید خان
ڈاکٹر مبشر احمد		

كليـــــة الهنـــدســـة
(Faculty of Engineering)

ڈاکٹر ظفر اللہ شیخ	ڈاکٹر مظہر مقصود قریشی	ڈاکٹر محمد اصغر بٹ
ڈاکٹر محمد خالد نوشاہی	ڈاکٹر ظفر رشید	ڈاکٹر محمد عارف بٹ
ڈاکٹر عارف جمیل	ڈاکٹر محمد علی	

كليـــــة العـــلـــوم
(Faculty of Science)

ڈاکٹر محمد سلیم	ڈاکٹر مجاہد کامران	ڈاکٹر فضل علیم
ڈاکٹر حارث رشید خواجہ	ڈاکٹر شوکت علی	ڈاکٹر حسن امیر شاہ
ڈاکٹر محمد عمر	ڈاکٹر عبد الرشید کوثر	ڈاکٹر محمود اقبال فاروقی
ڈاکٹر عبد المجید	ڈاکٹر خالد لطیف میر	ڈاکٹر محمد اقبال
جناب افتخار احمد	جناب شاہد سعید صدیقی	جناب عبد الصمد ہرائی
ڈاکٹر اخلاق احمد بھٹہ	ڈاکٹر فیاض احمد صدیقی	ڈاکٹر مسعود اسلم میاں

ڈاکٹر عبدالغفار	ڈاکٹر محمد سرور	ڈاکٹر افتخار حسین بلوچ
جناب عمر فاروق	ڈاکٹر سعید فاروق	ڈاکٹر نذیر احمد
ڈاکٹر نصیر احمد	ڈاکٹر محمد حفیظ	ڈاکٹر رضیہ محمود
ڈاکٹر محمد علی	ڈاکٹر محسن جمیل بٹ	جناب جاوید سمیع
جناب محمد اختر	جناب عامر شفیق	

شعبہ امتحانات، جامعہ پنجاب

جناب چوہدری محمد یعقوب (کنٹرولر امتحانات)

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

ملک محمد آصف. (۲۰)

علامہ اقبال اور عربی زبان

مفکر اسلام علامہ محمد اقبالؒ (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸ء) سے یہ قول منسوب ہے کہ:-

''مشرق کی زبانوں میں عربی ایک ایسی زبان ہے جس کا مستقبل محفوظ ہے''

نیز علامہ اقبال خود بھی ایم اے عربی کرنے کے بعد ''میکلوڈ عریبک ریڈر'' کی حیثیت سے کلیہ شرقیہ جامعہ پنجاب (Punjab University Oriental College) میں کام کرتے رہے اور بعد ازاں برطانیہ کی جامعہ کیمبرج میں بھی کچھ عرصہ عربی کے پروفیسر رہے۔

علاوہ ازیں آپ عربی زبان کی ترقی و ترویج کے لیے برصغیر کے مسلم والیان ریاست وحکومت کو توجہ دلاتے رہے۔

اس حوالہ سے مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء، رائے بریلی، ہند) لاہور میں علامہ اقبالؒ کی رہائش گاہ پر اپنے پھوپھا سید طلحہ حسنی (استاذ عربی، اورینٹل کالج، لاہور، م ۲۲ رجب ۱۳۹۰ھ/ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء، کراچی) اور سید ابراہیم حسنی کے ہمراہ علامہ سے ملاقات کے بارے میں رقمطراز ہیں:-

''ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں فرمایا کہ:-

میں نے بعض مسلم والیان ریاست و حکومت کو غیر مسلموں میں تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ...

اور مسلمانوں میں بھی دعوت کے کام پر زور دیا ...

اور عربی زبان کی ترقی اور ایک عالمی بنک کے قیام کے بارے میں بھی بات چیت کی ...

میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کے معاملات کی وکالت کے لیے ایک بلند پایہ انگریزی اخبار بھی ضروری ہے جس سے ملت کی آواز میں طاقت اور اثر پیدا ہو.

لیکن افسوس ہے کہ مسلم والیان ریاست نے مسئلے کی اہمیت نہیں سمجھی اور نہ انہیں خطرات کا احساس ہوا .

ان کی تنگ نظری ، پست خیالی اور خودغرضی کے وہ بہت شاکی تھے"۔(۲۱)

۞۞۞

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ لسان قرآن اور لسان مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے کی جانے والی یہ طویل اور وسیع الاطراف فکری و عملی جدوجھد اب واضح اور فیصلہ کن شکل اختیار کرچکی ھے اور عربی کو سرکاری و قومی و تعلیمی سطح پر اس کا صحیح مقام عطا کئے جانے سے نہ صرف قرآن، اسلام اور عالم عرب و اسلام کے ساتھ اھل پاکستان کا براہ راست رابطہ مستحکم تر ھوگا، بلکہ اردو اور تمام علاقائی زبانوں کو بھی علمی و لغوی لحاظ سے تقویت ملے گی. کیونکہ ان سب زبانوں کی کلاسیکل اساس عربی زبان و خط ھیں اور یہ تمام نقاط مذکورہ یادداشت میں بھی واضح کردیئے گئے ھیں. وباللہ التوفیق.

❁❁❁

حواشی باب سوم

۱- ملاحظہ ہو مقالہ جناب عبداللہ ملک بعنوان: ''اردو پنجابی سرائیکی مطبوعہ روزنامہ ''پاکستان'' لاہور، مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۲ء، ص ۲-

۲- ایضاً

۳- ایضاً

۴- ایضاً

۵- ایضاً

۶- دکتور احسان حقی: باکستان: ماضیها و حاضرها، بیروت، دار النفائس، الطبعة الأولی ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء، ص ۳۳۴ اصل عربی متن اقتباس)-

۷- ملاحظہ ہو ''یادداشت علماء کرام بنام صدر ضیاء الحق'' (۱۹۸۵ء) بسلسلہ لازمی تدریس عربی در مدارس ابتدائیہ و ثانویہ-

۸- ملاحظہ ہو روداد ''عالمی عربی کانفرنس'' منعقدہ کراچی (۱۷ تا ۱۹ مارچ ۱۹۸۸ء) زیراہتمام ''جمعية نشر اللغة العربية'' کراچی، مطبوعہ ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، جلد ۱۰، عدد ۲۲، ۲ جون ۱۹۸۸ء، ص ۵۰۔

۹- ملاحظہ ہوں قراردادیں '' المؤتمر الدولي لتطوير تعليم اللغة العربية'' منعقدہ اسلام آباد، زیراہتمام ''علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی'' اسلام آباد، ۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ ۱۹۸۸ء

۱۰- ملاحظہ ہو روداد مذاکرہ بعنوان'' عربی بحیثیت قومی زبان ''منعقدہ جناح ہال، لاہور، (۲۸ مارچ ۱۹۸۸) بسلسلہ ''محاضرات قرآنی'' ''تنظیم اسلامی'' پاکستان۔

۱۱، ۱۲- ملاحظہ ہوں قراردادیں '' قومی عربی سیمنار'' زیراہتمام ''شعبہ عربی'' جامعہ پنجاب، لاہور، منعقدہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء۔

۱۳- ملاحظہ ہوں عربی خطوط مع عربی، انگریزی، فرانسیسی نقول قرارداد ''قومی عربی سیمنار'' شعبہ عربی جامعہ پنجاب (۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء) بسلسلہ شمولیت عربی در زبان ہای رسمی و قومی و تعلیمی ممالک اسلامیہ، منجانب پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک (نائب رئیس جامعہ پنجاب، و پرنسپل ''یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور) و پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (صدر شعبہ عربی، جامعہ پنجاب) بنام سربراہان ممالک اسلامیہ و ''امین عام'' (سیکرٹری جنرل) '' منظمة المؤتمر الإسلامي'' (اسلامی کانفرنس) و '' جامعة الدول العربية '' (عرب لیگ) و '' رابطة العالم الإسلامي ''

مكة المكرمة ' وغيره.

۱۴- ملاحظہ ہو قرارداد " اسلامک کونسل آف یورپ " کانفرنس منعقدہ لندن.

۱۵- ملاحظہ ہوں اہداف " المنظمة الاسلامية للتربية والثقافة والعلوم " (آئیسکو) بحوالہ کانفرنس منعقدہ اسلام آباد (۱۹۸۸ء) وخطاب صدر ضیاء الحق دراجلاس کانفرنس۔

۱۶- ملاحظہ ہوں متفقہ سفارشات "خصوصی کمیٹی سینیٹ آف پاکستان" اسلام آباد، مؤرخہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۰ء، بربنای سفارشات "تعلیمی کمیٹی" مؤرخہ اپریل ۱۹۹۰ء. ومشتمل بر پروفیسر خورشید احمد (صدر) نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی، قاضی عبداللطیف، جناب محمود احمد منٹو، جناب محمد علی خان آف ہوتی، اخوندزادہ بہرہ ور سعید (ارکان) اور جناب شاہد اقبال (سیکرٹری کمیٹی)۔

۱۷- ملاحظہ ہو روزنامہ "پاکستان" لاہور، مؤرخہ ۱۸، اکتوبر ۱۹۹۲ء، ص ۷۔

۱۸- ملاحظہ ہو "نفاذ شریعت ایکٹ" ۱۹۹۱ء، شق ۶ (ج).

۱۹- ملاحظہ ہو "یادداشت علماء واساتذہ" بنام "شریعت بل کمیٹی" دسمبر ۱۹۹۰ء

۲۰- نفس المرجع

۲۱- ابوالحسن علی ندوی: نقوش اقبال، اردو ترجمہ ''روائع اقبال'' از شمس تبریز خان (مقالہ ''میرا تعلق اقبال اور ان کے فن سے'') مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۳۴، ۳۵، ۳۶۔

(ضمیمہ : ۱)
یاد داشت بسلسلہ عربی زبان
(۱۹۸۵ء)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء ومشائخ متفقہ طور پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آج سے تین سال قبل ان کی ہدایت پر وزارت تعلیم نے ملک بھر میں عربی کو چھٹی جماعت سے دسویں جماعت تک لازمی تعلیمی مضمون قرار دیا تھا اور بعد ازاں اس تعلیمی مضمون کو ایف۔اے تک کے لئے پڑھانے کا اعلان کیا تھا۔

اگرچہ علماء ومشائخ اور کروڑوں مسلمان جو پاکستان میں مقیم ہیں اس بات کے خواہشمند ہیں کہ عربی کو بھی اسلامیات کی طرح پہلی جماعت سے لے کر بی۔اے تک لازمی قرار دے دیا جائے کیونکہ عربی نہ صرف قرآن وحدیث، فقہ وتاریخ اور ڈیڑھ ہزار سال پر محیط دیگر عظیم الشان علوم اسلامیہ وعامہ کی زبان ہے' بلکہ عالم عرب' عالم اسلام اور براعظم افریقہ کی عظیم ترین زبان ہونے کی حیثیت سے اقوام متحدہ کی تسلیم شدہ انتہائی اہم بین الاقوامی زبان بھی ہے۔علاوہ ازیں اردو اور پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا بیشتر ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے۔اور ان تمام زبانوں کو کماحقہ سیکھنے کے لئے عربی اسی طرح ناگزیر ہے' جس طرح مغربی زبانوں کی بنیاد کے طور پر یونانی اور لاطینی۔

تاہم اس فیصلے کو پہلا قدم جانتے ہوئے ملک بھر کے علماء ومشائخ اور کروڑوں باشندوں نے اس کا تہ دل سے خیر مقدم کیا۔مگر یہ بات انتہائی افسوسناک اور باعث تشویش

ہے کہ اب اس سلسلے کو دسویں اور ایف ۔ اے تک لے جانے کی بجائے آٹھویں جماعت تک روک دیا گیا ہے۔

مجلس شوریٰ کے ایک گزشتہ اجلاس میں وزارت تعلیم کی کارکردگی کے ضمن میں بتایا گیا ہے کہ عربی چھٹی جماعت سے لے کر آٹھویں تک لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ اور اس بات کا امکان ہے کہ اس سلسلے کو دسویں اور ایف ۔ اے تک بڑھایا جائے گا۔ تین سال قبل کے فیصلہ پر عملدرآمد کی بجائے اسے ''امکان'' میں بدل دینا باعث تشویش ہے۔ لہذا ہم پاکستان بھر کے علماء و مشائخ پاکستان کے کروڑوں باشندوں کے جذبات کی عکاسی کرتا ہوئے صدر مملکت سے نہ صرف درج ذیل اقدامات کے فوری خواہاں ہیں' بلکہ ان سے توقع رکھتے ہیں کہ تمام غیر عرب ممالک میں بھی عربی کو لازمی مضمون قرار دلوانے کے سلسلے میں اسلامی کانفرنس اور دیگر ذرائع سے ہر ممکن کوشش فرمائیں گے تا کہ تمام مسلم ممالک کے مشترکہ نظام تعلیم کی راہ ہموار ہو اور دینی و دنیاوی تعلیم کو مضبوط بنانے کا کام تیز تر ہو سکے:۔

۱ — عربی کو چھٹی سے دسویں تک لازمی قرار دینے اور اس سلسلہ کو ایف . اے تک لے جانے کے تین سال قبل کے فیصلہ پر پوری سنجیدگی اور سختی سے عملدرآمد کروایا جائے اور نہم و دھم کے لئے مارچ ۱۹۸۵ء سے پہلے درسی کتب طبع کرواکر آئندہ تعلیمی سال میں انہیں ملک بھر میں رائج کیا جائے۔

۲ — ۸۶ – ۱۹۸۵ء کے تعلیمی سیشن سے عربی زبان پرائمری کی پانچ جماعتوں میں بھی لازمی قرار دی جائے۔

۳- عربی اساتذہ کی وسیع پیمانے پر بھرتی کے سلسلے میں متعلقہ اداروں کو فوری ہدایات جاری کی جائیں۔

ان نکات پر عملدرآمد کے سلسلے میں علماء ومشائخ پوری طرح متحد و متفق ہیں اور اسے ایک دینی فریضہ سمجھتے ہوئے انشاءاللہ آئندہ بھی ہر مرحلے پر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

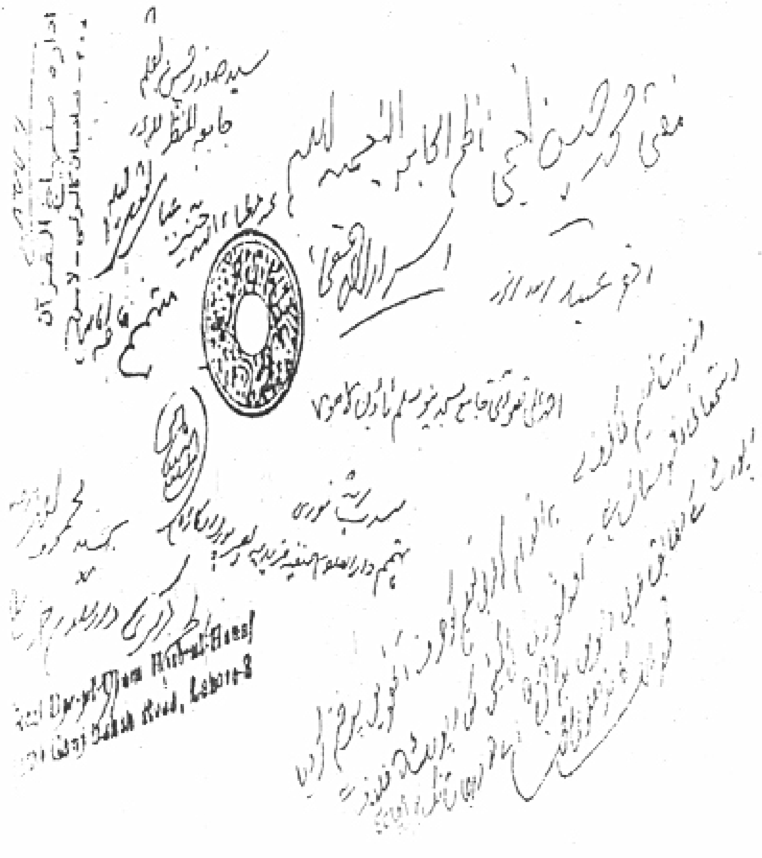

[illegible] نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

[illegible] سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

خادم [illegible] تحریک [illegible] تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

سراج منیر
ادارہ ثقافت اسلامیہ

[illegible] سیکرٹری وفاق المدارس [illegible]

محمود احمد غازی ادارہ تحقیقات اسلامی [illegible] ۱۹۹۵

حافظ عبدالرشید نائب مدیر
دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور
۹-۱-۸۵

[illegible] مدیر جامعہ [illegible]
حافظ محمد یعقوب مدیر حزب الاحناف

[illegible] دارالعلوم [illegible] الاسلامیہ [illegible]

عبدالغفور مدرس دارالعلوم حزب الاحناف

[illegible] خطیب جامع مسجد [illegible]

محمد [illegible]

علامہ [illegible] خطیب جامع مسجد [illegible] لاہور

حافظ عبدالستار سعیدی

نور احمد [illegible]

مدرس دارالعلوم [illegible] لاہور

[illegible] مدرس دارالعلوم [illegible] اسلامیہ [illegible]

[illegible] مدرس دارالعلوم [illegible] لاہور

[illegible]

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

[illegible] جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محمد اسلم سعیدی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محمد مشتاق احمد چشتی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محمد ارشد چشتی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

صلاح الدین یوسف ایڈیٹر الاعتصام لاہور

علیم ناصری

محمد یٰسین اظہر [illegible] خطیب جامع مسجد [illegible] شاہدرہ

میاں فضل الحق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان فضل الحق

ڈاکٹر اسرار احمد صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور و امیر تنظیم اسلامی

اسرار احمد

(ضمیمہ : ۲)

یاد داشت برائے
"شریعت بل کمیٹی"
۱۹۹۰ء

شریعت بل میں لسان شریعت کا مقام

محترم علماء کرام، منتخب نمائندگان و برادران اسلام!

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ :-

سینٹ کے منظور کردہ پرائیویٹ شریعت بل، سابقہ شریعت آرڈیننس، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات نیز مختلف علمائے کرام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کی جانب سے نفاذ شریعت کے سلسلے میں جو افکار و دستاویزت سامنے آئی ہیں ان میں قرآن و سنت نیز فقہ اسلامی کے حوالے سے تو بہت کچھ کہا گیا ہے، مگر قرآن و سنت نیز فقہ اسلامی کا عظیم الشان علمی سرمایہ جس زبان میں ہے، اس کے مقام و ترویج کے بارے میں کوئی واضح شق موجود نہیں۔ حالانکہ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ جس طرح برطانوی قانون کا نفاذ انگریزی زبان سے مربوط ہے، اسی طرح قرآن و سنت اور فقہ و شریعت کا نفاذ عربی زبان سے گہری واقفیت کا متقاضی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران میں "اسلامی انقلاب" کے بعد جو دستور وضع کیا گیا ہے اس میں سرکاری دین کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے

بارے میں بھی ایک علیحدہ شق رکھی گئی ہے:-

۱۔ "دین رسمی ایران اسلام و مذهب جعفری اثنی عشری است واین اصل الی الابد غیرقابل تغییر است . و مذاهب دیگر اسلامی اعم از حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی و زیدی دارای احترام کامل میباشند و پیروان این مذاهب در انجام مراسم مذهبی طبق فقه خودشان آزاداند،و در تعلیم و تربیت دینی و احوال شخصیه (ازدواج، طلاق، ارث، وصیت) و دعاوی مربوط باآن درداد گاه ها رسمیت دارند"

(بحوالہ قانون اساسی جمہوری اسلامی ایران، فصل اول، اصل دوازدھم، ص ۱۹ مطبوعہ تہران ۱۳۹۹ھ)

۲۔ دستور کی فصل دوم میں عربی زبان کے بارے میں درج ذیل شق رکھی گئی ہے:-

"از آنجا که زبان قرآن و علوم و معارف اسلامی عربی است و ادبیات فارسی کاملا با آن آمیخته است ،این زبان باید پس از دوره ابتدائی تا پایان دورئه متوسطه درهمه کلاسها و درهمه رشته ها تدریس شود".

۳۔ اسی طرح جنوبی ایشیا کے مسلم ملک مالدیپ کے دستور میں اسلام اور فقہ شافعی کو سرکاری دین ومذہب قرار دیتے ہوئے قومی زبان مالدیپی کے ساتھ عربی کو بھی

خصوصی حیثیت دی گئی ہے۔

۴۔ مسلم افریقی ملک صومالیہ میں عربی زبان کو عوام کی کثیر تعداد کی مادری زبان نہ ہونے کے باوجود صومالی زبان کے ہمراہ سرکاری وقومی زبان کی حیثیت دیتے ہوئے جو دلائل دیے گئے ہیں، ان میں عربی زبان کی اسلامی حیثیت اور صومالیہ کی زبان وثقافت پر اس کے اثرات کا خصوصی حوالہ دیا گیا ہے۔

۵۔ جنوب مشرقی ایشیا میں برونائی دارالسلام سے مغربی افریقہ میں سینیگال تک عربی زبان کو اسلام کے حوالے سے خصوصی اہمیت اور لازمی تعلیمی مضمون کی حیثیت دی گئی ہے۔ نیز اب روس کی مسلم جمہوریتوں میں مذہبی و ثقافتی آزادیاں ملنے کے بعد عربی زبان کی ابتدائی جماعتوں سے تدریس کے انتظامات کیے جا رہے ہیں، جس کی تصدیق پاکستان کا دورہ کرنے والے وسط ایشیا کے علماء کے وفد نے بھی کی ہے۔ حتیٰ کہ عرب و مسلم ممالک کی کوششوں سے اقوام متحدہ نے بھی عربی کو اپنی سرکاری زبانوں میں شامل کرلیا ہے۔

۶۔ اہل علم سے یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ بیس سے زائد عرب مسلم ممالک کی غالب اکثریت کا نہ صرف سرکاری دین اسلام ہے، بلکہ ان تمام ممالک نے قومی و علاقائی زبانوں اور بولیوں کے اختلافات کے باوجود اس فصیح عربی زبان کو بالاتفاق اپنی قومی وسرکاری زبان قرار دیا ہے جو قرآن وحدیث اور صدیوں پر محیط علوم وفنون کی مشترکہ علمی وادبی زبان ہے۔

ان چند اشارات پر اکتفا کرتے ہوئے علماء وقائدین سے گزارش ہے کہ دستور پاکستان میں پاکستان کے سرکاری دین اور شریعت اسلامیہ کی زبان کی حیثیت سے عربی زبان کے سرکاری وشرعی مقام کا تعین کیا جائے اور اس سلسلے میں متفقہ ''شریعت بل'' میں مجوزہ شق رکھی جائے۔ نیز عربی کو اردو کے ساتھ ساتھ سرکاری وقومی زبان قرار دلوانے کے لئے شریعت بل کی منظوری کے بعد مسلکہ علیحدہ بل پیش کیا جائے۔

شریعت بل

شق: لسان شریعت کی تدریس وحیثیت

''عربی چونکہ قرآن وحدیث، فقہ اسلامی نیز دیگر تمام علوم ومصادر شریعت کی زبان ہے اور اس بناء پر تمام علوم شرعیہ سے براہ راست استفادہ ونفاذ شریعت کے لئے لازم وملزوم ہے لہذا عربی زبان کو اوّل جماعت سے گریجوایشن تک مسلسل لازمی تعلیمی مضمون کی حیثیت حاصل ہوگی اور کسی بھی سطح پر لسانی اختلاف کی صورت میں عربی کو بحیثیت ''لسان شریعت و لغة الاسلام'' دیگر تمام زبانوں پر ترجیح وفوقیت حاصل رہے گی۔ نیز اسے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو سرکاری، قومی، صوبائی یا کسی بھی سطح پر کسی دوسری زبان کے لئے مخصوص ہیں۔ تاکہ:-

ا۔ ہر شعبہ حیات کی قرآن وسنت کی بنیاد پر تشکیل کے لئے علمی وتحقیقی بنیادیں مستحکم تر بنائی جاسکیں۔

ب۔ پاکستان کے کروڑوں باشندوں کو قرآن وحدیث وفقہ نیز دیگر علوم اسلامیہ سے براہ راست استفادہ کے قابل بنایا جاسکے۔

ج۔ لسان شریعت کی بنیاد پر اردو اور تمام علاقائی زبانوں کو لغوی، دینی اور علمی لحاظ سے تقویت دی جاسکے۔ جن کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے۔

د۔ عرب ممالک سمیت تمام مسلم ممالک کے ساتھ لسانی وشرعی روابط کو مضبوط تر بنایا جاسکے۔''

❁❁❁

نوٹ: لسان شریعت کی مجوزہ شق کو سینٹ کے پاس کردہ سابقہ شریعت بل کی شق نمبر ۹ بعنوان ''شریعت کی تدریس وتربیت'' کے فوراً بعد رکھنا بہتر ہوگا۔

❁❁❁

مجوزہ
"لسان عربی بل"

عربی چونکہ قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی ومشترکہ زبان ہے۔ نیز پاکستان کی تمام زبانوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے، لہذا اردو کے ساتھ ساتھ عالم اسلامی کے اکثر ممالک کی طرح عربی کو پاکستان کی سرکاری وقومی زبان نیز اول ابتدائی جماعت سے گریجوایشن کی سطح تک لازمی تعلیمی مضمون قرار دیا جاتا ہے۔ تاکہ:-

۱- پاکستان کے سرکاری دین کی زبان کو پاکستان کی "سرکاری زبان" کی حیثیت حاصل ہو۔

۲- امت مسلمہ کی مشترکہ اور دائمی زبان کو پاکستان کی "قومی زبان" کی حیثیت حاصل ہو۔

۳- ہر شعبہ حیات کی قرآن وسنت کی بنیاد پر تشکیل نو کے لیے علمی وتحقیقی بنیادیں مستحکم تر بنائی جائیں اور پاکستان کے کروڑوں باشندوں کو قرآن وحدیث وعلوم اسلامیہ سے براہ راست استفادہ کے قابل بنایا جائے۔

۴- عربی زبان ورسم الخط کی بنیاد پر اردو اور تمام علاقائی زبانوں کو علمی ولغوی لحاظ سے مربوط اور قوی تر بنایا جائے۔

۵- عالم اسلام کی مشترکہ علمی، دینی، ثقافتی اور عالمی زبان کی حیثیت سے عربی زبان کو فروغ دیا جائے اور عرب ممالک سمیت تمام مسلم ممالک کے ساتھ علمی ودینی اور لسانی وثقافتی روابط مستحکم تر بنائے جائیں۔

۶- دنیا بھر میں مسلم اقلیتوں کی دینی تعلیم وتربیت، اسلامی ثقافت کی ترویج اور تبلیغ اسلام کے تقاضے بطریق احسن پورے کیے جائیں۔

۷- عربی کو بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے عالمی سطح پر تقریر وتحریر میں اختیار کیا جائے۔

ہم سب شریعت بل کی جملہ شقوں سے مکمل اتفاق ہے۔

۱۔	مولانا محمد عبداللہ	مہتمم جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
۲۔	مولانا عبدالرحمن اشرفی	نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
۳۔	مفتی محمد حسین نعیمی	مہتم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
۴۔	مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی	مہتمم جامعہ [illegible] ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان
۵۔	چوہدری رحمت الٰہی	نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان
۶۔	محمد اسلم سلیمی	جنرل سیکرٹری (قیم) جماعت اسلامی پاکستان
۷۔	علامہ سید محمود احمد رضوی	مہتمم جامعہ حزب الاحناف لاہور
۸۔	[illegible]	[illegible]
۹۔	رشید احمد لدھیانوی	سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
۱۰۔	[illegible]	سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام [illegible]
۱۱۔	[illegible]	ناظم اول [illegible]
۱۲۔	حافظ [illegible]	[illegible] اکیڈمی لاہور
۱۳۔	[illegible]	خطیب جامع مسجد [illegible] لاہور
	مولانا سید [illegible] حسن [illegible]	[illegible]
	مولانا [illegible]	امیر جماعت [illegible] پنجاب [illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	سابق امیر [illegible] [illegible]
	مولانا [illegible]	[illegible]
	مولانا [illegible]	ناظم دار العروبۃ للدعوۃ الاسلامیۃ منصورہ لاہور
	مولانا شبیر احمد	[illegible] ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور
	مولانا فیض الرحمن [illegible]	دار العروبۃ منصورہ لاہور

مجلس لسان شریعت کی مجوزہ شق سے مکمل اتفاق ہے۔

نمبر	نام	منصب / ادارہ	دستخط
[illegible]	میاں فضل حق صاحب	چیف آرگنائزر متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان	میاں فضل الحق
[illegible]	مولانا سید عبدالقادر آزاد	چیئرمین مجلس علماء پاکستان	سید عبدالقادر آزاد
[illegible]	پروفیسر ساجد میر	ناظم اعلیٰ متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان	ساجد میر
[illegible]	حافظ عبدالقادر روپڑی	امیر جماعت اہل حدیث پاکستان	[illegible]
[illegible]	پروفیسر [illegible]	متحدہ جمعیت اہل حدیث [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مولانا محمد [illegible]	امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر	[illegible]
[illegible]	میاں محمد جمیل	[illegible]	[illegible]
[illegible]	فضل الرحمٰن	خطیب [illegible]	فضل الرحمٰن
[illegible]	[illegible]	[illegible] جمعیت اہل حدیث پاکستان	[illegible]
[illegible]	عبدالرحمٰن خلیق	ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث بلتستان	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ناظم تعلیمات	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ناظم مالیات	[illegible]
[illegible]	[illegible]	چیف آرگنائزر [illegible] پاکستان	[illegible]
[illegible]	[illegible]	مالک ہفت روزہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] اہل حدیث لاہور	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مشتاق احمد	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۴۲- محمد انور قریشی	مرکزی صدر ادارہ تحفظ القرآن لاہور	محمد انور قریشی
۴۳- محمد خلیل الرحمٰن قادری	مرکزی ناظم اعلیٰ ادارہ تحفظ القرآن	[illegible]
۴۴- محمد عتیق الرحمٰن مجددی	مرکزی نائب ناظم اعلیٰ " " "	[illegible]
۴۵- راجا محمد عبدالشکور قادری	ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلشنگ ادارہ تحفظ القرآن	[illegible]
۴۶- پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی	"	صدیقی
۴۷- محمد سراج الاسلام	شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ	[illegible] 22/12/90
۴۸- مفتی محمد خان قادری	نائب شیخ الجامعہ	محمد خان قادری 22/12/90
۴۹- مولانا محمد اشرف جلالی	استاذ جامعہ اسلامیہ	محمد اشرف جلالی
۵۰- محمد نواز ظفر	" "	[illegible] 22/12/90
۵۱- مولانا ظہور الٰہی	" "	[illegible]
۵۲- پروفیسر مظفر احمد	" "	[illegible]
۵۳- مفتی محمد عبدالقیوم	" "	[illegible]
۵۴- مولانا محمد رمضان قادری	" "	[illegible]
۵۵- [illegible] اکبر قادری	[illegible] ادارہ تحفظ القرآن	[illegible]
۵۶- اشفاق حسین ہمدانی	ناظم اعلیٰ [illegible]	اشفاق حسین ہمدانی
۵۷- سید [illegible] قادری	نگران [illegible] جامعہ اسلامیہ	[illegible]

مجھے سان شریعت کی مجوزہ شق سے مکمل اتفاق ہے۔

نمبر	نام	عہدہ	دستخط
۵۸-	ڈاکٹر [illegible] علوی	پروفیسر و ڈائریکٹر ریسرچ سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور	
۵۹-	ڈاکٹر جمیلہ شوکت	پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ "	
۶۰-	ممتاز احمد سالک	اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ "	
۶۱-	ڈاکٹر حافظ محمود اختر	اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ "	
۶۲-	بشیر احمد [illegible]	" " "	
۶۳-	ڈاکٹر طاہرہ بشارت	لیکچرار ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور	28/11/90
۶۴-	ڈاکٹر [illegible] القادر	شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی	28/11/90
۶۵-	ابوالوفا محمود	لیکچرار شیخ زید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور	18.12.90
۶۶-	ڈاکٹر [illegible]	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور	

مجلہ ... سے مکمل اتفاق ہے۔

۶۷	ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک	پروفیسر شعبہ عربی و پرنسپل اورینٹل کالج، پرو وائس چانسلر جامعہ پنجاب (سابق صدر ...)	[illegible] (دستخط)
۶۸	ڈاکٹر ... ملک	صدر شعبہ و پروفیسر ...	[illegible]
۶۹	ڈاکٹر محمد ...	...	[illegible]
۷۰	ڈاکٹر ...	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی	[illegible]
۷۱	[illegible]	سینئر لیکچرار شعبہ عربی	[illegible]
۷۲	خالق داد ...	لیکچرار شعبہ عربی	[illegible]
۷۳	ڈاکٹر محمد مبارز ملک	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی	محمد مبارز
۷۴	ڈاکٹر شاہدہ حبیب	شعبہ عربی ...	S. Habib
۷۵	DR. S. H. A. RASOOL	[illegible] Prof. & Chairman, Deptt. of French	
۷۶	Ruana Khan	Lecturer in French Deptt. of French	R. Khan.
۷۷	Mr ROISAN	... Lecturer French	Morrison
	Mrs A. N. A. Rasool	Assistant Prof. Department of French	Mrs A.N.A. Rasool
۷۹	... اسلم صدیقی	صدر شعبہ ... جامعہ پنجاب	[illegible]
۸۰	احسان الحق	سابق ... شعبہ ... جامعہ پنجاب	[illegible]
۸۱	[illegible]	صدر و پروفیسر شعبہ فارسی ...	(ڈاکٹر سید محمد اکرم)
۸۲	ڈاکٹر نسرین ارشاد	ایسوسی ایٹ پروفیسر فارسی	نسرین ارشاد
۸۳	شیخ نوازش علی	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی	نوازش علی
۸۴	محمد سلیم مظہر	لیکچرر شعبہ فارسی	محمد سلیم مظہر
۸۵	ڈاکٹر آفتاب اصغر	ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ فارسی	[illegible]

ہم دستاویز شریعت کی جدید تشریح سے مکمل اتفاق ہے

(دستخط اساتذہ جامعہ پنجاب لاہور)

۸۶	ڈاکٹر محمد سلیم رانا	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی جامعہ پنجاب لاہور
۸۷	حنیف [illegible]	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی جامعہ پنجاب لاہور
۸۸	ڈاکٹر عصمت [illegible]	لیکچرار شعبہ پنجابی
۸۹	[illegible]	لیکچرار شعبہ پنجابی
۹۰	ڈاکٹر [illegible]	انچارج شعبہ کشمیریات
۹۱	محمد اشرف قریشی	استاد شعبہ کشمیریات اورینٹل کالج
۹۲	ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	پروفیسر و صدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور
۹۳	[illegible] حسین [illegible]	لیکچرار شعبہ اردو
۹۴	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	شعبہ اردو (اسسٹنٹ پروفیسر)
۹۵	مسز نادرہ زیدی	شعبہ ادبیات [illegible]
۹۶	مسز [illegible] ملک	[illegible]
۹۷	ڈاکٹر جمیل احمد خان	ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو
۹۸	مسز [illegible]	[illegible]
۹۹	ڈاکٹر عابدہ [illegible]	ایسوسی ایٹ پروفیسر [illegible]
۱۰۰	پروفیسر [illegible]	[illegible] پنجاب یونیورسٹی لاہور
۱۰۱	ڈاکٹر سعید اللہ قاضی	ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ [illegible] جامعہ پنجاب لاہور
۱۰۲	ڈاکٹر ابصار احمد	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
۱۰۳	ڈاکٹر عبد الخالق	پروفیسر اینڈ چیئرمین شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
۱۰۴	ڈاکٹر نعیم احمد	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب

ہم لسانِ شریعت کی مجوزہ سفارش سے متفق الرائے ہیں (اساتذہ و مفتی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)

نمبر	نام	عہدہ	دستخط
۱۰۵	ڈاکٹر محمد [illegible]	ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی / بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی	[illegible]
		ڈائریکٹر [illegible]	[illegible]
۱۰۶	ڈاکٹر خالد محمود	لیکچرر دعوۃ اکیڈمی [illegible]	[illegible]
۱۰۷	ڈ عبد الجبار (قلم زد)		
۱۰۸	[illegible]	"	[illegible]
۱۰۹	زبیر [illegible]	"	[illegible]
۱۱۰	[illegible]	"	[illegible]
۱۱۱	مولانا [illegible]	اسسٹنٹ پروفیسر دعوۃ اکیڈمی	[illegible]
۱۱۲	[illegible]	ہیڈ [illegible] بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی	[illegible]
۱۱۳	ڈاکٹر [illegible]	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ [illegible] بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی	[illegible]
۱۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۵	ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی	صدر شعبہ ترجمہ ادارہ تحقیقات اسلامی	[illegible]
۱۱۶	محمد میاں صدیقی	ریسرچ ایسوسی ایٹ ادارہ تحقیقات اسلامی	محمد میاں صدیقی
۱۱۷	علی رضا نقوی	ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی	[illegible]
۱۱۸	ساجد الرحمٰن	ریسرچ [illegible] ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد	ساجد الرحمٰن
۱۱۹	مختار احمد مرزا	لیکچرر دعوۃ اکیڈمی	[illegible]
۱۲۰	سید [illegible]	[illegible] (دعوۃ اکیڈمی)	[illegible]
۱۲۱	حبیب الرحمن عاصم	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد	[illegible]

پیر لسانی قرابت کی مجوزہ شق سے مکمل اتفاق ہے (دستخط اساتذہ جامعہ پشاور)

۱۲۲- سید قمر عباس — صدر ادارہ مرکز شاہ ولی اللہ، پنجاب یونیورسٹی / اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ

۱۲۳- افضل حق قرشی — اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ جغرافیہ

۱۲۴- محمود شاہ — Haroon Shah

(۱۲۵) شبیر احمد منصوری — استاد ادارہ علوم اسلامیہ

۱۲۶- ڈاکٹر عبدالرشید رحمت — اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری

۱۲۶- محمد انور حسین — سینئر ریسرچ آفیسر IER

۱۲۷- ڈاکٹر حارث ... — اسسٹنٹ پروفیسر

۱۲۸- ڈاکٹر ... — ڈیمونسٹریٹر کیمسٹری

۱۲۹- محمد ... — اسسٹنٹ پروفیسر

۱۳۰- سید محمد ... — اسسٹنٹ پروفیسر — S. M. ...

۱۳۱- محمد جمیل بٹ — لیکچرار — Kalim ...

۱۳۲- عامر شفیق — ریسرچ آفیسر — Amir Shafiq

۱۳۳- مبشر احمد — لیکچرار — M. ...

۱۳۴- ڈاکٹر محمد ریاض — ایسوسی ایٹ پروفیسر — Mohd Riaz

۱۳۵- محمد طارق جاوید خان — لیکچرار — ... Khan

۱۳۶- شوکت علی — لیکچرار — Shaukat Ali

۱۳۷- طاہر ... — اسسٹنٹ پروفیسر

۱۳۸- محمد سعید فاروق — لیکچرار

[illegible]

۱۳۹- ڈاکٹر [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر/فارمیسی [illegible] (سابقہ پنجاب یونیورسٹی [illegible])

۱۴۰- ڈاکٹر [illegible] [illegible]

۱۴۱- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۴۲- [illegible] لیکچرار [illegible]

۱۴۳- [illegible] لیکچرار [illegible]

۱۴۴- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ [illegible]

۱۴۵- ڈاکٹر [illegible] [illegible]

۱۴۶- ڈاکٹر [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۴۷- [illegible] لیکچرار [illegible]

۱۴۸- [illegible] [illegible]

۱۴۹- [illegible] لیکچرار [illegible]

۱۵۰- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۵۰- [illegible] لیکچرار [illegible]

۱۵۱- ڈاکٹر [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ [illegible]

۱۵۲- [illegible] اسسٹنٹ [illegible]

۱۵۳- [illegible] پنجاب یونیورسٹی [illegible] کالج

۱۵۴- ڈاکٹر [illegible] فیکلٹی آف فارمیسی

۱۵۵- ڈاکٹر [illegible] فیکلٹی آف فارمیسی

۱۵۶- [illegible] فیکلٹی آف فارمیسی

[illegible]
([illegible])

۱۵۷- [illegible] احسان اسسٹنٹ پروفیسر
[illegible] کالج آف [illegible]

۱۵۸- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۵۹- [illegible] لیکچرار شعبہ فلکیات [illegible]

۱۶۰- ڈاکٹر حسن امیر شاہ Asst. Prof. Centre for [illegible]

۱۶۱- ڈاکٹر [illegible] اقبال فاروقی Asst. Prof. ادارہ کیمیا پنجاب یونیورسٹی [illegible] M. [illegible]

۱۶۲- [illegible] Lecturer

۱۶۳- [illegible] Asstt. Prof. [illegible] کالج [illegible]

۱۶۴- حسن [illegible] Lecturer [illegible] کالج آف [illegible]

۱۶۵- عبدالغفار Lecturer شعبہ [illegible]

۱۶۶- [illegible] Asst Prof. [illegible]

۱۶۷- محمد [illegible] الحق نوری لیکچرار شعبہ [illegible] کالج

۱۶۸- ابرار الحق چیئرمین [illegible] سائنس

۱۶۹- رضیہ محمود لیکچرار شعبہ [illegible] پنجاب یونیورسٹی Razia Mahmood

۱۷۰- [illegible] اسسٹنٹ [illegible] پنجاب [illegible]

۱۷۱- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۷۲- [illegible]

۱۷۳- ڈاکٹر [illegible] لیکچرار شعبہ فلسفہ

۱۷۴- ڈاکٹر سجاد [illegible] ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ [illegible]

۱۷۵- مسز [illegible] خان اسسٹنٹ پروفیسر [illegible]

۱۷۶- [illegible] شعبہ [illegible] پنجاب یونیورسٹی

۱۷۷- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر لیکچرار شعبہ [illegible]

تائید کنندگان (شق) انسان شریعت (معجزہ) (اساتذہ جامعہ پنجاب و دیگر)

۱۷۸- ڈاکٹر [illegible] ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ [illegible]

۱۷۹- ڈاکٹر [illegible] اقبال ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ ریاضی

۱۸۰- ڈاکٹر عبدالمجید پروفیسر شعبہ [illegible]

۱۸۱- ڈاکٹر [illegible] ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ [illegible]

۱۸۲- [illegible] [illegible]

۱۸۳- ڈاکٹر [illegible] لیکچرار ادارہ تعلیم و تحقیق - جامعہ پنجاب - [illegible]

۱۸۴- [illegible] لیکچرار ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور

۱۸۵- [illegible] لیکچرار ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور

۱۸۶- [illegible] اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ [illegible] جامعہ پنجاب [illegible]

۱۸۷- [illegible] [illegible] استاد ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب - [illegible]

۱۸۸- ڈاکٹر [illegible] استاد ادارہ [illegible] جامعہ پنجاب -

۱۸۹- محمد [illegible] استاد (لیکچرار) [illegible]

۱۹۰- [illegible] لیکچرار جامعہ [illegible] ملتان

۱۹۱- [illegible] لیکچرار جامعہ پنجاب [illegible]

۱۹۲- ڈاکٹر [illegible] [illegible]

۱۹۳- [illegible] --- [illegible]

۱۹۴- [illegible] لیکچرار ادارہ [illegible] جامعہ پنجاب [illegible]

۱۹۵- محمد [illegible] لیکچرار ادارہ علوم [illegible] جامعہ پنجاب

۱۹۶- محمد [illegible] [illegible]

۱۹۷- عبدالجبار لیکچرر [illegible] کالج [illegible]

۱۹۸- [illegible] [illegible]

۱۹۹- [illegible]

۲۰۰- [illegible] [illegible]

مجوزہ شریعت بل کی جملہ شقوں سے مکمل اتفاق ہے۔

(جامعہ پنجاب لاہور)

۲۰۱- ڈاکٹر [illegible] Professor [illegible] — [signature]

۲۰۲- [illegible] احمد [illegible] — [illegible] — [signature]

۲۰۳- ڈاکٹر [illegible] — [illegible] — H. Dushali

۲۰۴- ڈاکٹر [illegible] — Do. — [signature]

۲۰۵- ڈاکٹر محمد [illegible] — Asst. Professor — do — M. Ali

۲۰۶- ڈاکٹر [illegible] — Chem. Eng. [illegible] — Zafar [illegible]

۲۰۷- ڈاکٹر [illegible] — Professor — do — [signature]

۲۰۸- Dr. ARIF [illegible] — Asst. Prof. — Chemical Engg. & Tech. — [signature]

۲۰۹- ڈاکٹر [illegible] — Botany — [signature]

۲۱۰- Dr. Muhammad [illegible] — Zoology — M. [illegible]

۲۱۱- S. Saeed-ul-Hassan — Pharmacy — [signature]

۲۱۲- Prof. Abdul [illegible] — Statistics — [illegible] — A. [illegible] Hussain

۲۱۳- Dr. Fazal-e-Aleem — CHEP — Fazal-e-Aleem

۲۱۴- Dr. Mohammad Saleem — Centre for High Energy Phys. — M Saleem

۲۱۵- DR. M ASHRAF — Pharmacy — [signature]

۲۱۶- Dr. M ALAM — Pharmacy — [signature]

۲۱۷- Dr. Muhammad Ali — CHEP — Muhammad Ali

۲۱۸- [illegible] الزماں — [illegible] — [signature]

(ضمیمہ : ۳)

ہائر ایجوکیشن کمیشن ،اسلام آباد
قومی کمیٹی برائے تدوین نصاب عربی

سفارشات بسلسلہ عربی زبان

(سہ روزہ اجلاس صدور شعبہ و ماہرین عربی، جامعاتِ پاکستان
منعقدہ اسلام آباد : ۳۰ ستمبر، ۱، ۲، اکتوبر ۲۰۰۲ء)

۱- پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمان: صدر شعبہ عربی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد.

۲- پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی: صدر شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی، کراچی.

۳- پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحق: صدر شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد.

۴- ڈاکٹر عبدالکبیر محسن: فیکلٹی آف عربک، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد.

۵- پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین: صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور.

۶- پروفیسر ڈاکٹر محمد حسنین نقوی: صدر شعبہ عربی، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان.

۷- پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان: صدر شعبہ عربی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور.

۸- پروفیسر ڈاکٹر انوار الحق: صدر شعبہ عربی، پشاور یونیورسٹی، پشاور.

۹- پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ: صدر شعبہ عربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان.

۱۰- ڈاکٹر عبدالغنی شیخ: ڈائریکٹر، انسٹیٹیوٹ آف لینگویجز، سندھ یونیورسٹی جامشورو.

۱۱- پروفیسر امین اللہ علوی: پرنسپل گورنمنٹ کالج، شکارپور.

۱۲- جناب امتیاز احمد: شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور.

۱۳- مسز تنویر جمال: صدر شعبہ عربی، ایف. جی. کالج برائے خواتین، F-7/2، اسلام آباد.

۱۴- ڈاکٹر فرزانہ یاسمین: شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۱۵- مسز توبیہ حق: شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی.

۱۶- جناب محمد علی صدیقی: صدر شعبہ عربی، ایف جی بوائز کالج سیکٹر ایچ ایٹ، اسلام آباد.

۱۷- جناب عبدالکریم سومرو: صدر شعبہ عربی، ایف جی بوائز کالج سیکٹر ایچ نائن، اسلام آباد.

۱۸- جناب آصف محمود: شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج اصغر مال، راولپنڈی.

(۱)

سفارشات بسلسلہ
نصابات عربی زبان

عربی زبان نہ صرف قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی ہر زمان و مکان میں دائمی ومشترک زبان ہے، بلکہ اردو، فارسی اور پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں (پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، بروھی وغیرہ) کا رسم الخط اور الفاظ واصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے۔

علاوہ ازیں عربی زبان بائیس عرب ممالک کی سرکاری وقومی وتعلیمی زبان ہونے کے علاوہ ''اسلامی کانفرنس کی تنظیم'' (O.I.C.: چھپن رکن ممالک + چار مبصر) اور ''افریقی اتحاد کی تنظیم'' (O.A.U.: پچاس سے زائد رکن ممالک) کی تین سرکاری زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی) میں شامل ہے۔

نیز اقوام متحدہ (U.N.O.: 182 ممالک) کی چھ تسلیم شدہ سرکاری زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی، روسی، چینی) میں بھی شامل ہے۔

اس علمی ودینی، لسانی وثقافتی اور قومی وعالمی تناظر میں عربی زبان کو اردو کے ہمراہ سرکاری وقومی وتعلیمی زبان قرار دینا، نیز اردو اور انگریزی کی طرح ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی مضمون قرار دینا ناگزیر ہے اور حکومت پاکستان کی ''وزارتِ مذہبی امور'' نے اپنے مرتب کردہ ''سرکاری دینی نصاب تعلیم'' میں ہر سطح پر دینی مدارس کے طلبہ کے لیے عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں کو لازمی قرار دے کر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ پاکستانی نظام ونصاب تعلیم کو ہر سطح پر سہ لسانی بنیادوں پر استوار کرنا ناگزیر ہے۔ اگر دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ سے بیک وقت عربی اردو اور انگریزی تینوں زبانوں کی تعلیم و تدریس کا تقاضا حق بجانب ہے، تو عمومی نظام تعلیم کو بھی تعلیمی سطح پر عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں کی تعلیم وتدریس پر مشتمل قرار دینا لازم وناگزیر ہے، تاکہ دینی ودنیاوی تعلیم

کے مابین حائل خلیج ختم ہو اور ایک مربوط و مستحکم پاکستانی قوم کی تشکیل کے علمی و لسانی تقاضے پورے کیے جاسکیں۔

اس لسانی تناظر میں ''مؤسسة التعليم العالي '' (Higher Education Commission) کے زیر اہتمام پاکستان بھر کی جامعات کے صدور شعبہ عربی اور دیگر ماہرین عربیہ کا سہ روزہ اجلاس (۳۰ ستمبر، ۱، ۲، اکتوبر ۲۰۰۲ء) بی۔اے اور ایم۔اے کے عربی نصابات کا جائزہ لینے اور دیگر متعلقہ نصابی امور نظام تعلیم پر غور و خوض کے بعد متفقہ طور پر درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے:-

۱- أ- بی۔اے عربی اختیاری (Elective) درج ذیل دو پرچوں پر مشتمل ہوگا:-

i) اللغة العربية (Arabic Language) 100 نمبر

ii) الأدب العربي (Arabic Literature) 100 نمبر

ب- بی۔اے عربی آپشنل (100 نمبر) کا نظام جن جامعات کے تحت رائج ہے، وہ اس مضمون کے نصاب کی تشکیل میں اختیاری پرچہ الف " اللغة العربية " کو پیش نظر رکھتے ہوئے آسان نصاب تیار کریں۔

۲- ایم۔اے عربی، ایم فل عربی، پی ایچ ڈی عربی سمیت تمام پوسٹ گریجویٹ تعلیمی مراحل میں ذریعہ تعلیم و تحقیق و امتحانات عربی زبان ہوگی۔ کسی دیگر زبان کو جزوی طور پر بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور جن مقامات پر فی الحال ایسا نہیں ہے، وہاں اس سلسلہ میں جلد از جلد ضروری اقدامات کیے جائیں۔

ایم۔اے عربی کے ملک بھر کے نصابات کا جائزہ لینے کے بعد اجلاس نے حتی الامکان یکساں نصاب تعلیم کے حوالہ سے تفصیلات طے کر کے انہیں پیش نظر رکھنے کی سفارش کی۔

۳- دینی مدارس کے نظام تعلیم میں جن سندات کو سرکاری طور پر ایم اے عربی کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔ (شهادة العالمية وغيره) ان کے پوسٹ گریجوایٹ

سطح کے مراحل تعلیم میں عربی زبان کو سوفیصد واحد ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے تاکہ معیار سندات میں یکسانیت عملی شکل اختیار کرے۔

۴- اسلامیات میں عربی زبان کو اہمیت دیتے ہوئے عربی زبان کا ایک پرچہ لازمی قرار دیا جائے جس کی تدریس عربی زبان کے اساتذہ سرانجام دیں۔

۵- اسلامیات کی پہلی جماعت سے گریجوایشن تک چودہ سالہ لازمی تعلیم میں قرآن وحدیث اور عربی قواعد وزبان کی تعلیم کو ہر سطح پر بنیادی حیثیت دی جائے، تاکہ ہر طالب علم بلاترجمہ، قرآن وحدیث اور مختلف علوم اسلامیہ کی اصل عربی کتب و مصادر (فقہ وسیرۃ وتاریخ وغیرہ) سے براہِ راست استفادہ کے قابل ہو سکے۔

۶- چونکہ اردو، فارسی اور پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ واصطلاحات کا غالب ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے، لہٰذا ان زبانوں کی ہر سطح کی تعلیم میں بالعموم اور پوسٹ گریجویٹ سطح کی تعلیم میں بالخصوص عربی زبان کی تعلیم کو جزو نصاب بنایا جائے، تاکہ ان تمام زبانوں کو علمی لحاظ سے تقویت حاصل ہو اور مشترکہ عربی کلمات واصطلاحات کی بنیاد پر ان تمام زبانوں کو مربوط کرنے اور قریب تر لانے کا عمل تیز تر ہو سکے۔

۷- عربی زبان کی عرب لیگ، اسلامی کانفرنس، افریقی اتحاد کی تنظیم، اقوام متحدہ اور دیگر علاقائی وعالمی اداروں میں بطور سرکاری زبان تسلیم شدہ حیثیت کے پیش نظر ملک بھر کے نصاب ونظام تعلیم کو بین الاقوامی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہر اعلیٰ تعلیمی سطح پر بالعموم، اور سوشل سائنسز کے اعلیٰ تعلیمی مراحل (بی. اے، ایم. اے، ایم فل، پی ایچ. ڈی وغیرہ) میں بالخصوص، عربی، انگریزی دولسانی ذریعہ تعلیم وتحقیق (Arabic - English Bilingual Medium of Instruction & Research) کی مکمل حوصلہ افزائی کی جائے اور اس سلسلہ میں ''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی''، ''نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز'' اسلام آباد اور دیگر متعلقہ ملکی وغیر ملکی اداروں کے تجربات سے استفادہ کیا جائے۔

❁❁❁

(۲)
تجاویز/قراردادیں

۱- امام غزالی، ابن رشد، ابن خلدون، جابر بن حیان، ابوبکر رازی، الزھراوی، ابن الہیثم، ابن سینا، نصیر الدین طوسی اور عمر خیام جیسے سینکڑوں نابغہ روزگار مسلم مشاہیر کا فکری و علمی سرمایہ عربی زبان میں محفوظ ہے جسے عربی زبان کے ماہرین کے ذریعہ قومی زبان اردو میں منتقل کرانا وقت کی فوری ضرورت ہے۔ سائنسی پراجیکٹس کی طرح ان ریسرچ پراجیکٹس کے لیے ماہرین زبان عربی کو معقول فنڈز مہیا کیے جائیں۔

۲- جس طرح گرامی قدر جناب عطاء الرحمٰن، چیئرمین "ہائیر ایجوکیشن کمیشن" نے "بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی" ملتان کے شعبہ کیمسٹری کو چار کروڑ روپے، شعبہ کمپیوٹر کو تین کروڑ روپے اور دیگر جامعات کے سائنس کے شعبوں کو خطیر گرانٹ عطا فرمائی ہے، اسی طرح مذکورہ مسلم مشاہیر کی علمی میراث، دیگر عربی علوم وفنون سے متعلق کتب حوالہ کے حصول اور اکیسویں صدی کی دیگر زندہ زبانوں کے شانہ بشانہ عربی زبان کی تدریس اور نشر و اشاعت کے لیے لینگویجز لیبارٹریز اور ہیڈ پراجیکٹرز، کمپیوٹرز اور دیگر عصری سمعی و بصری معاونات خریدنے کے لیے، "ہائیر ایجوکیشن کمیشن" مبینہ مقررہ 6 ارب روپے کے بجٹ میں سے ہر پبلک یونیورسٹی کے شعبہ عربی کو کم از کم دو کروڑ روپے گرانٹ عنایت کرے تاکہ فارغ التحصیل حضرات عرب ممالک میں اپنی ملازمت کے دوران ، "انڈین لابی" کے توڑ میں وطنِ عزیز کی عملاً سفارت کاری اور وکالت کا فریضہ بھی بطریق احسن سرانجام دے سکیں۔

۳- "ہائیر ایجوکیشن کمیشن" ، عرب یونیورسٹیوں میں عربی زبان کے پاکستانی طلبہ و اساتذہ کے لیے پوسٹ گریجویٹ تعلیم و ٹریننگ کے لیے معقول

سکالرشپ کے حصول کے لیے مؤثر کردار ادا کرے۔

۴- تجدید نصاب عربی کے لیے کمیٹی کا اجلاس ہر دو سال بعد منعقد ہوتا رہے۔

۵- حالیہ تجاویز کی پیروی اور نفاذ کے لیے مؤثر حکمت عملی وضع کی جائے۔

۶- عرب اُمراء، پاکستانی سفارت کاروں کے انگریزی میں ذریعہ اظہار کو زیادہ پسند نہیں کرتے، لہٰذا ان ممالک میں مقرر کیے جانے والے پاکستانی سفارت کاروں کو بالخصوص اور تاجروں و دیگر ملازمین کو بالعموم روزمرّہ عربی بول چال کے لازمی کورس کرانے کا انتظام کیا جائے۔

۷- انڈیا، مسلمان انڈین عربی دان سفارت کاروں کے ذریعہ عرب ممالک کے بزنس پر عرصہ سے چھایا ہوا ہے۔ اس کے برعکس پاکستانی سفارت خانوں میں عربی زبان کے ماہر آفیسرز کبھی بھی مقرر نہیں کیے گئے۔ ضرورت ہے کہ ان ممالک میں واقع پاکستانی سفارت خانوں میں سفارتی عملہ کا انتخاب صرف عربی کے پروفیسرز ہی میں سے کیا جائے۔

سفارشات سہ روزہ اجلاس صدور شعبہ و ماہرین عربی، جامعاتِ پاکستان

منعقدہ اسلام آباد : ۳۰ستمبر ، ۱، ۲، اکتوبر ۲۰۰۲ء

زیر اہتمام : پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن (چیئرمین، ہائیر ایجوکیشن کمیشن، اسلام آباد)

ڈاکٹر الطاف علی شیخ (ایڈوائزر، نصاب و تربیت)

محترمہ غیور فاطمہ (ریسرچ ایسوسی ایٹ)

❀❀❀

(ضمیمہ : ۴)

إعـــلام (نوٹیفکیشن)

عربی و اردو بحیثیت دفتری و تعلیمی و عمومی زبان

کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان

از : یکم جنوری ۲۰۰۳ء/۲۷ - شوال ۱۴۲۳ھ

الف ۔ بحوالہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" عربی زبان چونکہ قرآن و حدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی و مشترکہ زبان ہے۔

ب ۔ نیز پاکستان کی قومی زبان "اردو" اور تمام علاقائی زبانوں (پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، فارسی، کشمیری وغیرہ) کا نہ صرف رسم الخط عربی ہے، بلکہ ان کے الفاظ و اصلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی سے ماخوذ ہے' اور

ج ۔ عربی زبان، عالم عرب و اسلام و افریقہ کے بطور مجموعی اسی (۸۰) سے زائد ممالک سے تعلق رکھنے والی وہ واحد مشترکہ زبان ہے، جسے ''عرب لیگ'' (۲۲ ممالک) ''اسلامی کانفرنس کی تنظیم'' (پچپن سے زائد ممالک) ''افریقی اتحاد کی تنظیم'' (پچاس سے زائد ممالک) ''اقوام متحدہ'' (ایک سو اسی سے زائد ممالک) اور دیگر اداروں میں مغربی زبانوں (انگریزی و فرانسیسی وغیرہ) کے ہمراہ تسلیم شدہ سرکاری و عالمی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

لہذا علمی و دینی، لسانی و ثقافتی اور قومی و عالمی حوالوں سے عربی زبان کو اردو کے ہمراہ مورخہ یکم جنوری ۲۰۰۳ء/۲۷ شوال ۱۴۲۳ھ سے مشرقی زبانوں اور ادبیات و تحقیقات کے قدیم و عظیم عالمی شہرت یافتہ ادارہ ''کلیہ شرقیہ جامعہ پنجاب'' (Punjab University Oriental College) لاہور کی دفتری، تعلیمی اور عمومی زبان قرار دیا جاتا ہے تاکہ:-

۱- ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں عربی لغت و اصطلاحات کی اساس پر عربی، اردو اور علاقائی زبانوں کو باہم مربوط و متحد کرنے کا عمل تیز تر کیا جا سکے، نیز عالم عرب و اسلام و افریقہ سے اقوام متحدہ تک رائج "المنظمة العربية للتربية والعلوم الثقافة (A.L.E.S.C.O) "المنظمة الإسلامية للتربية والعلوم والثقافة" (I.C.E.S.C.O.) یونیسکو (U.N.E.S.C.O) اور دیگر عالمی اداروں کی اختیار کردہ

ہزاروں مشترکہ عربی اصطلاحات کو اردو اور علاقائی زبانوں کی مشترکہ دفتری، تعلیمی اور عمومی اصطلاحات کے طور پر اختیار کر کے قومی وحدت، مشرقی ثقافتی تشخص اور عالمی لسانیات کے تقاضے بہتر انداز میں پورے کیے جا سکیں۔

۲۔ ''کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب'' کے تمام شعبہ جات (عربی، فارسی، اردو، پنجابی، کشمیریات وغیرہ) کے کم از کم پوسٹ گریجوایٹ سطح کے نصابات (ایم۔اے، ایم۔فل، پی ایچ ڈی وغیرہ) میں عربی قواعد و زبان کی تعلیم کی شمولیت کے لئے مشترکہ و مربوط حکمت عملی کو فروغ دیا جا سکے اور ان زبانوں کی تدریس و تحقیق کا معیار بہتر و مربوط تر بنانے کے علاوہ ان کے قدیم و جدید ادبیات کی بہتر تفہیم و ترویج نیز انہیں جدید عالم عرب و اسلام و افریقہ کے مشرقی ادبیات سے قریب تر لانے اور باہمی تبادل و تفاہم کا عمل تیز تر کیا جا سکے۔

۳۔ عربی زبان کے حروف ابجد و رسم الخط کی اساس پر عربی، اردو اور پاکستان کی علاقائی زبانوں کے حروف ابجد و رسم الخط (نسخ و نستعلیق وغیرہ) کے حوالہ سے مربوط علمی و تحقیقی اور قومی و ثقافتی حکمت عملی اختیار کی جا سکے، نیز ''کلیہ شرقیہ'' اور دیگر اداروں کے اشتراک و تعاون سے قرآنی عربی حروف کی ناظرہ تعلیم کو اردو، فارسی، پنجابی اور دیگر علاقائی زبانوں کی حرف شناسی و ابتدائی تعلیم سے مربوط کر کے خواندگی کے تناسب میں عظیم الشان اضافہ کا لائحہ عمل تشکیل دیا جا سکے۔

۴۔ عربی زبان کو بین الاقوامی مراسلت اور تحریر و تقریر میں حسب ضرورت اردو کے ہمراہ، یا اس کے متبادل کے طور پر استعمال کر کے ''پاکستانی زبان و رسم الخط'' کے تسلسل اور پاکستانی و مشرقی لسانی و ثقافتی تشخص کو دنیا بھر کے ان غیر ملکی و عالمی اداروں میں بھی برقرار رکھا جا سکے، جہاں اردو یا علاقائی زبانوں کے بجائے صرف عربی زبان کو مغربی زبانوں کے ہمراہ تسلیم شدہ سرکاری و عالمی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

و باللہ التوفیق وھو المستعان و إنه علی کل شیٔ قدیر۔

یکم جنوری ۲۰۰۳ء/ ۲۷ شوال ۱۴۲۳ھ　　　　عمید (پرنسپل)

سفارش و توثیق منجانب:

۱۔ لجنة اللغات الشرقیه (السنہ شرقیہ کمیٹی)

۲۔ مجلس الکلیة الشرقیه (اورینٹل کالج کونسل)

۳۔ اساتذة الکلیة الشرقیه (اساتذہ کلیہ شرقیہ)

❀❀❀

خلاصہ کتاب

''پاکستان میں عربی زبان''

''پاکستان میں عربی زبان'' کے حوالہ سے مندرجہ سابقہ تمام مباحث وتفصیلات کا خلاصہ ونتیجہ درج ذیل نقاط میں بیان کیا جاسکتا ہے:-

۱- ''ارض پاکستان'' پہلی سے پندرھویں صدی ہجری/ ساتویں سے اکیسویں صدی عیسوی تک (۴۴ھ-۱۴۲۳ھ/ ۶۴۴ء-۲۰۰۲ء...) مسلسل عربی زبان ورسم الخط کی سرزمین چلی آ رہی ہے۔

۲- عربی زبان گزشتہ چودہ صدیوں سے ''ارض پاکستان'' کی غالب مسلم اکثریت کی دینی زبان کی حیثیت سے رائج وغالب ہے اور ماضی میں یہاں کا ہر مسلمان قرآن وحدیث، علوم اسلامیہ اور امت مسلمہ کی دائمی ومشترک زبان کی حیثیت سے عربی زبان سیکھنے کی حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہے اور آج بھی کم از کم عربی میں ادائے نماز وتلاوت قرآن کی استعداد پیدا کرلیتا ہے۔ اس طرح عربی زبان تمام تر رکاوٹوں اور مخالفتوں کے علی الرغم صدیوں سے ''ارض پاکستان'' کے کروڑوں مسلمانوں کی دینی زبان کے طور پر زندہ ونافذ چلی آ رہی ہے۔

۳- عربی زبان پہلی صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک مکران وسندھ وملتان وغیرہ میں عربوں کے تقریباً چار صدیوں کے مجموعی دور حکومت (۴۴-۹۲ -۴۱۶ھ / ۶۴۴-۷۱۲-۱۰۲۵ء) میں نیز کسی حد تک بعد ازاں بھی (پنجاب و کشمیر وغیرہ میں) غزنوی عہد حکومت (۹۹۸-۱۱۸۶ء) کے ابتدائی دور میں علمی ودینی کے علاوہ سرکاری وعمومی زبان کی حیثیت سے بھی بطور مجموعی کم از کم چار صدیوں تک رائج ونافذ رہی ہے۔

۴- ''ارض پاکستان'' میں عربوں کے دور حکومت (۴۴-۴۱۶ھ/ ۶۴۴ - ۱۰۲۵ء) کے بعد عہد غزنوی سے مغلیہ سلطنت کے اختتام (۹۹۸ء-۱۸۵۷ء) تک بطور مجموعی ساڑھے آٹھ سو سال سے زائد عرصہ میں، عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر، ''فارسی زبان'' سرکاری وعمومی زبان کی حیثیت سے رائج وغالب رہی ہے، جبکہ اس طویل مسلم دور میں عربی زبان دینی وتعلیمی زبان اور ثانوی سرکاری وعدالتی وعمومی زبان کی حیثیت سے فارسی کے ہمراہ رائج ونافذ رہی ہے اور ہر تعلیم یافتہ مسلمان کا بیک وقت عربی وفارسی دان ہونا نو صدیوں پر محیط اس طویل ''غیر عرب مسلم دور حکومت'' میں لازم وملزوم رہا ہے۔

۵- مغلیہ سلطنت کے اختتام کے بعد برصغیر میں برطانوی دور حکومت (۱۸۵۷ء- ۱۹۴۷ء) میں عربی وفارسی کی سرکاری وتعلیمی وعدالتی وعمومی حیثیت کو منسوخ کرتے ہوئے بیک جنبش قلم ان تمام شعبہ جات میں یونانی ولاطینی الاصل انگریزی

زبان کو نافذ و غالب کرنے کے لیے تمام سرکاری وسائل بروئے کار لائے گئے، مگر ارض پاکستان میں عربی زبان کی علمی و دینی اور فارسی کی ادبی وثقافتی پذیرائی کے علاوہ سرکاری و تعلیمی وصوبائی سطح پر عربی رسم الخط کی حامل نیز عربی و فارسی الفاظ واصطلاحات سے پُر ''اردو زبان''، ''ثانوی زبان'' کی حیثیت سے نافذ رہی اور اس طرح عربی و فارسی کا سرکاری و عمومی تسلسل اردو زبان کی صورت میں باقی و برقرار رہا۔

۶- تقسیم ہند اور قیام پاکستان (۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ/۱۴ اگست ۱۹۴۷ء) کے بعد ''ارض پاکستان'' میں انگریزی زبان کی سابقہ برطانوی سرکاری و تعلیمی وعمومی حیثیت کافی حد تک برقرار چلی آرہی ہے۔ تاہم انگریزی کے ہمراہ عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر ''اردو زبان'' پاکستان کی سرکاری و قومی و تعلیمی وصوبائی (پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان، نیز ریاست جموں و کشمیر) زبان کی حیثیت سے مسلسل رائج و نافذ (۱۹۴۷ء-۱۹۵۵ء، ثم ''صوبہ مغربی پاکستان'' میں ۱۹۵۵ء تا ۱۹۷۰ء وبعدازاں، بحوالہ دستور ۱۹۵۶ء و ۱۹۷۳ء وغیرہ) چلی آرہی ہے۔

۷- صوبہ ''مشرقی پاکستان'' کی علیحدگی اور ''بنگلہ دیش'' کے قیام (۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء) کے بعد موجودہ پاکستان (سابقہ ''مغربی پاکستان'' و ''بلاد السند'' وغیرہ) میں عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر اردو زبان کو تعلیمی و عمومی کے علاوہ

سرکاری وقومی زبان (دستور پاکستان ۱۹۷۳ء) نیز صوبائی زبان (پنجاب ،سندھ، سرحد اور بلوچستان :سندھ میں عربی رسم الخط و الفاظ واصطلاحات کی حامل سندھی زبان کے ہمراہ سرکاری زبان) کی تسلیم شدہ حیثیت حاصل ہے، جبکہ موجودہ ریاست جموں وکشمیر (آزاد ومقبوضہ) میں بھی اردو زبان ریاستی زبان کی حیثیت سے تسلیم شدہ ہے۔

۸- ''مشرقی پاکستان'' کی علیحدگی اور ''بنگلہ دیش'' کے قیام (۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء) کے بعد ''پاکستان'' کے شرق اوسط ووسط ایشیا نیز عربی زبان و رسم الخط سے مربوط تر ہونے کے بعد (۱۹۷۲ء- ۲۰۰۲ء...) نہ صرف عربی زبان کی سابقہ علمی ودینی و تعلیمی حیثیت برقرار اور روز افزوں اہمیت کی حامل ہے، بلکہ عربی رسم الخط کی حامل اور عربی الفاظ واصطلاحات سے پُر، پاکستان کی تسلیم شدہ سرکاری وقومی نیز صوبائی وعمومی رابطہ زبان اردو کے ہمراہ عربی زبان کو دستوری لحاظ سے ''ثانوی زبان'' کی (بالواسطہ و بلاواسطہ) حیثیت حاصل ہو چکی ہے(''دستور پاکستان'' ۱۹۷۳ء میں اسلام بحیثیت سرکاری دین، قرآن واسلامیات کی لازمی تعلیم، اشاعت قرآن، عربی زبان کا فروغ، نیز ''عربی زبان کی تعلیم دینا'' ریاستی ذمہ داری بحوالہ ''نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء'' وغیرہ)۔

۹- پاکستان میں عربی زبان کے سرکاری وقومی وتعلیمی زبان کی حیثیت سے فروغ کی تحریک علامہ اقبال، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا محمد

ادریس (سلہٹ) سر سلطان محمد شاہ آغا خان (سابق صدر ''جمعیت اقوام'' و ''کل ہند مسلم لیگ'' و امام شیعہ اسماعیلیہ) جناب زاہد حسین (سابق گورنر ''بنک دولت پاکستان'') جیسے لاتعداد نامور علماء و قائدین ملت سے ''شریعت بل کمیٹی'' کو پیش کردہ یادداشت بسلسلہ عربی زبان کے دستخط کنندگان (دو سو سے زائد علماء و اساتذہ جامعات) تک مسلسل فروغ پذیر اور عظیم الشان نتائج کی حامل چلی آرہی ہے۔

۱۰- عربی رسم الخط گزشتہ چودہ سو سال سے (۴۴-۱۴۲۳ھ/ ۶۴۴ء-۲۰۰۲ء...) نہ صرف ارض پاکستان کی تمام زبانوں اور بولیوں (اردو، فارسی، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، بروھی، کشمیری، شینا، بلتی وغیرہ) کا مشترکہ رسم الخط چلا آرہا ہے، بلکہ ان تمام زبانوں اور بولیوں کے الفاظ و اصطلاحات کا وسیع ذخیرہ بھی عربی زبان سے ماخوذ ہے اور عربی زبان ان تمام زبانوں لسانی اساس ہے۔

پس پاکستانی زبان درحقیقت عربی رسم الخط پر مبنی سہ لسانی مخلوط ڈھانچہ (عربی، اردو، مقامی) سے تشکیل شدہ ہے اور اسی لیے ایک عام پاکستانی مسلمان ''قرآنی حرف شناسی'' کی بدولت تھوڑی سے کوشش سے تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ اردو اور اپنی مقامی زبان بھی پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ملخص البحث

إن اللسان و الخط العربيين هما أساسان محكمان لجميع لغات و لهجات پاكستان بالإضافة إلى أهميتهما الدينية والعالمية.

خلاصہٴ کلام

عربی زبان ورسم الخط اپنی دینی و عالمی اہمیت کے علاوہ پاکستان کی تمام زبانوں اور بولیوں کی بھی دو مستحکم بنیادیں ہیں۔

اکیسویں صدی میں عربی زبان

أ- عربی بحیثیت سرکاری، قومی، تعلیمی زبان

١- المملكة العربية السعودية		٢- الكويت	٣- قطر
٤- الإمارات العربية المتحدة		٥- البحرين	٦- عُمان
٧- اليمن	٨- العراق	٩- الأردن	١٠- سوريا (شام)
١١- لُبنان	١٢- فلسطين	١٣- مصر	١٤- السودان
١٥- ليبيا	١٦- الجزائر	١٧- تونس	١٨. المغرب (مراکش)
١٩- موريتانيا	٢٠- الصومال	٢١- جيبوتي	٢٢. جزر القمر (کومورو)
٢٣- تشاد (چاڈ)	٢٤- اريتريا (اریٹریا)		٢٥- صحارا

ب- عربی بحیثیت ثانوی زبان/ لازمی تعلیمی زبان

٢٦- انڈونیشیا	٢٧- ملائیشیا	٢٨- برونائی دارالسلام	٢٩- مالدیپ
٣٠- پاکستان	٣١- ایران	٣٢- افغانستان	
٣٣- نائیجیریا	٣٤- سینگال	٣٥-	

ج۔ عربی بحیثیت ثانوی زبان/ افریقی رابطہ زبان
(فرانسیسی وعربی/انگریزی وعربی)

۳۶۔نائیجر	۳۷۔گنی	۳۸۔مالی	۳۹۔کیمرون
۴۰۔اپر وولٹا	۴۱۔گیبون	۴۲۔بینن	۴۳۔ساحل العاج
۴۴۔ٹوگو	۴۵۔جمہوریہ وسطی افریقہ	۴۶۔برکینو فاسو	۴۷۔گنی بساؤ (پرتگالی)
۴۸۔گیمبیا	۴۹۔سیرالیون	۵۰۔ایتھوپیا	۵۱۔تنزانیہ

د۔عربی بحیثیت دینی تعلیمی زبان/ تین اہم زبانوں میں سے ایک

۵۲۔بنگلہ دیش	۵۳۔ازبکستان	۵۴۔تاجکستان	۵۵۔ترکمانیہ
۵۶۔قازقستان	۵۷۔کرغیزیا	۵۸۔سنکیانگ (چین)	۵۹۔آذربائی جان
۶۰۔ترکی	۶۱۔البانیا	۶۲۔بوسنیا	۶۳۔کوسوو
۶۴۔ترک قبرص	۶۵۔ روسی مسلم مناطق	(چیچنیا، داغستان، وغیرہ)	۶۶ سورینام (جنوبی امریکہ)

ھ۔عربی بحیثیت مسلم اقلیتی دینی زبان/علمی وثقافتی زبان

۱۔بھارت	۲۔چین	۳۔فلپائن	۴۔دیگر ایشیائی مسلم اقلیتی ممالک
۱۔آسٹریلیا	۲۔نیوزی لینڈ	۳۔فجی	۴۔دیگر آسٹریلوی و بحرالکاہل کے ممالک
۱۔کینیا	۲۔یوگنڈا	۳۔گھانا	۴۔دیگر افریقی مسلم اقلیتی ممالک
۱۔روس	۲۔برطانیہ	۳۔فرانس	۴۔جرمنی و دیگر یورپی مسلم اقلیتی ممالک
۱۔امریکہ (U.S.A)	۲۔کینیڈا	۳۔برازیل	۴۔ہسپانوی دان و دیگر امریکی ممالک

و۔ عربی بحیثیت افریشیائی وعالمی زبان

۱۔ جامعة الدول العربية / عرب لیگ (۲۲عرب ایشیائی وافریقی ممالک)

سرکاری زبان : عربی۔

۲۔ منظمة المؤتمر الإسلامي/اسلامی کانفرنس(۵۶رکن و۴مبصر ممالک)

سرکاری زبانیں: عربی،انگریزی ، فرانسیسی۔

۳۔ منظمة الوحدة الأفريقية/ افریقی اتحاد کی تنظیم(۵۰ سے زائد ممالک)

سرکاری زبانیں: عربی ، انگریزی ، فرانسیسی۔

۴۔ اقوام متحدہ (۱۸۰سے زائد ممالک)

سرکاری زبانیں: عربی،انگریزی،فرانسیسی، روسی ،ہسپانوی،چینی.

....

نوٹ: عربی زبان کی صورت حال کے حوالہ سے مختلف مصادر سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق یہ ایک غیر حتمی عمومی خاکہ ہے اور ممکنہ تصحیح وردوبدل کی گنجائش موجود ہے۔

مراجع و مصادر

(عربی)

۱- الله جل جلاله : القرآن الكريم.

۲- التبريزی ، الخطيب : مشكاة المصابيح ، لاهور ، مكتبة رحمانية.

۳- حقی ، الدكتور احسان : باكستان : ماضيها و حاضرها ، بيروت ، دار النفائس ، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳م.

۴- عبدالله ، دكتور محمود محمد : اللغة العربية فی باكستان ، إسلام آباد، وزارة التعليم الفيدرالية ، ۱۹۸۴م.

۵- مجلة "الفاروق" الجامعة الفاروقية ، كراتشی ، السنة : ۱۸ ، العدد : ۷۲ ، ربيع الثانی ، جمادی الأولی والثانية ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲م.

(فارسی)

۶- وزارت إرشاد إسلامی : قانون اساسی جمهوری اسلامی إيران ، تهران ، چاپخانه شورائی ملی ، جمهوری إسلامی إيران، ابانماه ۱۳۵۸ ھ.ش.

(اردو)

۷- جامعہ پنجاب : تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، دوسری جلد (عربی ادب)، لاہور، ناشر: پنجاب یونیورسٹی، مطبعة المكتبة العلمية، طبع اول، فروی ۱۹۷۲ء۔

۸- زبید احمد، ڈاکٹر: عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، (مترجم: شاہد حسین رزاقی): لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، طبع اول ۱۹۷۳ء۔

۹- ندوی، ابو الحسنات : ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، لاہور، مکتبہ خاور (مسلم مسجد لوہاری) ملی پرنٹرز ۱۹۷۹ء۔

۱۰- ندوی، ابوالحسن علی: نقوش اقبال (اردو ترجمہ "روائع اقبال" از شمس تبریز خان) کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۸ء۔

۱۱- ندوی، شاہ معین الدین احمد: تاریخ اسلام، لاہور (اردو بازار) ناشران قرآن لمیٹڈ۔

۱۲- نور احمد، سید : مارشل لاء سے مارشل لاء تک، لاہور، دین محمدی پریس، طبع دوم، فروری ۱۹۶۶ء۔

اردو مجلّات و جرائد

۱۳- ''اورینٹل کالج میگزین'' جامعہ پنجاب، لاہور، جلد:۶۴، عدد:۳ ، ۱۹۹۱ء۔

۱۴- ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، جلد۱۰، عدد ۲۲ ، ۲ جون ۱۹۸۸ء۔

۱۵- روزنامہ ''پاکستان'' لاہور، ۱۸، اکتوبر و ۲۱ نومبر ۱۹۹۲ء۔

۱۶- روزنامہ ''خبریں'' لاہور، ۸ جنوری ۲۰۰۲ء۔